شمارہ الفرقان ربوہ

29.9.63

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا

ماہنامہ

الفرقان ربوہ

درویشانِ قادیان نمبر

اگست ستمبر اکتوبر ۱۹۶۳

مدیر مسئول

ابو العطاء جالندھری

سالانہ چندہ چھ روپے صرف

قیمت پرچہ ھذا اڑھائی روپے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّکُمْ فُرْقَانًا

تعلیمی، تربیتی اور تبلیغی مجلہ

ماہنامہ

الفرقان

ربوہ

(درویشانِ قادیان نمبر)

اگست، ستمبر، اکتوبر ۱۹۶۳ء

ایڈیٹر:- ابوالعطاء جالندھری
مینجر:- عطاء المجیب راشد

سالانہ بدل اشتراک

پاکستان و بھارت .... چھ روپے
دیگر ممالک .... تیرہ شلنگ
پرچہ ہذا .... اڑھائی روپے
تاریخ اشاعت .... ہر ماہ کی دس تاریخ

بدلِ اشتراک بنام مینجر پیشگی آنا چاہیئے!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماہنامہ **الفرقان** ربوہ

درویشانِ قادیان نمبر

جلد نمبر ۱۳ — شمارہ نمبر ۸-۹-۱۰

اگست، ستمبر، اکتوبر ۱۹۶۳ء — ربیع الاول، ربیع الآخر، جمادی الاولیٰ ۱۳۸۳ھ

محتویات

نوٹ: اس خاص نمبر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام، خلفائے مسیح موعودؑ، مقاماتِ مقدسہ، درویشانِ کرام اور دیگر متعلقہ افراد کے باتصویر فوٹو اور نقشہ آبادی قادیان بھی شاملِ اشاعت ہے۔

اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کا مرکز

خدائے ذو العجائب کے کاموں کی کنہ تک پہنچنا انسان کی طاقت میں نہیں۔ اپنے انتخاب کے راز کو وہی جانتا ہے۔ دو ہزار برس بیشتر جب اس نے حضرت مسیح ناصری کا انتخاب فرمایا اور ناصرہ کی بستی کو خاص شرف بخشا تو یہودی علماء ناراض تھے اور انہیں اس آسمانی انتخاب کو غلط کہنے میں بھی باک نہ تھا۔ وہ چیں بجبیں ہوتے رہے مگر الٰہی مشیت اپنا کام کرتی رہی۔

چودہ سو سال پہلے جب اللہ تعالیٰ نے ساری اُمتوں، ساری نسلوں اور سارے زمانوں کے لئے سرورِ کونین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ کی بستی میں منتخب فرمایا تب بھی بزعم خویش بڑے لوگوں نے شور مچا دیا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ۔ کہ یہ کیسا انتخاب ہے یہ تو سراسر غلط ہے۔ اگر یہ خدائی انتخاب ہوتا تو کسی بڑے آدمی پر یہ قرآن اُترتا۔

ابتداء آفرینش سے دنیا کے فرزند اللہ تعالیٰ کے انتخاب کردہ شخص اور مقام کو ناپسند کرتے رہے ہیں مگر ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ پورا ہوتا رہا ہے۔ اس نے کمزوروں کو منتخب فرمایا۔ اس کا قدر ایسی جگہ پر چمکا جو لوگوں کی نظروں میں عجیب تھا۔ فرماتا ہے وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِى الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ کہ ہمارا ازلی ارادہ ہے کہ زمین میں کمزور سمجھے جانے والوں پر احسان کریں اور انہیں امام اور حکمران بنائیں" گویا خدائے قادرِ مطلق اپنی قدرت نمائی کے لئے غریبوں، کمزوروں اور لوگوں کی نگاہ میں حقیر انسانوں کو انتخاب کرتا ہے۔

قرآن مجید اور احادیث نبویہ کے مطابق اسلام کی نشاۃِ ثانیہ مقدر تھی۔ تا دینِ حنیف کو تمام ادیانِ عالم پر عالمگیر غلبہ حاصل ہو اور اسلام کی اشاعت زمین کے کونے کونے میں ہو۔ چودھویں صدی ہجری کے سر پر اللہ تعالیٰ نے اس مقدس مشن کیلئے سرزمین ہند میں قادیان کی گمنام بستی کو مرکز قرار دیکر حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کو انتخاب فرمایا جو لوگوں کی نظر میں عجیب تھا اور ان کے وہم کے مطابق غلط انتخاب تھا مگر یہ کوئی نئی بات نہ تھی ہمیشہ سے لوگ ایسا ہی کہتے آئے ہیں۔ پون صدی کے واقعات نے ثابت کر دیا کہ فی الواقع اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کا مرکز قادیان ہے۔ اسی کے تربیت یافتہ اطرافِ عالم میں اسلام کے نام کو بلند کرنیوالے ہیں۔

۱۹۴۷ء کے خطرناک انقلاب میں پھر ایک دفعہ یہ ثابت ہوگیا ہے کہ خواہ کچھ ہو، حالات خواہ کتنے تبدیل ہوتے رہیں مگر قادیان اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کا مرکز ہے اور خدا کے رسول (مسیح موعودؑ) کا تختگاہ ہے۔ الفرقان کا یہ نمبر اسی حقیقت کی ایک جھلک ہے۔ بس

اے قادیاں کی بستی تجھ پہ سلام ہوشے　　؎　　رحمت خدا کی تجھ پہ نازل مدام ہووے

جری اللہ فی حلل انبیاء حضرت مرزا غلام احمد
المسیح الموعود علیہ السلام

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

حکیم الامت حضرت مولانا نورالدین
خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ایک تاریخی پیغام

"عزیزم مولوی عبدالرحمٰن صاحب و اصحاب الصفہ قادیان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کچھ صحابہ اور کچھ اور لوگ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دنیوی زندگی پر فضیلت دیتے ہیں قادیان آرہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا قادیان آنا مبارک کرے۔ کچھ لوگ جو اور نہیں ٹھہر سکتے واپس آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ اُن کی قربانی کو قبول کرے اور باہر آکر بھی نیکی پر قائم رہنے اور قادیان میں رہنے کے ثواب کو بڑھانے کی انہیں توفیق بخشے اور ہمارے جلاوطنی کے دن چھوٹے کردے۔ آمین

اگر سلسلہ کی ضروریات مجبور نہ کرتیں تو مَیں بھی آپ لوگوں کے ساتھ ہوتا لیکن زخمی دل اور افسردہ افکار کے ساتھ آپ سے دُور اور قادیان سے باہر بیٹھا ہوں۔ نہ معلوم وہ دن کب آتا ہے کہ مَیں بھی اس مقام پر پہنچ سکوں جو خدا کے رسول کا تخت گاہ ہے اور احمدیوں کا دائمی مرکز ہے۔ آپ لوگ وہ ہیں جو ہزاروں سال تک احمدی تاریخ میں خوشی اور فخر کے ساتھ یاد رکھے جائیں گے اور آپ کی اولادیں عزت کی نگاہ سے دیکھی جائیں گی اور خدا کی برکات کی وارث ہوں گی۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کا فضل بلا وجہ کسی کو نہیں چُنتا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آپ کی قربانی کو کبھی ضائع نہ ہونے دے اور برکتوں سے آپ کا خانۂ اعمال بھرتا چلا جائے اور کبھی ایسی ٹھوکر آپ کو نہ لگے جو اس قربانی کو ضائع کردے۔ اللّٰھم آمین

آپ لوگ دعائیں لگے رہیں تا خدا تعالیٰ جلد قادیان پھر ہمارے ہاتھوں میں دے اور پھر قادیان اور اس کے نواح میں احمدی ہی احمدی نظر آئیں۔ اللّٰھم آمین

(۱۱ رمئی ۱۹۴۸ء)

درویش بھائیوں کے لیل و نہار پر ایک نظر

درویش بھائیوں پر خُدا کی رحمت اور سلام

لفظ "درویش" اپنے لغوی معنوں کی رُو سے ان لوگوں پر اطلاق پاتا ہے جو دنیا سے مُنہ موڑ کر اللہ تعالیٰ کے آستانہ پر دھونی رما کر بیٹھ جاتے ہیں۔ قرونِ وسطیٰ میں اس لفظ کا استعمال بے محل بھی ہوتا رہا ہے لیکن حقیقت بہرحال اپنی جگہ پر قائم ہے۔ اللہ تعالیٰ کے دروازہ سے چمٹنے یا لٹکنے والے اہل اللہ درویش کہلاتے ہیں جن کی زندگی کا مقصد خدا کے نام کے بلند کرنے کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔

مذہبی تاریخ میں اِس آخری دَور میں اس لفظ کا صحیح تر اطلاق ان خدا رسیدہ لوگوں پر ہوتا ہے جنہوں نے حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے ساتھ تعلق پیدا کر کے اپنی جانوں اور اپنے مالوں کو خدا کے لئے قربان کر دیا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:۔

"مَیں نے خواب میں ایک فرشتہ ایک لڑکے کی صورت میں دیکھا جو ایک اونچے چبوترے پر بیٹھا ہُوا تھا اور اس کے ہاتھ میں ایک پاکیزہ نان تھا جو نہایت چمکیلا تھا۔ وہ نان اس نے مجھے دیا اور کہا:۔

"یہ تیرے لئے اور تیرے ساتھ کے درویشوں کے لئے ہے"

(تذکرہ ص ۱۸)

اوّلین صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دنیا سے منقطع ہو کر درویشی کا رنگ اختیار کیا اور اللہ تعالیٰ کی نظر میں "اصحاب الصُفّہ" قرار پائے۔

انبیاء کی جماعتوں پر ابتلاء کے مختلف دَور آتے ہیں۔ خلافتِ ثانیہ میں ۱۹۴۷ء کے پُر خطر انقلاب نے جماعت احمدیہ کیلئے بھی ایک عظیم ابتلاء "داغِ ہجرت" کی صورت پیدا کر دیا تھا۔ خدائی پیشگوئیوں کے مطابق جماعت کا کثیر حصہ نظام کے ماتحت ہجرت پر مجبور ہُوا اور صرف ۳۱۳ (گویا بدری صحابہؓ کی تعداد کے مطابق) احمدی احباب سر سے کفن باندھے اس عزم کے ساتھ قادیان میں مقیم ہو گئے کہ ہم بہرحال مقاماتِ مقدسہ کی حفاظت کریں گے اور ہر قربانی کر کے احمدیت کے مرکز میں مقیم رہیں گے۔

درویشی کا اصل دَور ۱۶ر نومبر ۱۹۴۷ء سے شروع ہوا جب مہاجرین کا آخری قافلہ پہلے قافلوں کی طرح دردمندانہ دعاؤں کے ساتھ قادیان سے رخصت ہوا اور مولانا جلال الدین صاحب شمس احبابِ قافلہ کے ساتھ درد بھری آواز میں یہ کہتے ہوئے رخصت ہوئے کہ:۔

"اے قادیان کی مقدس سرزمین! تو ہمیں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے بعد دنیا میں سب سے زیادہ پیاری ہے لیکن حالات کے تقاضا سے ہم یہاں سے نکلنے پر مجبور ہیں اسلئے ہم تجھ پر سلامتی بھیجتے ہوئے رخصت ہوتے ہیں"

جب یہ آخری قافلہ پاکستان کی طرف روانہ

ہو گیا اور ۳۱۳ جری اور جوانمرد احمدی احمدیت کے مستقل مرکز کی حفاظت کے لئے کفر کے تھپیڑوں سے مقابلہ کرنے کے لئے سینہ سپر ہو گئے۔ صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب بیرسٹرایٹ لاء نے جو اس وقت قادیان میں تھے اس گھڑی کا نقشہ یوں کھینچا ہے:۔

"آخری قافلہ یہاں سے ۱۶ر نومبر ۱۹۴۷ء کو گیا۔۔۔۔ جب یہ آخری مرحلہ طے ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے پھر ایک سکون بخشا اور سب کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اچھا اب جو مقصد ہمارے رہنے کا ہے وہ پورا ہو۔ یہ مبالغہ ہو گا اگر یہ کہا جائے کہ پیچھے رہنے والوں میں ایک معجزانہ تبدیلی پیدا ہو گئی۔۔۔۔ وہ لوگ جو پہلے فرائض پر ہی اکتفا کرتے تھے بہت شوق سے نوافل پر زور دینے لگے اور جو کہ پہلے ہی نوافل کے عادی تھے انہوں نے مزید عبادات پر زور دیا۔۔۔۔ کسی کے دل میں ذرا بھر انقباض نہیں کہ ہم کیوں ٹھہرے ہیں بلکہ دل سے خوش ہیں اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ خدا نے یہ فضل کیا کہ ہمیں یہاں ٹھہرنے کا موقعہ ملا۔" (الفضل ۱۰ر جنوری ۱۹۴۸ء)

مشرقی پنجاب میں مسلمانوں کا ــــ سوائے قادیان کے ــــ کسی مقام پر وجود باقی نہ رہا۔ ظالم ہندوؤں کی نظر میں درویشوں کی یہ مختصر سی تعداد بھی خار کی طرح کھٹکتی تھی۔ ۱۹۴۸ء کے آغاز میں بعض شر پسند لوگوں نے یہ جھوٹی افواہ اڑا دی کہ ننکانہ صاحب کے سکھ سیوا داروں کو مسلمانوں نے قتل کر دیا ہے۔ اس افواہ کے نتیجہ میں مشتعل ہجوم احمدیہ حلقہ کے ارد گرد جمع ہو گیا اور انہوں نے ارادہ کر لیا کہ بے سرو سامان اور بے بس سب درویشوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا جائے۔ جناب مولوی برکات احمد صاحب راجیکی بی۔ اے اس واقعہ کے سلسلہ میں لکھتے ہیں:۔

"اس وقت ہر ایک درویش خدا کی راہ میں قربان ہونے کے لئے اور موت کو قبول کرنے کے لئے بخوشی تیار تھا۔ یہ محاصرہ تقریباً ۵-۶ گھنٹے رہا۔ آخر اللہ تعالیٰ نے ایسے سامان پیدا کر دیئے کہ بعض فرض شناس مقامی افسروں نے اپنے فریضہ کو ادا کرتے ہوئے مشتعل ہجوم کو منتشر کر دیا۔"

یہ اپنی قسم کا ایک واقعہ نہیں بلکہ گزشتہ سولہ برس میں بہت سے اوقات میں درویش بھائیوں کو اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر زندگی کے لمحات بسر کرنے پڑے ہیں۔ مخالفین کی طرف سے سوشل بائیکاٹ کیا گیا، جھوٹی رپورٹیں کی گئیں، حکام کو اکسانے کے لئے ہر قسم کے حیلے اختیار کئے گئے۔ لیکن یہ اللہ تعالیٰ کا فضل تھا کہ وہ نان جو اللہ تعالیٰ نے **محمدی مسیح** کے **درویشوں** کے لئے مسیح پاک کو دیا تھا اس کے طفیل سوشل بائیکاٹ بھی بیکار ہو گیا اور وہ وعدے جو "الدار" کے محافظین کی حفاظت کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمائے تھے ان کے نتیجہ میں دشمنوں کی سب تدبیریں ناکام ہوئیں اور آخر وہ گھڑی آگئی کہ پھر درویش بھائی سارے **بھارت** کو خدا کا پیغام پہنچانے کے لئے میدانِ عمل میں آ گئے۔ **بزمِ درویشاں** قائم کی گئی اور تبلیغ کے لئے نوجوان اور بوڑھے ادھر ادھر جانے لگے۔ اخبار بدر جو

درویش بھائیوں کے لئے صدمۂ عظیم

"مشفق مربیّ" حضرت مرزا بشیر احمد رضی اللہ عنہ کا وصال

قمر الانبیاء سیّدی حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کا وصال جماعت احمدیہ کے لئے ایک نزلہ افگن سانحہ ہے۔ ۲ ستمبر ۱۹۶۳ء کے غروب آفتاب کے بعد آپ اس دارِ فانی سے عالمِ جاودانی کو رحلت فرما گئے۔ انّا للّٰہ و انّا الیہ راجعون۔

حضرت میاں صاحبؓ اپنے اعلیٰ اخلاق، ہمہ گیر شفقت و محبت، غریب پروری اور خدام سلسلہ کی قدردانی کے بلند اوصاف کی وجہ سے بہت محبوب ہستی تھے۔ خود حقیقی معنوں میں واقف زندگی اور دین اسلام کے بے نظیر خادم تھے۔ اسلئے آپ کی وفات کا صدمہ بھی ہمہ گیر ہے۔ ہر خورد و کلاں افسردہ و غمگین ہے۔ سب آپ کے درجات کی بلندی کے لئے بارگاہِ ایزدی میں دست بدعا ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اعلیٰ علّیین میں اپنے محبوب آقا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے پیارے پیشوا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قرب خاص میں مقام عطا فرمائے۔ آمین۔

حضرت میاں صاحب رضی اللہ عنہ "خدمتِ درویشان" کے ناظر تھے۔ آپ کی شخصیت میں ہر درویش کو اپنا شفیق نگران اور نہایت پیار کرنے والا باپ نظر آتا تھا۔ فی الواقع آپ پہ درویش حضرات کی خدمت کا جذبہ پورے طور پر حاوی تھا۔ جناب ناظر صاحب امور عامہ قادیان کو ایک خط میں کس پیارے تحریر فرماتے ہیں:۔

"قادیان کی انجمن اور میں جو اُن کا ناظر ہوں درویشوں کیلئے گویا باپ کی حیثیت رکھتے ہیں"

پس درویش بھائی بجا کہتے ہیں کہ:۔

"زمانہ گزرتا جائے گا اور خدا کے وعدے پورے ہونگے مگر سچ یہ ہے کہ درویشانِ قادیان حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ جیسا مشفق مربّی اور مونس و محسن پھر نہ پائیں گے۔" (بدر ۱۲ ستمبر ۱۹۶۳ء)

الغرض یہ صدمہ ساری جماعت کیلئے بھی شدید امتحان ہے مگر درویش بھائیوں کیلئے خاص طور پر صدمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کے زخمی دلوں پر اپنے پیارے ہاتھ سے مرہم رکھے کیونکہ وہی سب محبتوں کا منبع اور ہر قسم کے پیار کا سرچشمہ ہے۔ آمین

رسالہ الفرقان کا یہ خاص نمبر سیّدی حضرت میاں صاحب رضی اللہ عنہ کی منظوری اور مشورہ سے مرتب ہو رہا تھا اور وعدہ تھا کہ بیماری میں افاقہ ہونے پر آپ بھی ایک شذرہ رقم فرمائیں گے مگر افسوس کہ ہم دردمند دل کے ساتھ اس نمبر میں آپ کے پُرملال انتقال کا اعلان کر رہے ہیں۔ آپ الفرقان کے اوّلین سرپرست تھے اور نہایت ہی خیر خواہ۔ اللہ تعالیٰ آپ پر ہمیشہ اپنی رحمتوں کی بارشیں برساتا رہے اور آپ کی اولاد پر بھی برکات نازل فرمائے اور درویش بھائیوں کیلئے خاص طور پر اپنے فضلوں کے دروازے کھولے۔ آمین یا ربّ العالمین ٭

۴ ستمبر ۱۹۶۳ء　　خاکسار دلفگار۔ ابوالعطاء جالندھری

حضرت مسیح موعودؑ کی محبت قادیان سے!

(محترمہ سیدہ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کے قلم سے)

اپنا وطن کس کو پیارا نہیں ہوتا کسی شاعر کا مصرع ہے کہ ؎

"خارِ وطن از ملکِ سلیمان خوشتر" حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی قادیان سے بہت محبت تھی اور یہ محبت محض وطن اور جنم بھومی ہونے کی وجہ سے نہ تھی بلکہ احسانِ باری تعالیٰ کی وجہ سے۔ یہ محبت اور تعلق آپ کے دل میں عام حُبِّ وطن سے بہت زیادہ بڑھ گئی تھی۔ یہی مقام تھا یہی گھر تھا جس میں آپ کو ذکرِ الٰہی کی توفیق ملی۔ اسی جگہ آپ نے عشقِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کثرت سے درود پڑھا۔ دردِ دل پیدا ہوا اور خدمتِ اسلام میں قلم سے تلوار کا کام لیا۔ نور خدا نازل ہوا۔ وحیٔ صادق سے مولا کریم نے نوازا جس مقام پر کوئی کسی محبوب دوست کے ساتھ جاتا ہے پھر جب کبھی گزر ہو اس جگہ اس کو وہ پیارا وجود اور اسکی باتیں یاد آجاتی ہیں تو یہ تو ایک عاشق صادق عشقِ الٰہی میں ڈوبے ہوئے کا تھا۔ آپ کو ہر جگہ اپنے گھر کو دیکھ کر نزولِ رحمت اور خدا تعالیٰ کا محبت اور تسکین سے بھرا کلام جب یاد آجاتا ہوگا تو سوچیں آپ کے قلب کی کیا کیفیت ہوتی ہوگی۔ جب کبھی باہر جانے کا ذکر ہوتا یا آپ باہر سے آتے تو ایک پنجابی کی مثال بڑے پیار سے دہرایا کرتے تھے کہ ؎

جیہڑا لطف چھجو دے چوبارے

نہ بلخ نہ بخارے

آپؑ کو اپنے گھر سے محبت تھی، اس کی قدر تھی جو خود آپؑ سے بڑھ کر کون محسوس کر سکتا ہے۔ ہم مقدمہ کے سلسلہ میں جب گورداسپور میں تھے تو آپ قادیان کو بہت یاد کرتے تھے ہر وقت واپسی کی تڑپ رہتی تھی۔ ایک دن اُوپر کی منزل میں آپؑ صحن میں ٹہل رہے تھے۔ میں بھی پاس تھی اور حضرت اماں جانؓ بھی۔ آپؑ نے قادیان کی یاد کی باتیں کرتے ہوئے فرمایا کہ آخری شاہِ اودھ نے لکھنؤ کی یاد میں کہا تھا ؎

یا تو ہم پھرتے تھے ان میں یا ہوا یہ انقلاب

پھرتے ہیں آنکھوں کے آگے کوچہ ہائے لکھنؤ

فرمایا ہم اس کو اس طرح پڑھتے ہیں :۔

؎ یا تو ہم پھرتے تھے ان میں یا ہوا یہ انقلاب

پھرتے ہیں آنکھوں کے آگے کوچہ ہائے قادیاں

یہی شعر حضرت سیدنا خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے اپنی لنڈن والی نظم ؎

ہے رضائے ذاتِ باری اب رضائے قادیاں

میں شامل کیا ہے۔

اب حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام کی تڑپ قادیان کے لئے دیکھی نہیں جاتی۔ مجھ سے تو قطعی ان کا قادیان کے لئے تڑپنا اور مجبوری برداشت نہیں کی جاتی۔ واقعی جیسے مثالاً کہتے ہیں "دل پھٹنا" دل پھٹنے لگتا ہے۔ ان کی صحت اور اس کے ساتھ ان کی اس تمنا کے خاص نصرت اور شان سے پورا ہونے کے لئے بہت بہت دعاؤں کی ضرورت ہے۔

سب بھائیوں سے دعاؤں کی خواستگار

مبارکہ

قادیان کی یاد

(حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے قلم سے)

ہے رضائے ذاتِ باری اب رضائے قادیاں　　مدعائے حق تعالیٰ مدعائے قادیاں
وہ ہے خوش اموال پر یہ طالبِ دیدار ہے　　بادشاہوں سے بھی افضل ہے گدائے قادیاں
گر نہیں عرشِ معلیٰ سے یہ ٹکراتی تو پھر　　سب جہاں میں گونجتی ہے کیوں صدائے قادیاں
دعوئے طاعت بھی ہوگا ادعائے پیار بھی　　تم نہ دیکھو گے کہیں لیکن وفائے قادیاں
میرے پیارے دوستو تم دم نہ لینا جب تلک　　ساری دنیا میں نہ لہرا لے لوائے قادیاں
بن کے سورج ہے چمکتا آسماں پر روز و شب　　کیا عجب معجز نما ہے رہنمائے قادیاں
غیر کا افسوں اس پہ چل نہیں سکتا کبھی　　لے اُڑی ہو جس کا دل لطفِ ادائے قادیاں
اے بُتو اب جستجو اس کی ہے امیدِ محال　　لے چکا ہے دل مرا تو دلربائے قادیاں
یا تو ہم پھرتے تھے ان میں یا ہوا یہ انقلاب　　پھرتے ہیں آنکھوں کے آگے کوچہ ہائے قادیاں
خیال رہتا ہے ہمیشہ اس مقامِ پاک کا　　سوتے سوتے بھی یہ کہہ اٹھتا ہوں ہائے قادیاں
آہ کیسی خوش گھڑی ہوگی کہ بانیلِ مرام　　باندھیں گے رختِ سفر کو ہم برائے قادیاں
پہلی اینٹوں پر ہی رکھتے ہیں نئی اینٹیں ہمیش　　ہے تبھی چرخِ چہارم پہ بنائے قادیاں
صبر کر اے ناقۂ راہِ ہُدیٰ ہمت نہ ہار　　دُور کر دے گی اندھیروں کو ضیائے قادیاں
ایشیا و یورپ و امریکہ و افریقہ سب　　دیکھ ڈالے پر کہاں وہ رنگہائے قادیاں
مُنہ سے جو کچھ چاہے بن جائے کوئی پر حق یہ ہے　　ہے بہار اللہ فقط حسن و بہائے قادیاں
گلشنِ احمد کے پھولوں کی اُڑا لائی جو بو　　زخم تازہ کر گئی بادِ صبائے قادیاں

جب کبھی تم کو ملے موقع دعائے خاص کا
یاد کر لینا ہمیں اہلِ وفائے قادیاں

(الفضل ۲۵ر جولائی سنہ ۱۹۴۲ء)

درویش برادران کے نام

(محترمہ سیدہ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کے قلم سے)

؎ "دنیا میں بہت گھر ہیں اور ایک سے ایک اچھا
پر گھر تھا وہ کیا پیارا ہم جس میں ہوئے پیدا"

یہ عنوان کا شعر ابتدا سے گھر میں پڑھا تھا لیکن اب تک یاد رہا۔ اور خصوصاً اب آکر تو یہ میرے قلب پر بہت ہی دردانگیز اثر چھوڑ جاتا ہے۔

وہ گھر چھوٹ گیا مگر اس کی یاد نہیں جاتی۔ ایک ایک کونہ، ایک ایک جگہ، دل پر نقش ہے۔ کئی بار خواہش پیدا ہوتی ہے کہ نئی پود جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا زمانہ نہیں دیکھا بلکہ شاید اکثر کے والدین نے بھی۔ قادیان جاؤں اور ان کو گوشہ گوشہ دکھاؤں کہ اس جگہ آپ رہے، یہاں یہاں اکثر قیام رہا، یہاں ٹہلتے تھے، لکھتے تھے، یہاں آرام کرتے تھے وغیرہ وغیرہ۔ مجھے بچپن کا زمانہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے بہت یاد ہے۔ بیچ کی عمر کی باتیں اکثر بھول گئیں اور اب تو بہت بھولتی ہوں مگر الحمد للہ کہ وہ وقت سب یاد ہے۔ اپنی عمر کے مطابق بلکہ اس سے زیادہ آجکل کے بچوں کو دیکھتے ہوئے۔

بہت کم عمری کے وقت کی بات ہے پلنگ پہلے سب سے پہلے ہم لوگ اکثر گرمی کے دن اور سردی کی راتیں نیچے گزارتے تھے۔ نیچے کے کمرے جو بعد میں محض مہمان خانہ کا ہی کام دیتے رہے ہیں اُن میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام رہے ہیں اور ساتھ ہم سب۔ غرضیکہ اس گھر کی ایک ایک جگہ متبرک ہے۔ کوئی میرے ساتھ جا کر میرے سامنے دیکھے تو شاید آپ کے قدموں کی جگہ بھی بتلا سکوں۔ اُوپر بھی جو نیا کمرہ بنتا حسب ضرورت آپ مزید چند دن اس کو استعمال فرماتے تھے۔ گو زیادہ قیام آپ کا حضرت اماں جانؓ والے کمرے اور حجرے میں رہا ہے آخری سالوں میں۔ مگر آپ کے کم و بیش قیام سے کوئی جگہ ہی شاید خالی ہو۔ دارالبرکات (آپ کا ظاہری مکان) کے برآمدے میں جو چھوٹا کمرہ ہے جس کی کھڑکی مسجد اقصیٰ کی جانب والی گلی کی طرف کھلتی ہے اس میں بھی آپ چند دن رہے تھے۔

میرا یہ سب لکھنے سے یہ مطلب ہے کہ درویشانِ قادیان کے پاس یہ بظاہر سال خوردہ مکان ایک دولت

ہے، ایک برکتوں کا خزانہ ہے، جس کی ہر اینٹ پر دعائے مسیح الزمانؑ نامو بریانی ہو چکی ہے۔ اس کی دیوار دل پر آپؑ کی آواز نقش ہے۔ وہ درد بھری پکار جو آج بھی میرے کانوں میں گونجتی ہے ضرور اس کا نشان ان دیواروں پر ہے۔

آپ ان تمام گھروں میں، بیت الدعا میں خصوصاً اور کونے کونے میں عموماً دعائیں کریں، بہت دعائیں کریں، ان دعاؤں والے عاشقِ ربّ کی دعاؤں کا واسطہ دیکر دعا کریں کہ خدا تعالےٰ میرے بڑے بھائی جان کو شفا دیدے۔ تاریکی دُور ہو کر ایک بار پھر روشنی ظاہر ہو جائے احمدیت کو ترقی اور ہم سب کو اعمالِ نیک اور انجام نیک نصیب ہو نا ہمیں خدا تعالےٰ پھر قادیان لے جائے۔ ہم حضرت امّاں جانؓ کو وہاں لے جا کر حضرت مسیح موعودؑ کے پہلو میں لٹا کر اپنے فرض سے سبکدوش ہوں۔ میری پیاری امّاں جان کی رُوح خوش ہو جائے۔ میں نے خواب میں آپ کو بڑے درد سے پکارتے سُنا ہے کہ " مجھے قادیان پہنچاؤ، مجھے قادیان پہنچاؤ "۔ ہم مجبور ہیں۔ بجز دعا کے اب کوئی چارہ نہیں۔ قادیان میں رہنے والوں پر بھی خصوصاً یہ دعا کرنا فرض ہونا چاہیئے۔ مجھے امید ہے کہ درویش بھائی اس دعا پر بھی آئندہ خاص طور پر زور دیں گے

ایک پُرانا یادگاری نوٹ

زمانۂ درویشی میں قادیان کا ماحول

(سیدی حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کے قلم سے)

" مکرمی بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی اور دوسرے درویشانِ قادیان کے مضامین سے دوستوں کو معلوم ہو چکا ہے کہ موجودہ حالات کے نتیجہ میں آجکل قادیان کی زندگی کتنی روحانی فیوض سے معمور ہے۔ گویا کہ اس کے لیل و نہار مجسّم روحانی بن چکے ہیں۔ کیونکہ قادیان میں رہنے والے دوستوں کو دنیا کے دھندوں سے کوئی سروکار نہیں۔ اور ان کی زندگی کا ہر لمحہ روحانی مشاغل کے لئے وقف ہے۔ قرآن و حدیث کا درس، نوافل، نمازوں اور خصوصاً تہجد کا التزام، خشوع و خضوع میں ڈوبی ہوئی دعاؤں کا پروگرام، نفلی روزوں کی برکات اور دن رات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بابرکت گھر اور بیت الدعا اور مسجد مبارک اور مسجد اقصیٰ اور بہشتی مقبرہ میں ذکرِ الٰہی کے مواقع یہ وہ عظیم الشان نعمتیں ہیں جن سے جماعت کا بیشتر حصہ آجکل محروم ہے اور قادیان کا ماحول اِن نعمتوں سے بہترین صورت میں فائدہ اٹھانے کا موقعہ پیش کرتا ہے۔"

میرے منجھلے بھائی کی وفات

"کسے گر در جہاں پائندہ بودے
ابوالقاسم محمدؐ زندہ بودے"

(از قلم حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی)

برادرم مکرم السلام علیکم

میری طبیعت دو دن سے بہت خراب ہے۔ (عزیز ڈاکٹر) منور احمد کا حکم مکمل آرام کا ہے مگر آپ کا کہنا پورا کر دیا ہے۔ گو آجکل تو دل سے باتوں میں بھی یہی موضوع ہے۔

مبارکہ

آخر وہ شام آگئی کہ میرے منجھلے بھائی کی خوابیں، اُن کا بار بار ڈراتا، سامنے حقیقت بن کر آگیا اور وہ اِس جہانِ فانی سے عالمِ جاودانی کی جانب سدھار گئے۔ ہمارا چاہا نہ ہوا ہمارے مولیٰ کی مرضی پوری ہوگئی۔ ہم اس کی رضا پر راضی ہیں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ گو یہ جدائی عارضی ہے مگر دل غم سے بھر گیا ہے، جان بیکل ہے۔ وہ صورت آنکھوں تلے پھر رہی ہے، وہ آواز کانوں میں گونج رہی ہے۔ بھولنے کی چیز ہو تو بھلا دی جائے، ان کو کیسے بھولیں۔ دل کو قرار نہیں آتا گو خوب یقین ہے کہ وہ بفضلہٖ تعالیٰ اپنے خالق و مالک کے پاس خوش ہیں۔ اور خدا ہم سب کے انجام بخیر کرے ہم نے بھی وہاں ہی اب جانا ہے۔ جس طرح ایک گھر میں اکٹھے کھیلے پلے بڑھے، ایک کمرہ میں ماں باپ کے پاس سوتے تھے آرام سے فرشتوں کے پہروں میں، اسی طرح خدا ہم سب کو جب ہمارا وقت آئے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت اماں جان کے پاس یکجا کر دے ان کے آقا کے قدموں میں رامین

دعائیں اور صدقات ضائع نہیں جاتے۔ وہ اچھے نہ ہو سکے مگر ہماری اور آپ سب احمدی بہن بھائیوں کی دعائیں جنتِ علیا میں اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کی صورت میں ہدیۃً ان کو مل رہی ہوں گی۔

ان کی صحت کو گھن بڑے بھائی (حضرت سیدنا خلیفۃ المسیح الثانی) کی لمبی علالت کے فکر سے ہی دراصل لگا۔ اور پھر چھوٹے بھائی کی وفات کا صدمہ بہت محسوس کیا۔ ذمہ دار طبیعت تھی، دُوررس نظر تھی، اور حساس مزاج پایا تھا۔ جماعت کا تمام بوجھ اپنے کندھوں پر سمجھ کر تمام حالات کی بابت سوچتے رہتے تھے۔ اکثر کہتے بہت دعا کرو بہت دعا کرو حضرت صاحب کے لئے، نہیں بلکہ ان کی یہ لمبی علالت تو ہمارے لئے اور تمام جماعت کے لئے ابتلاء ہے۔ خدا تعالیٰ جلدی ان کو شفا دے دے۔ میں ہر وقت اسی فکر میں مبتلا رہتا ہوں۔

اب میری طرف سے بھی تمام دُور و نزدیک کے احمدیوں، تمام گھر والوں سے یہی عرض ہے کہ اب میرے بڑے بھائی (حضرت سیدنا خلیفۃ المسیح الثانی) کے لئے بہت التزام اور بے حد تڑپ سے پہلے سے بڑھ کر دعائیں شروع کر دیں۔ ان کی صحت والی زندگی خدا سے مانگیں۔ اللہ تعالیٰ قادر ہے اس کی قدرت سے کچھ بعید نہیں، وہ ایک بار پھر صحت دیکر اندھیروں کو دُور فرما دے۔ اب تو اسی کی ذات پر بھروسہ ہے۔ علاج بہت ہو چکے اور ہو رہے ہیں۔ بس اب تو ۔

رحمتِ قادرِ باری نہیں کافی ہو جائے ؎ پردے پردے میں خدا آپ ہی شافی ہو جائے
(آمین)

والسلام۔ طالب دعا

مبارکہ

تذکارِ قمر الانبیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(للاستاذ الفاضل عزیز الرحمٰن المحترم (منگلا)

صَبْراً جميلاً فالمُصَابُ كبيرٌ — مَا اَعْجَلَ التقديرَ يَا مَغْفُورُ

خَطْبٌ عظيمٌ قَد بَدىٰ فَوقَ الثّرىٰ — قَد مَاتَ مِنْ وُلْدِ المَسِيحِ بَشِيرٌ

وَانْهدّ رُكْنُ فضائلٍ وَ فَوَاضِلٍ — فُقِدَ الضِّيَاءُ وَ اَظْلَمَ الدّيجُورُ

مَاكُنْتُ اَحْسِبُ قَبْلَ يَوْمِ وفاتِهِ — قَمَرُ السّمَا تحتَ الثّرىٰ مَسْتُورُ

اِنِّي رَأَيْتُ الْقَوْمَ بَاكِيَةً عَلىٰ — عَبْدٍ بِلُقْيا رَبِّهِ مَسْرُورُ

كُنْتَ الْبَشِيرَ طَوِيْلَ عمرِكَ دائماً — فَاِذَا حِمَامُكَ فُجَأَةً تَحْذِيرٌ

يَا اَرضَ عِجْلٍ اِذَاتَ كَرْبٍ وبَلَاءٍ — اَخَذَتْ حُسَيْناً ثَانِياً ، لَاهُورُ

يفْنِي الزّمانُ نَهَارَهُ وَ عَشِيَّهُ — لٰكِنّ قَمَرَ الانبياءِ مُنِيرٌ

مَاكَانَ اِلّا آيَةً لِمَسِيْحِنَا — قَبْلَ التّوَلُّدِ ذِكْرُهُ مَسْطُورٌ

حُسْنُ الجَمَالِ مُلَوَّحٌ فِي وجْهِهِ — وَكَذَالِكَ التّقرِيرُ و التّحرِيرُ

قَدكَانَ فِي الدُّنيا هِلالاً لَا لا ابحاً — كُلٌّ اِلَيْهِ بِالبَنَانِ يُشِيرُ

تَذَكَّرتُ يَوماً فِيْهِ حُمِلَ سَيِّدِي — عَلىٰ آلةٍ حَدْبَاءَ وَهُوَ حَصِيرٌ

حَمَلُوهُ فَوْقَ الرّكبِ بَعدَ زِيَارَةٍ — فَاِذَا القُلُوبُ مِنَ الصُّدُورِ تَطِيرُ

يَالَيْتَ يُمْنَعُ ذَا الحِمَامُ بِحِيلَةٍ — لٰكِنّ هٰذا القول قولُ زُورٍ

نَفْدِيْكَ جُلّ طَرِيْفِنَا وَتَلِيْدِنَا — لو كان يَرْجِعُ بِالفِدىٰ مَقْبُورٌ

لٰكِنْ دَخَلْتَ بِزُمْرَةٍ مَرْفُوْعَةٍ — عِنْدَ اِلٰهِ العَرْشِ هُمْ مَحْضُورٌ

اَنْضَيْتَ عُمْرَكَ عِفّةً وَطَهَارَةً — لا شَكَّ اَنّ وُجُودَكَ التّبشِيرُ

والىٰ جِنَانِ اللهِ رَاحَتْ رُوحُهُ — يَلْقَاهُ مِنْهَا بَهْجَةٌ وَسُرُورٌ

هٰذا الّذِي خَلَتِ الْقُرُونُ وذِكْرُهُ — فِي "الباقياتِ الصّالحاتِ" تَسِيرُ

مَامَاتَ مَنْ تَبْقىٰ التصانيفُ بَعْدَهُ — مُخَلّدَةً بَيْنَ الورىٰ مَذْكُورٌ

مَامَاتَ رَجُلٌ لم يَمُتْ فَيْضَانُهُ — مَادَامَتِ الافلاكُ وَالتّدوِيرُ

يَارَبِّ فَاجْمَعْ بَيْنَنَا فِي جَنّةِ المَأوىٰ فَاَنتَ لِمَا تَشَاءُ قَدِيرٌ

يَا آلَ اَحْمَدَ اصْبِرِيْ وَتَجَمَّلِي

صَبْراً جَمِيلاً فَالمُصَابُ كَبِيرٌ

الفرقان کا
حضرت قمر الانبیاء رضؓ نمبر

سیّدی قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد رضی اللہ عنہ ایسے بلند صفت برگزیدہ انسان تھے جنہوں نے ساری زندگی عشقِ الٰہی اور خدمت بنی نوع انسان میں بسر کی۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی فہم و فراست عطا فرمایا تھا۔ آپ کو مخلوق کی ہمدردی اور کمزوروں پر شفقت کا وہ جذبہ عطا ہوا تھا جو شاذ صدیوں میں کسی انسان کو ودیعت کیا جاتا ہے؂

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

لاکھوں کی جماعت میں ہر فرد یہ خیال کرتا ہے کہ حضرت میاں صاحبؓ کو مجھ سے ہی زیادہ محبت اور ہمدردی ہے اور میرے پر ہی آپ کی سب سے زیادہ شفقت ہے۔ جماعت سے باہر بھی صدہا انسان ہیں جو آپ کے علمی اور روحانی فیوض سے بہرہ ور ہوتے تھے اور آج — آپ کے وصال پر — سبھی غمگین ہیں افسردہ ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب ہم اپنی مشکل میں کس سے رہنمائی حاصل کریں گے۔ دنیا چلتی آتی ہے اور چلتی چلی جائے گی مگر ایسے رُوزگار اور بے نظیر انسان کبھی کبھی ہی پیدا ہوتے ہیں۔

رسالہ الفرقان پر حضرت میاں صاحب رضی اللہ عنہ کی خاص نظرِ توجہ اور شفقت تھی۔ ارادہ ہے کہ انشاء اللہ العزیز اس سال جلسہ سالانہ کے موقع پر الفرقان کا ایک خاص نمبر

قمر الانبیاء نمبر

شائع کیا جائے۔ احباب اپنے تاثرات اور رشحاتِ قلم مدیر الفرقان ربوہ کے نام ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔ (ابو العطاء جالندھری)

غروبِ ماہتاب

حضرت مرزا بشیر احمد رضی اللہ عنہ کی رحلت کا الم

(از حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل)

ستارے ڈوبتے دیکھے تھے امشب لو قمر ڈوبا
وہ مشرق میں نہاں دیکھا تو مغرب میں بھی پوشیدہ

نمودِ صبح کی امید تھی اب تک اندھیرا ہے
شفق پھولی ہے آنکھوں میں تو دل ہے سخت رنجیدہ

چمن میں لالہ و گُل کی فراوانی تو دیکھی ہے
مگر اب دیکھئے کیا دیکھتی ہے خوں فشاں دیدہ

قیادت کے لئے اصحاب عیسیٰ دو ہی ملتے ہیں
کہ بادہ کش تو اُٹھتے جاتے ہیں سنجیدہ سنجیدہ

خبر تھی وحیِ احمدؑ میں کہ دو شہتیر ٹوٹے ہیں
حذر اے قوم چھت گرنے نہ پائے جلد بوسیدہ

ملے تھے چار لیکن عمر پانے والا اِک نکلا
نشانِ مصلح موعود یہ بھی تھا مواعیدہ

دعا ہے اکملِ غمناک کی ابرِ کرم برسے
ثمر تو ختم ہوتے جا رہے ہیں چیدہ برچیدہ

کل من علیہا فان

سیدی حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ
(وفات: ۲ ستمبر ۱۹۶۳)

قرآن کریم اور دیگر اسلامی لٹریچر کی پیشکش — بعض عظیم راہنماؤں کی خدمت میں

مولانا عبدالرحمان صاحب ۵ نومبر ۱۹۵۹ کو مسجد اقصی قادیان میں اچاریہ ونوبا بھاوے کو قرآن کریم اور دیگر اسلامی لٹریچر پیش کر رہے ہیں -

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مورخہ ۲۸ ۶۲ کو مسجد مبارک قادیان میں سردار پرتاپ سنگھ کیروں وزیر اعلیٰ پنجاب کو قرآن کریم اور دیگر اسلامی لٹریچر پیش کر رہے ہیں

درویشانِ کرام کی اجتماعی تبلیغ

قرآن کریم اور دیگر اسلامی لٹریچر کی پیشکش دنیا کی عظیم شخصیتوں کی خدمت میں

زمانۂ درویشی میں اللہ تعالیٰ نے مرکزِ قادیان کے زیرِ اہتمام دنیا کی بڑی بڑی شخصیتوں کو تبلیغی لٹریچر پیش کرنے کا خاص طور پر موقعہ دیا ہے۔ یہ عظیم شخصیتیں بے شک تمام دنیا میں دینی سیاسی اغراض کے لئے جاتی رہی ہیں۔ لیکن کسی مسلمان ملک یا سوسائٹی نے ان کو اسلام کے پیغام یا قرآن کریم کی پیشکش نہیں کی۔ یہ خدا کا خاص فضل ہے کہ احمدیہ جماعت نے ہی اپنے فریضہ کا احساس کرتے ہوئے سیدنا حضرت رحمۃ للعالمین کا پیغام ان "بڑے لوگوں" کو پہنچایا۔ ذیل میں بعض نام درج کئے جاتے ہیں جن کو مرکز قادیان کے زیرِ اہتمام زمانۂ درویشی میں اسلامی لٹریچر بالخصوص قرآن کریم انگریزی کا دیا گیا :-

(۱) ملکہ معظمہ انگلستان الزبتھ صاحبہ۔

(۲) جنرل آئزن ہاور صدر جمہوریہ امریکہ (۱۲ر ستمبر ۱۹۶۰ء)

(۳) مارشل بلگانن سابق وزیر اعظم روس (۷ر دسمبر ۱۹۵۵ء)

(۴) مسٹر خروشچیف موجودہ " (")

(۵) مسٹر چو۔ این۔ لائی وزیر اعظم چین (۲۲ر دسمبر ۱۹۵۶ء)

(۶) مسٹر جمال عبدالناصر صدر جمہوریہ عرب (۱۱ر اپریل ۱۹۶۰ء)

(۷) دلائی لامہ بودھ مذہب کا پیشوا (۱۸ر جون ۱۹۵۹ء)

(۸) میڈم سن یات سن نائب چیئرمین عوامی چین کانگریس (۱۳ر جنوری ۱۹۵۶ء)

(۹) شری ایس۔ آر۔ داس چیف جسٹس ہندوستان (۲۱ر مئی ۱۹۵۶ء)

(۱۰) شریمتی اندرا گاندھی دختر جناب وزیر اعظم ہندوستان (۸ر ستمبر ۱۹۵۹ء)

(۱۱) مسٹر اے۔ جے۔ جان گورنر مدراس (۴ر اپریل ۱۹۵۶ء)

(۱۲) شری راما کرشنا راؤ گورنر کیرلہ سٹیٹ (۲ر مارچ ۱۹۵۶ء)

(۱۳) شری پرکاش گورنر بمبئی (۲۲ر جنوری ۱۹۵۶ء)

(۱۴) مسٹر پی۔ وی۔ راج گورنر مدراس (۱۲ر دسمبر ۱۹۵۶ء)

(۱۵) شری اے۔ این۔ گرو جج ہائیکورٹ (۳۱ر اکتوبر ۱۹۵۶ء)

(۱۶) مسٹر سنجیوا ریڈی صدر کانگریس (۲۴ر نومبر ۱۹۶۰ء)

(۱۷) مسٹر یو۔ این۔ ڈھیبر صدر کانگریس (فروری ۱۹۵۶ء)

(۱۸) شری بھیم سین سچر گورنر آندھرا پردیش (۲۹ر اکتوبر ۱۹۵۷ء)

(۱۹) شری بشنو رام میدھی گورنر مدراس (۲۷ر مارچ ۱۹۵۸ء)

(۲۰) ڈاکٹر ایچ۔ سی۔ مکرجی گورنر بنگال (۱۷ر مارچ ۱۹۵۶ء)

(۲۱) شری ہری کرشن مہتاب گورنر بمبئی (۲۱ر مارچ ۱۹۵۵ء)

(۲۲) شری ڈی۔ کے۔ کیلے سیکر بمبئی (۲۸ر اکتوبر ۱۹۵۵ء)

(۲۳) شری سی۔ سی۔ ڈیسائی ہائی کمشنر انڈیا (۲۶ فروری ۱۹۵۶ء)
(۲۴) جنرل کریاپا کمانڈر انچیف ہند (دسمبر ۱۹۴۷ء)
(۲۵) سردار پرتاپ سنگھ کیروں وزیر اعلیٰ پنجاب (اگست ۱۹۶۲ء)
(۲۶) شری ڈاکٹر گوپی چند بھارگو وزیر اعلیٰ پنجاب (کئی بار)
(۲۷) ڈاکٹر ستیہ پال سپیکر پنجاب اسمبلی (دسمبر ۱۹۴۷ء)
(۲۸) سردار گوردیال سنگھ ڈھلوں سپیکر پنجاب اسمبلی
(۲۹) شری پربودھ چندر " " "
(۳۰) بہت سے صوبائی اور مرکزی وزراء اور سرکاری افسر اور قومی لیڈروں کے اسماء کا اندراج موجبِ طوالت ہوگا۔

سالانہ اجلاس آل انڈیا کانگریس کمیٹی ۱۹۵۶ء منعقدہ امرتسر کے موقع پر تبلیغِ حق

فروری ۱۹۵۶ء میں آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے سالانہ اجلاس کے متعلق اخبارات میں اطلاع شائع ہوئی۔ اس اجتماع کے موقع پر سکھوں کی اکالی پارٹی اور ہندوؤں کی جن سنگھ پارٹی نے بھی اپنے مظاہرے کرنے اور جلوس نکالنے کا فیصلہ کیا۔ اس غیر معمولی اجتماع سے فائدہ اٹھانے کیلئے صدر انجمن احمدیہ قادیان نے فیصلہ کیا کہ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ناظر دعوۃ و تبلیغ کی نگرانی میں ضروری تبلیغی لٹریچر تیار کیا جائے اور اس موقع پر مجتمع ہونے والے مشہور افراد اور تحقیق پسند لوگوں کو اسلام اور احمدیت کی حسین تعلیمات سے آگاہ کیا جائے۔ چنانچہ مندرجہ ذیل لٹریچر تیار کر لیا گیا۔

(۱) آسمانی تحفہ (اردو، ہندی، گورمکھی)

اللہ تعالیٰ کا یہ خاص فضل ہوا کہ جن جن غیر مسلموں نے اس ٹریکٹ کو پڑھ کر جماعت احمدیہ سے اپنی مشکلات کے ازالہ کے لئے درخواستِ دعا کی ان میں سے کافی تعداد میں لوگوں نے اپنی مشکلات کے ازالہ کی اطلاع دیتے ہوئے احمدیہ جماعت کا شکریہ ادا کیا۔

(۲) آسمانی پیغام (اردو، ہندی، گورمکھی)

اس کتابچہ میں اسلام و احمدیت کی مخصوص تعلیمات اور ان کی فوقیت اور افادیت کا اظہار کانگریس کے لیڈروں کو مخاطب کر کے کیا گیا۔

(۳) اسی مضمون کو تھوڑی سی تبدیلی کے ساتھ A Heavenly Call کے نام سے انگریزی میں شائع کیا۔

اس نئے لٹریچر کے علاوہ اس سے پیشتر شائع شدہ لٹریچر جس میں قرآن کریم انگریزی و گورمکھی اور اسلامی اصول کی فلاسفی (اردو، انگریزی) وغیرہ کتب شامل تھیں انہیں کثرت کے ساتھ تعلیم یافتہ طبقہ میں تقسیم کیا گیا۔

تقسیم لٹریچر کا کام علاوہ کانگریس اجتماع اور جلوسوں میں شہر کی مناسب جگہوں پر کھڑے ہو کر کرنے کے، کانگریس نمائش میں دو دکانیں کرایہ پر لے کر پیغامِ حق پہنچایا گیا۔ آریہ سماج نے جب احمدیہ جماعت قادیان کی اس تبلیغی سرگرمی کو دیکھا تو حیران رہ گئے اور ان کے بعض ذمہ دار لوگوں نے کہا کہ:۔

"ہم تو سمجھتے تھے کہ مسلمان مشرقی پنجاب سے ہمیشہ کے لئے ختم ہو گئے ہیں لیکن یہ احمدیہ جماعت پھر زندہ ہو گئی ہے!"

آریوں کے پاس اس موقعہ پر اشاعت کے لئے کوئی موزوں لٹریچر نہ تھا اسلئے انہوں نے کوشش کر کے نمائش گاہ میں ہمارے بک سٹالوں کو بند کروا دیا لیکن اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنے پاک سلسلہ کی تائید فرماتا ہے۔ چنانچہ اس موقعہ پر بھی باوجود آریہ سماجی لیڈروں اور بعض سرکاری افسروں کی مخالفت کے سردار اجل سنگھ صاحب پریذیڈنٹ نمائش کے ذریعہ سے ہمارے بک سٹالوں کو کھلوا دیا اور آریہ سماج کے لئے سوائے حسرت کے اور کچھ نہ تھا۔ فالحمد للہ

اللہ تعالیٰ نے اس موقعہ پر سلسلہ حقہ کی تائید میں ایسی ہوا چلائی کہ پنجاب کے فنانس منسٹر پنڈت موہن لال صاحب خاص طور پر بیجاتھ ہائی سکول امرتسر میں احمدیہ جماعت کی نمائش گاہ پر تشریف لائے اور محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ سے دریافت کیا کہ آپ کو نمائش کے متعلق یا کسی اور جہت سے کوئی دقت تو نہیں؟

جب ہمارے درویش احباب جلوس کے موقعہ پر لٹریچر تقسیم کر رہے تھے تو عام پبلک جوق در جوق ان کی طرف کھنچی آتی تھی یہاں تک کہ کئی مقامات پر لوگوں کا اتنا ہجوم ہو جاتا تھا کہ ٹریفک میں روک پیدا ہو جاتی تھی۔ لوگ لٹریچر حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے کے اوپر گرتے تھے۔ چنانچہ ہال گیٹ کے باہر اس حالت کو دیکھ کر ایک پولیس حوالدار نے کہا کہ آپ لوگ یہاں لٹریچر تقسیم نہ کریں اس سے ٹریفک رک جاتا ہے۔ وہ ابھی یہ کہہ رہا تھا کہ ایک سب انسپکٹر پولیس وہاں آ گیا اور دریافت حالات کے بعد اس حوالدار کو ڈانٹ کر کہنے لگا کہ ان کو تبلیغ کرنے اور لٹریچر تقسیم کرنے کا پورا پورا حق ہے کوئی ان کو روک نہیں سکتا تم پیچھے ہو جاؤ اور ان کے کام میں مزاحم نہ ہو۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت تھی اور اِنِّی مُعِینٌ مَنْ اَرَادَ اِعَانَتَکَ کے وعدے کا ایفاء۔

کانگرس پنڈال کے باہر جب ہمارے احباب لٹریچر تقسیم کر رہے تھے تو یو۔ پی کا ایک مسلمان جرنلسٹ ہمارے احباب کے قریب آیا اور حیرت زدہ ہو کر پوچھنے لگا کہ آپ لوگ کیا تقسیم کر رہے ہیں؟ اس غیر مانوس اور بدلے ہوئے ماحول میں آپ کا اسلامی لٹریچر کو تقسیم کرنا ایک بڑا کارنامہ اور جرأت مندانہ فعل ہے۔ ہم تو اس ایمانی جرأت کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ ان کو بتایا گیا کہ جماعت احمدیہ کے افراد ۱۹۴۷ء، ۱۹۴۸ء کے نہایت پُرخطر حالات میں بھی اعلاءِ کلمۃ اللہ کا فریضہ ادا کرتے رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ اس قلیل جماعت کی تبلیغی کوششوں کو بارآور کرتا ہے۔ وللہ الحمد۔

بھارت کی بعض اہم شخصیتوں کو پیغامِ احمدیت

تقسیم ملک کے بعد قادیان میں احمدی مسلمانوں کا غیر معمولی پُرخطر حالات میں قربانی کرتے ہوئے قیام لوگوں کے لئے اب تک باعث کشش ہے۔ چنانچہ اس کشش کی بناء پر جو معززین قادیان میں تشریف لا کر احمدیوں کے مقدس مقامات کی زیارت اور احمدیوں سے ملاقات کرتے رہے ہیں ان کا اجمالی تذکرہ دوسری جگہ کیا جا رہا ہے یہاں بعض خاص شخصیتوں کا ذکر کیا جاتا ہے جن کو قادیان یا قریب کے علاقہ میں ملاقات کر کے خاص طور پر اسلام اور احمدیت کا پیغام پہنچایا گیا۔

(۱) اچاریہ ونوبا بھاوے بھودھان لیڈر

بذریعہ اخبارات یہ اطلاع ملنے پر کہ ملک کے مشہور قومی لیڈر اچاریہ ونوبا بھاوے پٹھانکوٹ کے راستہ کشمیر کی طرف جا رہے ہیں صدر انجمن احمدیہ قادیان کی ہدایت کے ماتحت ایک وفد اچاریہ جی کو ملنے کے لئے مورخہ ۲۱ مئی ۱۹۵۹ء کو پٹھانکوٹ گیا۔ اس وفد کے ممبران کے اسماء درج ذیل ہیں:۔

(۱)۔۔۔محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان۔

(۲)۔۔۔مکرم مولوی برکات احمد صاحب راجیکی ناظر امور عامہ

(۳)۔۔۔" شیخ عبدالحمید صاحب عاجز بی۔اے ناظر بیت المال

(۴)۔۔۔" ملک صلاح الدین صاحب ایم۔اے

(۵)۔۔۔" قریشی محمد یونس صاحب آف بریلی

(۶)۔۔۔" چوہدری عبدالقدیر صاحب معاون ناظر دعوۃ و تبلیغ

(۷)۔۔۔" فضل الٰہی خان صاحب کارکن دفتر امور عامہ

اس موقعہ پر اچاریہ جی کی خدمت میں علاوہ جماعت کے عقائد اور تعلیمات کو زبانی بیان کرنے کے مندرجہ ذیل کتب اور لٹریچر بھی پیش کئے گئے:۔

(۱)۔۔۔قرآن کریم انگریزی۔

(۲)۔۔۔لائف آف محمدؐ انگریزی۔

(۳)۔۔۔اسلامی اصول کی فلاسفی انگریزی

(۴)۔۔۔احمدیہ موومنٹ اِن انڈیا انگریزی

(۵)۔۔۔پیغام صلح انگریزی۔

(۶)۔۔۔نظام نو "

(۷)۔۔۔اسلام کا اقتصادی نظام

ہمیں یہ دیکھ کر بہت خوشی ہوئی ہے کہ اچاریہ جی تقریباً بائیس زبانوں کے ماہر ہیں اور اپنی قید کے زمانہ میں مولانا ابوالکلام آزاد صاحب سے انہوں نے عربی کی تعلیم بھی حاصل کی۔ ان کے پاس قرآن کریم کے تین نسخے میز پر رکھے ہوئے تھے ان نسخوں میں سے دفتر یسرنا القرآن کا مطبوعہ قرآن شریف انہوں نے سب سے اوپر رکھا ہوا تھا اور اس کو انہوں نے بہت سے نوٹ ناگری رسم الخط میں خالی اوراق پر لکھے ہوئے تھے۔ اچاریہ جی نے بتایا کہ قاعدہ یسرنا القرآن کی طرز پر جو قرآن کریم موٹے حروف میں ان کے پاس ہے اس نے ان کی نظر کو بچا لیا ہے۔ ہمارے وفد نے ان سے درخواست کی کہ وہ کشمیر سے واپسی پر قادیان بھی تشریف لائیں۔ انہوں نے حسب حالات واپسی پر قادیان آنے کا وعدہ کیا چنانچہ وہ اپنے پیدل سفر (پدیاترا) پر کشمیر روانہ ہو گئے۔ اچاریہ جی کو جو تبلیغی لٹریچر بمقام پٹھانکوٹ دیا گیا اس کے متعلق اخبار "دعوت" دہلی مورخہ ۱۲ رجون ۱۹۵۹ء (جو جماعت اسلامی کا آرگن ہے) نے تبصرہ کرتے ہوئے لکھا کہ:۔

"ابھی جب اچاریہ ونوبا بھاوے پنجاب کا دورہ کر رہے تھے تو قادیان کی جماعت احمدیہ کے ایک وفد نے ان سے ملاقات کی اور ان کی خدمت میں قرآن کریم کا ترجمہ اور حضور اکرم صلعم کی سیرت پیش کی جس پر بھاوے جی نے اپنے مخصوص تاثرات کا اظہار کیا۔ انہوں نے مختلف مغربی مستشرقین اور ایشیائی مترجمین کے انگریزی تراجم

کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ میں نے نہ صرف
یہ کہ ان انگریزی ترجموں کو پڑھا ہے
بلکہ گجراتی، مرہٹی زبانوں کے علاوہ اردو
زبان میں بھی بعض تراجم اور تفاسیر دیکھی
ہیں۔ اس سلسلہ میں آپ نے مولانا ابوالکلام
صاحب آزاد کے ترجمان القرآن کی دو
جلدوں کے مطالعہ کا ذکر بھی کیا۔ آپ
نے کہا اس وقت بھی میرے پاس
قرآن کریم کا ایک نسخہ موجود ہے
جو قاعدہ یسرنا القرآن کی طرز پہ
طبع شدہ ہے۔

سیرت کی کتاب کو بھاشے جی نے
بڑے اشتیاق سے قبول کیا اور اسی
وقت کھول کر دیکھنا شروع کر دیا۔ ساتھ
ہی یہ بھی کہا کہ میں نے اعظم گڑھ والوں
کی طرف سے طبع شدہ سیرت النبیؐ کی چھ
جلدوں کا مطالعہ کیا ہے (علامہ شبلی
اور علامہ سید سلیمان ندوی کی مرتب کردہ)
حضرت ابوبکرؓ کے سلسلہ میں آپ نے کہا
کہ یہ رتبہ ہر شخص کو حاصل نہیں ہوا کرتا۔
اسی دن پرارتھنا کی تقریر میں آپ نے
انبیاء علیہم السلام کا ذکر کرتے ہوئے کہا
کہ اسلام کا کہنا ہے "لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ
اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ" سب رسولوں نے
عالمگیر بھائی چارے کی دعوت دی ہے
جسے ماننا چاہیے۔

بے چارے احمدی خارج از اسلام
ہی سہی لیکن بات کتنی قابل قدر اور لائق
تقلید ہے کہ جس پیغام کو انہوں نے
حق سمجھا ہے اسے پہنچانے میں کوئی جھجک
محسوس نہیں کرتے۔ جس مقام پر عارف
اور صوفی دم بخود ہیں وہاں یہ یادہ فروش
پہنچ رہے ہیں۔ کاش کہ اب کوئی بندۂ حق
ان بندگانِ خدا کی اصلاحِ عقائد کا بیڑا
اٹھانے کی مہم چلا سکتا۔"

(دعوت دہلی ۴ر جون ۱۹۵۹ء)

نیز اخبار "صدق جدید" لکھنؤ مورخہ ۱۲ر جون ۱۹۵۹ء
میں مندرجہ ذیل الفاظ میں تبصرہ کیا گیا ہے۔

"مشرقی پنجاب کی خبر ہے کہ اچاریہ
ونوبا بھاوے جب پیدل دورہ کرتے
ہوئے وہاں پہنچے تو انہیں ایک وفد
نے قرآن مجید کا ترجمہ انگریزی اور سیرت
نبوی پر انگریزی کتابیں پیش کیں یہ
وفد قادیان کی جماعت احمدیہ کا تھا۔
خبر پڑھ کر ان سطور کے راقم پر تو جیسے
گھڑوں پانی پڑ گیا۔ اچاریہ جی نے دورہ
اودھ کا بھی کیا بلکہ خاص قصبہ دریاباد
میں قیام کرتے ہوئے گئے لیکن اپنے کو اس
کی توفیق نہ ہوئی اور نہ اپنے کسی ہم مسلک کو ندوی، دیوبندی،
تبلیغی، اسلامی جماعتوں میں سے۔

آخر یہ سوچنے کی بات ہے یا نہیں
کہ جب بھی کوئی موقعہ اس قسم کی تبلیغی
خدمت کا پیش آتا ہے یہی خارج از اسلام
جماعت بازی لے جاتی ہے اور ہم سب
دیندار مُنہ دیکھتے رہ جاتے ہیں۔"

ریاست کشمیر میں ایک افسوسناک واقعہ

جب اچاریہ جی نے اپنے معمول کے مطابق اپنے وعظ میں قرآن کریم کی تلاوت کروائی تو جماعت اسلامی (مودودی) کے بعض علماء نے اس تلاوت کو بند کرنے کے لئے پروٹسٹ کیا اور کہا کہ جب اچاریہ جی قرآن کریم کے سب احکام کو نہیں مانتے تو ان کو تلاوت کرانے کا کوئی حق نہیں۔ اس بات کا چرچا کشمیر اور ہندوستان کے مختلف اخبارات میں ہوا۔ چنانچہ مرکز سلسلہ کی طرف سے بذریعہ تار اچاریہ جی کو لکھا گیا کہ قرآن کریم تمام دنیا کے لئے ہدایت اور نور لیکر آیا ہے اور اس مقدس الٰہی کلام کے نزول کا مقصد اسی طرح پورا ہو سکتا ہے کہ لوگ اس کے بابرکت الفاظ کو پڑھیں یا سنیں تا کہ ان کی روحانی حالتیں ترقی پذیر ہوں۔ پس جب آپ قرآن کریم کا احترام کرتے ہیں اور اس کے مضامین کی اشاعت کے لئے کوشاں ہیں تو کسی کا حق نہیں کہ وہ آپ کی مجلس میں تلاوت کو منع کرے اور جماعت اسلامی کے جن علماء نے اس حرکت کا ارتکاب کیا ہے یقیناً انہوں نے اسلامی تعلیمات کو پس پشت ڈالا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ جب دوسرے علماء نے اچاریہ جی کی مجلس میں تلاوت کے خلاف پروٹسٹ کیا تو ہمارے ایک احمدی بھائی جناب محمد صدیق صاحب قانی جرأت کر کے آگے بڑھے اور انہوں نے حاضرین مجلس کے سامنے تلاوت کی۔

بہرحال اچاریہ جی کشمیر کے پیدل سفر کے بعد پٹھانکوٹ سے ہوتے ہوئے واپس آئے۔ ان کے شائع شدہ پروگرام میں وقت کی تنگی کی وجہ سے قادیان کی زیارت شامل نہ تھی، لیکن ہمارے نمائندوں کے زور دینے پر وہ اپنے پروگرام کو تبدیل کر کے دھاریوال سے بٹالہ جانے کی بجائے مورخہ ۵ نومبر ۵۹ء کو قادیان تشریف لائے اور باوجود بعض صاحب اثر لوگوں کی مخالفت کے احمدیہ محلہ میں مقدس مقامات کی زیارت اور احباب کی ملاقات کے لئے بھی تشریف لے آئے۔ مسجد اقصیٰ میں ان کی خدمت میں ایک ایڈریس محترم مولوی عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت کی طرف سے پیش کیا گیا۔ جس میں اسلام اور احمدیت کے ضروری مسائل بالخصوص اقتصادی مشکلات کا حل پیش کیا گیا۔

جناب سردار جگجیت سنگھ صاحب نامدھاری گورو کو تبلیغ احمدیت

جناب سردار جگجیت سنگھ صاحب جو سکھوں کے مشہور فرقہ نامدھاری کے گورو ہیں۔ ۲۰ ستمبر ۵۹ء کو قادیان تشریف لائے اور جماعت کی درخواست پر اپنے بعض مریدوں کو لیکر احمدیہ محلہ میں آئے۔ اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جناب گورو صاحب اور ان کے ہمراہیوں کے اعزاز میں ایک جلسہ مسجد مبارک میں منعقد کیا گیا جس میں قرآن کریم کی تلاوت کے بعد گیانی عبداللطیف صاحب نے جماعت کی طرف سے گورو صاحب کو خوش آمدید کہا اور احمدیہ جماعت کی مخصوص

تعلیم اور اسلامی خصوصیات رواداری، وسعت قلبی اور اخوت وغیرہ امور کے متعلق روشنی ڈالی۔ گورو صاحب نے اپنی جوابی تقریر میں فرمایا کہ:-

"جماعت احمدیہ کے افراد اور مقامات مقدسہ کو دیکھ کر مجھے بہت خوشی ہوتی ہے جب بھی میں اس علاقہ سے گزرتا ہوں تو آپ کی جماعت کی محبت اور حسن سلوک مجھے یاد آجاتا ہے۔ میں نے آپ کی جماعت کی مساعی اور کوششوں کو افریقہ میں بھی دیکھا ہے۔ ہم لوگ کام بہت کم کرتے ہیں اور پروپیگنڈا زیادہ کرتے ہیں لیکن میں نے افریقہ اور دوسرے بیرونی ممالک میں خود مشاہدہ کیا کہ احمدیہ جماعت کام زیادہ کرتی ہے اور باتیں اور پروپیگنڈا کم کرتی ہے۔ یہ ٹھوس اور پُر خلوص کام کرنیوالی واحد جماعت ہے اور اس کی ترقی ایک طبعی امر ہے جسکو کوئی روک نہیں سکتا۔"

ان کی خدمت میں اسلام اور احمدیت کا بہت سا لٹریچر پیش کیا گیا جس کو انہوں نے خوشی سے قبول کر کے پڑھنے کا وعدہ کیا اور مسرت کا اظہار کرتے ہوئے بذریعہ کار واپس تشریف لے گئے۔

شری مرارجی ڈیسائی وزیر خزانہ ہند کی بٹالہ میں تشریف آوری
اور
جماعت احمدیہ کی طرف سے اسلامی لٹریچر کی پیشکش

بٹالہ مورخہ ۱۰ جنوری ۶۲ء شری مرارجی ڈیسائی وزیر خزانہ حسب پروگرام کانگریس کے جلسہ میں صدارت اور تقریر کے لئے تشریف لائے۔ ان کی آمد کے موقعہ پر مرکز سلسلہ قادیان سے ایک وفد مشتمل بر مکرم جناب مولوی عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی اور مکرم مولوی برکات احمد صاحب راجیکی ناظر امور عامہ نے سٹیج پر ان کی خدمت میں مندرجہ ذیل لٹریچر پیش کیا:-

(۱) لائف آف محمدؐ (انگریزی)
(۲) سیرۃ و سوانح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بزبان ہندی (حضرت محمد صاحبؐ کا جیون چرتر)
(۳) خصوصیات قرآن (انگریزی)
(۴) رسالہ پیغام صلح (")
(۵) [illegible]
(۶) احمدیہ موومنٹ ان انڈیا (انگریزی)

ان کتب کو جناب وزیر خزانہ نے خوشی سے قبول کیا اور سٹیج پر بیٹھے ہوئے اپنی تقریر سے پہلے مختلف کتابوں کی ورق گردانی اور مطالعہ کرتے رہے اور بعد ازاں اپنے ساتھ جملہ لٹریچر لے گئے۔

جناب سردار پرتاپ سنگھ صاحب کیروں وزیر اعلیٰ حکومت پنجاب کو احمدیت کی تبلیغ

مورخہ ۲۸ جولائی ۱۹۶۲ء کو جناب سردار پرتاپ سنگھ صاحب کیروں وزیر اعلیٰ پنجاب مع بہت سے دیگر معززین اور ایم۔ایل۔اے صاحبان سلسلہ کی دعوت پر محلہ احمدیہ میں تشریف لائے۔ ان کی خدمت میں جماعت کی طرف سے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ نے مسجد مبارک میں ایڈریس پیش کیا۔ انہیں خوش آمدید کہا اور لٹریچر بھی پیش کیا گیا۔

جناب کیروں صاحب نے اس لٹریچر کو بخوشی قبول کرتے ہوئے اظہارِ تکریم کے لئے اس کو اپنی پگڑی پر رکھا۔ ایڈریس کے جواب میں جناب کیروں صاحب نے جو تقریر فرمائی اس کا خلاصہ ذیل میں درج ہے:۔

"مجھے آج احمدیہ جماعت کے مقدس مقامات میں آکر بہت خوشی ہوئی ہے۔ بالخصوص احمدیہ جماعت کی رواداری اور وسعتِ قلبی کو دیکھ کر میں بہت متاثر ہوا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ ان خوبیوں والی جماعت کو دنیا میں پھیلنے سے کوئی روک نہیں سکتا اور یہ جماعت احمدیہ کا حق ہے کہ یورپ اور دیگر ترقی یافتہ ممالک اس کے لئے خندہ پیشانی سے اپنے دامن کو پھیلاتے۔ جو مسلک یا مذہب تنگ نظری اور تعصب کی لپیٹ میں آیا ہوا ہے ایسے مذاہب دنیا میں کسی طرح مفید نہیں ہو سکتے۔ اصل چیز انسانیت ہے اور دنیا کا مقصد ہے۔ پس میں احمدیہ جماعت سے کہتا ہوں کہ وہ اپنے خیالات کو زیادہ سے زیادہ پھیلائیں تا کہ دنیا میں انسانیت اور رواداری کا بول بالا ہو۔ میرا خیال ہے کہ احمدیہ جماعت نے اسلام کو جس رنگ میں پیش کیا ہے اس سے اسلام کی ترقی کی بنیادیں مضبوط ہو گئی ہیں۔ یہ جگہ بہت ہی بابرکت اور نورانی ہے اور میں اس میں آکر بہت خوش ہوا ہوں۔ احمدیہ جماعت اگرچہ اقلیت میں ہے لیکن اسکو تبلیغ اور پرچار کا پورا پورا حق حاصل ہے اور اس میں کوئی روک نہیں ڈال سکتا۔"

گورنر پنجاب مسٹر این۔وی۔ گیڈگل کی قادیان میں آمد

جناب این۔وی۔ گیڈگل صاحب گورنر پنجاب جماعت احمدیہ کی دعوت پر مورخہ ۹ اپریل ۱۹۵۸ء کو قادیان تشریف لائے۔

اس موقعہ پر آپکی خدمت میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ نے ایڈریس پیش کیا اور ایڈریس کے آخر میں ان کی خدمت میں لٹریچر بھی پیش کیا۔ جناب گورنر صاحب نے اس کو بخوشی قبول فرمایا اور ایڈریس کے جواب میں فرمایا:۔

"مجھے بعض ضروری اور اہم کام درپیش تھے جو سرکاری طور پر میری ذات سے متعلق تھے لیکن پھر بھی میں نے قادیان آنے کے وعدہ کا پاس کرتے ہوئے قادیان آنے کا فیصلہ کیا۔ بعض لوگوں نے اعتراض کیا ہے کہ میں قادیان میں صرف احمدیوں کے پاس آیا ہوں۔ اگر مجھے کوئی اور بلاتا تو میں اس کی دعوت پر بھی غور کرتا۔ چونکہ احمدیوں نے مجھے دعوت دی تھی اس لئے میں ان کے پاس آیا ہوں۔ میں کسی خاص جماعت کا فرد نہیں بلکہ سارے پنجابیوں کا ہوں۔"

حصہ منظومات

(الف)

میں دنیا میں سب کا بھلا چاہتا ہوں

(کلام حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز برموقعہ جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۴۵ء)

بتاؤں تمہیں کیا کہ کیا چاہتا ہوں
ہوں بندہ مگر میں خدا چاہتا ہوں

میں اپنے سیاہ خانۂ دل کی خاطر
وفاؤں کے خالق وفا چاہتا ہوں

جو پھر سے ہرا کر دے ہر خشک پودا
چمن کے لئے وہ صبا چاہتا ہوں

مجھے بیر ہرگز نہیں ہے کسی سے
میں دنیا میں سب کا بھلا چاہتا ہوں

وہی خاک جس سے بنا میرا پتلا
میں اس خاک کو دیکھنا چاہتا ہوں

نکالا مجھے جس نے میرے "چمن" سے
میں اس کا بھی دل سے بھلا چاہتا ہوں

مرے بال و پر میں وہ قوت ہے پیدا
کہ لے کر قفس کو اڑا چاہتا ہوں

کبھی جس کو رشیوں نے منہ سے لگایا
وہی جام اب میں پیا چاہتا ہوں

رقیبوں کو آرام و راحت کی خواہش
مگر میں تو کرب و بلا چاہتا ہوں

دکھائے جو ہر دم ترا حسن مجھ کو
مری جاں میں وہ آئینہ چاہتا ہوں

اہلِ قادیان کے نام پیغام

(از حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی)

خوشا نصیب کہ تم قادیاں میں رہتے ہو　　دیارِ مہدیٔ آخر زماں میں رہتے ہو

قدم مسیح کے جس کو بنا چکے ہیں "حرم"　　تم اس زمینِ کرامت نشاں میں رہتے ہو

خدا نے بخشی ہے "الدّار" کی نگہبانی　　اسی کے حفظ اسی کی اماں میں رہتے ہو

فرشتے ناز کریں جس کی پہرہ داری پر　　ہم اُس سے دور ہیں تم اُس مکاں میں رہتے ہو

فضا ہے جس کی معطّر نقوشِ عیسیٰ سے　　اُسی مقامِ فلک آستاں میں رہتے ہو

نہ کیوں دلوں کو سکون و سرور ہو حاصل　　کہ قُربِ خطّۂ رشکِ جناں میں رہتے ہو

تمہیں سلام و دعا ہے نصیب صبح و مسا　　جوارِ مرقدِ شاہِ زماں میں رہتے ہو

شبیں جہاں کی "شبِ قدر" اور دن عیدیں　　جو ہم سے چھوٹ گیا اُس جہاں میں رہتے ہو

کچھ ایسے گُل ہیں جو پژمردہ ہیں جدا ہو کر　　انہیں بھی یاد رکھو "گلستاں" میں رہتے ہو

تمہارے دم سے ہمارے گھروں کی آبادی　　تمہاری قید پہ صدقے ہزار آزادی

"بلبل ہوں صحنِ باغ سے دُور اور شکستہ پر
پروانہ ہوں چراغ سے دور اور شکستہ پر"

فغانِ درویش

در فراقِ حضرت امیر المومنین و دیگر بزرگانِ سلسلہ احمدیہ

(نتیجۂ فکر حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی)

جو دُور ہیں وہ پاس ہمارے کب آئینگے　　دل جن کو ڈھونڈتا ہے وہ پیارے کب آئینگے

ہردم لگی ہوئی ہے سرِ راہ پر نظر　　آخر ہماری آنکھ کے تارے کب آئینگے

یا رب ہمارے "شاہ" کی بستی اُداس ہے　　اِس تختگاہ کے راج دُلارے کب آئینگے

جو سر کو خم کئے تری تقدیر کے حضور　　تیری رضا کو پا کے سُدھارے کب آئینگے

کب راہ اُن کی تیرے فرشتے کرینگے صاف　　کب ہونگے واپسی کے اشارے؟ کب آئینگے

جو ٹوٹ کر گئے ہیں اِسی آسمان سے　　پھر لَوٹ کر اِدھر وہ ستارے کب آئینگے

صحنِ چمن سے "گل" جو گئے مثلِ "بُوئے گُل"　　رحمت کی بارشوں سے نکھارے کب آئینگے

زخمِ جگر کو مرہمِ وصلت ملے گا کب　　ٹوٹے ہوئے دلوں کے سہارے کب آئینگے

دیکھیں گے کب وہ "محفل" "کالبدر فی النجوم"　　وہ "چاند" کب ملیگا وہ تارے کب آئینگے

کب پھر "منارِ شرق" پہ چمکے گا آفتاب　　"شب" کب کٹے گی دن کے نظارے کب آئینگے

کہتا ہے رو کے دل شبِ تاریکِ ہجر میں
وہ "مہر و ماہتاب" ہمارے کب آئینگے

قادیاں اور درویشانِ قادیاں

(از حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی)

زہے قسمت کہ دنیا میں فرشتے قادیاں تم ہو
مسیحائے محمد کے نشانوں میں نشاں تم ہو

تمہاری شانِ درویشی پہ قرباں تاجداری ہے
کہ محبوبِ خدا کے آستاں کے پاسباں تم ہو

خدا رکھے تمہیں ہستے جہاں تک خرم و شاداں
کہ اب دارالاماں میں یادگارِ عاشقاں تم ہو

یہی کہتا ہے وہ روز و شب ہمارا دردِ مہجوری
کہ کاش ہم بھی وہاں ہوتے جہاں پر شادماں تم ہو

وَاِنَّ الْوَصْلَ لِلْعُشَّاقِ رَاحَتُهُمْ وَفَرْحَتُهُمْ
خوشا بختے کہ اس نعمت سے شاد و کامراں تم ہو

نہ چھوڑا آستانِ دلربا کو ان حوادث میں
جری اللہ کی جرأت کا اک تازہ نشاں تم ہو

تمہارے دم سے وابستہ ہے رونق اس گلستاں کی
زمیں پر ضوفشاں تم ہو فلک پہ کہکشاں تم ہو

تمہیں بھی تو آخر ایک دن دنیا یہ سمجھے گی
نہ اک قطرہ تمہیں ہو بلکہ بحرِ بیکراں تم ہو

بڑھاپے نے تمہیں یا حسرت کی صورت میں بدل ڈالا
تمہاری ان تمناؤں کا عزمِ نوجواں تم ہو

جہاں تک بن پڑا ہم نے دکھائی راہ ہدایت کی
مگر اب دیکھنا اہلِ جہاں کے پاسباں تم ہو

ندا تھی آسماں سے جھکنے نہ پائے پرچمِ ایماں
صداقت زندگی میں اب خدا کے پہلواں تم ہو

وفائے عہد کو رسوا نہ کرنا پیٹھ دکھلا کر
کہ میدانِ وفا میں یادگارِ رفتگاں تم ہو

کہیں دنیا کے بدلے میں نہ اپنا آپ کھو دینا
خدا کے ہاتھ جو بکتی ہے وہ جنسِ گراں تم ہو

کبھی یوسف نہیں بنتا جو زنداں سے بچتا تو
تو کیا اس زمانہ میں جو وقفِ امتحاں تم ہو

مبارک ہو تمہیں اس منزلِ تیرہ میں رہنا
وہی ہے تخت گاہِ احمدِ مرسل جہاں تم ہو

درویشانِ قادیان سے خطاب

(از مکرم مولوی مصلح الدین احمد صاحب راجیکی)

وطن میں رہتے ہو باغِ جناں میں رہتے ہو
زمیں پہ ہو مگر آسماں میں رہتے ہو

ہمارا شوق جبیں جس سے ہوگیا محروم
خدا کے فضل سے اُس آستاں میں رہتے ہو

فراز تر ہو ثریا و کہکشاں سے کہیں
کہ بارگاہِ خدائے جہاں میں رہتے ہو

تمہاری خوبیٔ قسمت پہ رشک آتا ہے
غمِ زمانہ میں دارالاماں میں رہتے ہو

یہ اپنے اپنے مقدر کی بات ہوتی ہے
کہ ہم یہاں ہیں اور تم جناں میں رہتے ہو

ہماری آنکھیں ترستی ہیں جن بہاروں کو
تم اُن بہاروں کی رُوحِ رواں میں رہتے ہو

جو قادیان میں رہتے ہو تم تو یہ سمجھو
ہماری جان اور جانِ جاں میں رہتے ہو

قفس کی بات کو رہنے دو ہم اسیروں تک
خوشا نصیب کہ تم گلستاں میں رہتے ہو

حرا و طور کے جلوے جہاں جھلکتے ہیں
اسی دیارِ مسیحِ زماں میں رہتے ہو

اسی حیات پہ مرتے ہیں اہلِ دل سارے
کہ جس حیات میں تم عزّ و شاں میں رہتے ہو

ہمیں بھی اپنی دعاؤں میں یاد کر لینا
کہ تم ہمیشہ ہماری فغاں میں رہتے ہو

رہے آباد مکانِ درویش[1]

(از حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل)

ہمارے یہ درویش ہیں رہنموں
قلیلاً من اللّیل ما یہجعون

گزرتے چلے جا رہے ہیں سنول
واعد اُننا کلّھم یعتدون

جو دشمن ہیں ان کے وہ ظلّام ہیں
فضلّوا۔ اضلّوا ولا یرحمون

زباں پر ہے امن اور دل میں ہے کھوٹ
وماذا یقولون لا یفعلون

قیامت کا دن بھی ہے آنا ضرور
و ربّ السّمٰوات ھم یُسئلون

سمعتم فدینا بذبحٍ عظیم
اطیعوا الرُّسل ایّھا المسلمون

ھو الحقّ والحقّ اِنّی اقول۔
وانّا الیٰ ربّنا راجعون

(۲)

کون سُنتا ہے فغانِ درویش
تُو ہی مولا ہے امانِ درویش

تیرے فضلوں کی کوئی حد ہی نہیں
ہے خوش آئند زمانِ درویش

تجھ سے دُوری ہے بڑی رُسوائی
اور قُریب ہے جنانِ درویش

کارآمد ہیں سہام اللّیلی
ہے کڑی سخت کمانِ درویش

حق سے ڈر ظلم نہ کر پہنچے گی
عرش تک آہ وفغانِ درویش

دیکھ۔ تو ان کو حقارت سے نہ دیکھ
کہ بہت اونچی ہے شانِ درویش

ذکر اللہ سے تر رہتی ہے
وصل کے کوثر سے زبانِ درویش

اس کو ہر وقت ہے اسلام کی فکر
اس سے وابستہ ہے جانِ درویش

یا الٰہی ہے دُعائے اکمل
رہے آباد مکانِ درویش

[1] اِن نظموں میں درویشانِ کرام کی ابتدائی مشکلات ومصائب کا ذکر ہے۔

قادیاں کو چھوڑ کر!

(جناب قیس مینائی صاحب بندر روڈ۔ کراچی)

برگِ گُل بکھرے پڑے ہیں گلستاں کو چھوڑ کر
بُو پریشاں پھر رہی ہے بوستاں کو چھوڑ کر

کھو چکے ہیں امنِ دل دار الاماں کو چھوڑ کر
امتحاں میں پھنس گئے ہم قادیاں کو چھوڑ کر

لذّتِ سوز و گداز و راحتِ تسکینِ دل
بے حقیقت ہیں یہ بزمِ عاشقاں کو چھوڑ کر

تم ستارے بن چکے ہو آسمانِ عشق کے
ہم زمیں پر آ گرے ہیں آسماں کو چھوڑ کر

ایک تم بھی ہو کہ ہو تم اپنی منزل کے قریب
ایک ہم ہیں لُٹ گئے جو کارواں کو چھوڑ کر

ضائع کر دیتا ہے اپنی عظمت و عزّ و وقار
قطرۂ ناچیز بحرِ بیکراں کو چھوڑ کر

جن کے سر پر سایہ افگن ہے خدائے مہرباں
وہ کہاں جاتے ہیں ایسے مہرباں کو چھوڑ کر

"داغِ ہجرت" بن گیا ہے قیس اِک غم کی کتاب
کیا سُنائیں ہم تمہیں اس داستاں کو چھوڑ کر

ہر دلِ مجبور ہے آئینۂ صد اضطرار
آستانِ مہدئ آخر زماں کو چھوڑ کر

ہیچ ہیں باغِ ارم۔ باغِ نسیم و شالامار
جنّتِ آرامِ دل فردوسِ جاں کو چھوڑ کر

میرا ہر بحرِ مسرت اُڑ چکا ہے بن کے بھاپ
ایک میرے چشمۂ چشمِ رواں کو چھوڑ کر

چینِ دل۔ آرامِ دل تسکینِ دل پائیں کہاں
ہم جلیس و ہم عناں و ہم زباں کو چھوڑ کر

درویش

(از مکرم جناب عبدالمنان صاحب ناہید)

حاصلِ کشتِ وفا تائیدِ ربانی تمہیں
بے بہا ہے کس قدر یہ سازوسامانی تمہیں

تخت گاہِ مہدیٔ دوراں کے تم ہو پاسباں
مل گئی اس دلقِ درویشی میں سلطانی تمہیں

لذتِ آہِ سحرگاہی تمہیں بخشی گئی
دی گئی سوزِ محبت کی فراوانی تمہیں

حفظِ دل صبح و مسا تسبیح و تحمید و دعا
راحت و آرامِ جاں آیاتِ قرآنی تمہیں

تیرگیٔ ماحول کی ہو وجہِ مایوسی تو کیوں
مژدۂ صبحِ جناں شبہائے طولانی تمہیں

دلکشا و دلنواز و دلنشین و دلپذیر
کوچۂ محبوب کے ذروں کی تابانی تمہیں

وقت آتا ہے مرے گوشہ نشینانِ چمن
ڈھونڈنے نکلے گی تب تابِ جہانبانی تمہیں

ایک دن جھک جائینگے سب در پہ شاہوں کے غرور
ہو مبارک آجکل اس در کی دربانی تمہیں

حافظ و ناصر تمہارا ہو خدائے کُن فکاں
ڈھانپ لیں سر تا قدم الطافِ رحمانی تمہیں

دشمنوں کی دشمنی وجہِ پریشانی نہ ہو
غم نہ دکھلائے کسی ناداں کی نادانی تمہیں

کتنی آنکھیں منتظر ہیں ہجر کی گھڑیاں کٹیں
ہو میسّر پھر ظہورِ قدرتِ ثانی تمہیں

ہم پہ کیا گذری بتائے نالۂ ناہید کیا
خود بتائیگی ہماری چاک دامانی تمہیں

درویشانِ کرام کے نام

اہم پیغامات و خطوط!

(۱) ـــــــ حضرت اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا۔

(۲) ـــــــ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ

(۳) ـــــــ حضرت میرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ

(۱) درویشانِ قادیان کے نام حضرت اُمّ المومنین اعلی اللہ درجاتہا فی الجنۃ کا پیغام
جلسہ سالانہ ۱۹۴۸ء کے موقعہ پر

"مجھے آپ کی طرف سے درخواست پہنچی ہے کہ میں قادیان کے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر آپ کو کوئی پیغام بھیجوں۔ سو میرا پیغام یہی ہے کہ میں آپ سب کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھتی ہوں اور یقین رکھتی ہوں کہ آپ بھی مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھتے ہوں گے کہ ایک دوسرے کے متعلق مومنوں کا سب سے مقدم فرض یہ مقرر کیا گیا ہے۔ آپ لوگ بہت خوش قسمت ہیں کہ گزشتہ فسادات اور غیر معمولی حالات کے باوجود آپ کو خدا تعالیٰ نے قادیان میں ٹھہرنے اور وہاں کے مقدس مقامات کو آباد رکھنے اور خدمت بجا لانے کی توفیق دے رکھی ہے۔ میں یقین رکھتی ہوں کہ آپ لوگوں کی یہ خدمت خدا کے حضور مقبول ہوگی اور احمدیت کی تاریخ میں ہمیشہ کے لئے خاص یادگار رہے گی۔

میں ۱۸۸۴ء میں بیاہی جا کر قادیان میں آئی اور پھر خدا کی مشیت کے ماتحت مجھے ۱۹۴۷ء میں قادیان سے باہر آنا پڑا۔ اب میری عمر اسّی سال سے اُوپر ہے اور میں نہیں کہہ سکتی کہ خدا کی تقدیر میں آئندہ کیا مقدر ہے مگر بہر حال میں اپنے خدا کی ہر تقدیر پر راضی ہوں اور یقین رکھتی ہوں کہ خواہ درمیانی امتحان کوئی صورت اختیار کرے قادیان انشاء اللہ جماعت کو ضرور واپس ملے گا۔ مگر خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو موجودہ امتحان کو صبر اور صلوٰۃ کے ساتھ برداشت کرکے اعلیٰ نمونہ قائم کریں گے۔

چند دن سے قادیان مجھے خاص طور پر زیادہ یاد آ رہا ہے۔ شاید اس میں جلسہ سالانہ کی آمد آمد کی یاد

کا پر تو ہو یا آپ لوگوں کی اس دلی خواہش کا اثر ہو کہ میں آپ کے لئے اس موقعہ پر کوئی پیغام لکھ کر بھجواؤں۔

میری سب سے بڑی تمنا یہی ہے کہ جماعت ایمان اور اخلاص اور قربانی اور عمل صالح میں ترقی کرے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش اور دُعا کے مطابق میری جسمانی اور روحانی اولاد کا بھی اس ترقی میں وافر حصّہ ہو۔

آپ لوگ اس وقت ایسے ماحول میں زندگی گزار رہے ہیں جو خالصتاً روحانی ماحول کا رنگ رکھتا ہے آپ کو یہ ایام خصوصیت کے ساتھ دُعاؤں اور نوافل میں گزارنے چاہئیں اور عمل صالح اور باہم اخوّت و اتّحاد اور سلسلہ کے لئے قربانی کا وہ نمونہ قائم کرنا چاہیئے جو صحابہؓ کی یاد کو زندہ کرنے والا ہو۔ خدا کرے ایسا ہی ہو۔ آمین"

زمانۂ درویشی کے پہلے جلسہ سالانہ پر

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایّدہ اللہ کا رُوح پرور پیغام!

"برادران جماعت احمدیہ مقیم قادیان!

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

۱۹۱۲ء میں جب میں حج کے لئے گیا تھا تو حج سے واپسی ایّامِ دسمبر میں ہوئی تھی۔ جہاز دو دن لیٹ ہو گیا اور میں جلسہ میں شمولیت سے محروم رہا۔ اس کو پورے پینتیس سال ہو گئے۔ آج پورے ۳۵ سال کے بعد پھر اس سال کے جلسہ میں شامل ہونے سے محروم ہوں۔ ہم قادیان کے جلسہ کی یادگار میں باہر بھی جلسہ کر رہے ہیں لیکن اصل جلسہ وہی ہے جو کہ قادیان میں ہو رہا ہے اور پورے چالیس سال کے بعد پھر یہ جلسہ مسجد اقصٰے میں

ہو رہا ہے۔ مسجد اقصےٰ میں ہونے والا آخری جلسہ وہی تھا جو کہ حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی کے آخری سال میں ہوا۔ آپؑ کی وفات کے بعد پہلا جلسہ مدرسہ احمدیہ کے صحن میں ہوا اور ۱۹۱۱ء سے جلسے مسجد نور میں ہونے شروع ہوئے اور گزشتہ سال تک دارالعلوم کے علاقہ میں ہی جلسے ہوتے چلے آئے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی حکمت کے ماتحت آج پھر مسجد اقصےٰ میں ہمارا سالانہ جلسہ ہو رہا ہے اسلئے نہیں کہ جلسہ سالانہ میں شامل ہونیوالے مشتاقوں کی تعداد کم ہوگئی ہے بلکہ شمعِ احمدیت کے پروانے سیاسی مجبوریوں کی وجہ سے قادیان نہیں آسکتے۔ یہ حالات عارضی ہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمیں پورا یقین ہے کہ قادیان احمدیہ جماعت کا مقدس مقام اور خدائے وحدہٗ لاشریک کا قائم کردہ مرکز ہے۔ وہ ضرور پھر احمدیوں کے قبضہ میں آئے گا اور پھر اس کی گلیوں میں دنیا بھر کے احمدی خدا کی حمد کے ترانے گاتے پھریں گے۔ پس خدا کے حکم کے ماتحت اس حکومت کے فرمانبردار رہو جس حکومت میں تم بستے ہو۔ یہی احمدیت کی تعلیم ہے جس پر گزشتہ ساٹھ سال سے ہم زور دیتے چلے آئے ہیں۔ یہ تعلیم آجکل کے حالات سے بدل نہیں سکتی اور نہ آئندہ کے حالات کبھی بھی اسے بدل سکتے ہیں۔ دنیا میں کبھی بھی امن قائم نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس تعلیم پر عمل نہ کیا جائے کہ ہر ملک میں بسنے والے اپنی حکومت کے فرمانبردار رہیں اور اس کے قانون کی پابندی کریں۔ کوئی اس تعلیم کو مانے یا نہ مانے احمدی جماعت کا فرض ہے کہ ہمیشہ اس تعلیم پر قائم رہے۔ ملک کے قانون کے تحت اپنے حق مانگنے منع نہیں لیکن قانون توڑنا اسلام میں جائز نہیں۔

جیسا کہ میں اوپر بتا چکا ہوں احمدیت کی یہ تعلیم ہے کہ جس حکومت میں کوئی رہے اُس کی اطاعت کرے پاکستان کے احمدی پاکستان کے مفاد کا خیال رکھیں گے اور ہندوستان کے احمدی ہندوستان کے مفاد کا خیال رکھیں گے۔ اسی طرح جس طرح پاکستان کے رہنے والے ہندو پاکستان کا خیال رکھیں گے

اور ہندوستان میں رہنے والے عام مسلمان ہندوستان کے مفاد کا خیال رکھیں گے۔ یہی وہ بات ہے جس کی پاکستان کے لیڈر ہندوستان کے مسلمانوں کو تلقین کر رہے ہیں اور یہی وہ بات ہے جسکو ہندوستان کے لیڈر پاکستان کے ہندوؤں کو سمجھا رہے ہیں۔ پس احمدیت کی اس نصیحت پر ہمیشہ کاربند رہو کہ جس حکومت میں رہو اُس کے فرمانبردار رہو۔ میں آسمان پر خدا تعالیٰ کی اُنگلی کو احمدیت کی فتح کی خوشخبری لکھتے ہوئے دیکھتا ہوں۔" جو فیصلہ آسمان پر ہو زمین اسے رد نہیں کر سکتی اور خدا کے حکم کو انسان بدل نہیں سکتا۔ سو تسلّی پاؤ اور خوش ہو جاؤ اور دُعائیں اور درود وں اور انکساری پر زور دو اور بنی نوع انسان کی ہمدردی اپنے دلوں میں پیدا کرو کہ کوئی مالک اپنا گھوڑا بھی کسی ظالم سائیس کے سپرد نہیں کرتا۔ اسی طرح خدا بھی اپنے بندوں کی باگ انہیں کے ہاتھ میں دیتا ہے جو بخشتے ہیں اور چشم پوشی کرتے ہیں۔ اور خود تکلیف اٹھاتے ہیں تاکہ خدا کے بندوں کو آرام پہنچے۔ ہر ایک مغرور، خود پسند اور ظالم عارضی خوشی دیکھ سکتا ہے مگر مستقل خوشی نہیں دیکھ سکتا۔ پس تم نرمی کرو اور عفو سے کام لو اور خدا کے بندوں کی بھلائی کی فکر میں لگے رہو تو اللہ تعالیٰ جس کے ہاتھ میں حاکموں کے دل بھی ہیں وہ اُن کے دل کو بدل دے گا اور حقیقتِ حال اُن پر کھول دے گا یا ایسے حاکم بھیج دے گا جو انصاف اور رحم کرنا جانتے ہوں تم لوگ جن کو اس موقعہ پر قادیان میں رہنے کا موقعہ ملا ہے اگر نیکی اور تقویٰ اختیار کرو گے تو تاریخ احمدیت میں عزّت کے ساتھ یاد کئے جاؤ گے اور آنے والی نسلیں تمہارا نام ادب و احترام سے لیں گی اور تمہارے لئے دعائیں کریں گی اور تم وہ کچھ پاؤ گے جو دوسروں نے نہیں پایا۔ اپنی آنکھیں نیچی رکھو لیکن اپنی نگاہ آسمان کی طرف بلند کرو۔ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا ؕ

---

(۳) پیغام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

برموقعہ جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۵۰ء

"آپ لوگوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ احمدیت ایک صوفیوں کا فرقہ نہیں بلکہ احمدیت ایک تحریک ہے، ایک پیغام آسمانی ہے جو دُنیا کو بیدار کرنے اور خدا تعالیٰ کی طرف بلانے کے لئے ایسے وقت میں نازل ہُوا ہے جبکہ دُنیا خدا کو بھول چکی تھی اور اسلام ایک نام رہ گیا تھا اور قرآن شریف ایک نقش رہ گیا تھا نہ اسلام کے اندر کوئی حقیقت باقی رہ گئی تھی نہ قرآن کے اندر کوئی معنی رہ گئے تھے۔ خدا تعالیٰ نے چاہا کہ اس سستی اور غفلت کو دُور کرے اور اسلام کو نئے سرے سے دُنیا میں قائم کرے اور پھر اپنا وجود اپنے تازہ نشانوں کے ساتھ دُنیا پر ظاہر کرے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی کمالات اپنے پیروؤں اور اپنے جانشینوں کے ذریعہ سے دُنیا کو دکھائے اور آپ کے حُسن سے جہان کو روشناس کرے۔

ابتداء میں جلسہ سالانہ قادیان میں جمع ہونے والے لوگ ہر سال اس یقین سے زیادہ سے زیادہ معمور ہوتے چلے جاتے تھے کہ ہم دُنیا پر غالب آنے والے ہیں اور دُنیا کو احمدیت کی تعلیم منوانے والے ہیں آپ لوگ تو اُن سے بہت زیادہ ہیں صرف اس بات کی ضرورت ہے کہ آپ اُن لوگوں والا ایمان پیدا کریں اور یہ آپ کے لئے کوئی مشکل بات نہیں کیونکہ وہ نشان جو اُن لوگوں کے سامنے تھے اُن سے بہت بڑے نشان آپ کے سامنے ہیں۔ ۱۸۹۱ء کے بعد ۱۷ سال برابر حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر نشانات ظاہر ہوتے رہے اور آپ کی وفات سے لیکر اس وقت تک بھی آپ کے نشانات نئی نئی صورتوں میں دُنیا میں ظاہر ہو رہے ہیں۔ ضرورت صرف اس امر کی

ہے کہ آپ لوگ اپنے اوقات کو ان نشانوں کے پڑھنے اور سوچنے اور ان پر غور کرنے میں صرف کریں اور ان سے فائدہ اُٹھانے کی کوشش کریں۔ اگر آپ لوگ ایسا کرلیں تو دُنیا کی محبت آپکے دلوں سے یقیناً سرد ہوجائے گی اور دین کی محبت کی آگ آپ کے دلوں میں سُلگنے لگ جائے گی اور آپ صرف انہیں نشانوں پر جو ظاہر ہوچکے ہیں زندہ نہیں رہیں گے بلکہ خدا تعالیٰ خود آپکے اندر سے بولنے لگے گا اور آپ خود خدا تعالیٰ کا ایک نشان بن جائیں گے۔ کیا یہ سچ نہیں کہ ہمارا خدا سب دُنیا کا پیدا کرنے والا خدا ہے؟ کیا یہ سچ نہیں کہ دنیا کی تمام بادشاہتیں اللہ تعالےٰ کے مقابلہ میں اتنی بھی حیثیت نہیں رکھتیں جتنا کہ ایک مچھر ایک ہاتھی کے مقابلہ میں حیثیت رکھتا ہے۔ پھر آپکے حوصلوں کو پست کرنے والی کیا چیز ہے۔ حق ہمیشہ غالب ہوتا ہے اور ناراستی ہمیشہ مغلوب ہوتی ہے۔

پس آپ لوگوں کو چاہیئے کہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے ساتھ مل کر سلسلہ کے لٹریچر کی اشاعت کے لئے ایک ایسی وسیع سکیم بنائیں کہ ہندوستان کی ہر زبان بولنے والے کے لئے احمدی لٹریچر موجود ہو۔ اپنے نوجوانوں کو یہ تحریک کریں کہ زندگیاں وقف کریں اور دین سیکھیں اور پھر اپنے اپنے علاقوں میں دین پھیلانے کی طرف توجہ کریں۔

اگر آپ لوگ اِن باتوں پر عمل کریں گے تو مَیں امید کرتا ہوں کہ اگلے سال کا جلسہ سالانہ اِس سال کے جلسہ سے بہت بڑا ہوگا اور اگلے سال کی جماعت اِس سال کی جماعت سے بہت مخلص ہوگی۔ اور خدا تعالےٰ کے فضل کی ہوائیں چلنے لگ جائیں گی۔ مایوسی کے بادل چھٹ جائیں گے۔ امیدیں دلوں میں کلبلانے لگ جائیں گی"+

(۴) بزمِ درویشانِ قادیان کے نام

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا پیغام

مؤرخہ ۲۶ جولائی سنہ ۱۹۵۱ء بذریعہ تار برقی موصول ہوا

"آپ جو بھی اپنے خدا یا مذہب اور ملک کے لئے کام کریں اس میں پوری سنجیدگی، دیانتداری اور راستبازی سے کام لیں۔ انسانوں کی امداد پر انحصار نہ رکھیں۔ تمہارا کام خالص اللہ تعالیٰ کے لئے ہے تو وہ خود تمہاری نصرت و تائید فرمائے گا ورنہ کوئی فرد آپ کی مدد نہیں کر سکتا"۔

(۵) پیغام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

بنام جماعت احمدیہ ہندوستان

برموقعہ جلسہ سالانہ قادیان سنہ ۱۹۵۲ء

"ہم سب جانتے ہیں کہ یہ وقت ہندوستان اور پاکستان کے لوگوں کے لئے بڑا نازک ہے اور جماعت کے لئے خصوصاً نازک ہے مگر ہم ایک ایسے خدا کے بندے ہیں اور اس پر ایمان اور یقین رکھتے ہیں جس کے ایک اشارے سے دنیا میں پیدا ہوتی اور مٹتی ہیں اور قومیں ابھرتی اور گرتی ہیں۔

حکومتیں قائم ہوتی اور تباہ ہوتی ہیں۔ ہمارے حوصلے دوسرے لوگوں کے حوصلوں کی طرح نہیں ہونے چاہئیں جن کا کام خدا نے کرنا ہے انہیں ایسے حالات کی طرف نگاہ کرنا جائز ہی نہیں ہو سکتا۔ آپ لوگ خدا کا ہتھیار ہیں، آپ لوگ خدا کی تدبیر ہیں، آپ لوگ وہ نیا بیج ہیں جو خدا تعالیٰ نے دُنیا میں بکھیرا ہے۔ نہ خدا کا ہتھیار کُند ہو سکتا ہے۔ نہ خدا کی تدبیر ضائع ہو سکتی ہے اور نہ خدا کے پھینکے ہوئے بیجوں کو کیڑا کھا سکتا ہے۔"

(۶) پیغام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

بنام جماعتہائے احمدیہ ہندوستان

۱۵ دسمبر ۱۹۵۹ء بر موقعہ اڑسٹھواں جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ قادیان

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خدا پر توکل سب سے اہم چیز ہے۔ جو کچھ خدا کر سکتا ہے بندہ نہیں کر سکتا۔ خدا سے دُعائیں کرتے رہو کہ وہ ایسا راستہ کھولے جس سے آپ کی اور جماعت کی تکلیفیں دُور ہوں۔ اس میں سب طاقتیں ہیں۔ جہاں بندہ کی عقل نہیں پہنچتی وہاں اُس کا علم پہنچتا ہے۔ خواہ ایک ٹکڑا ہو صدقہ بہت دیا کرو کیونکہ رسول اللہؐ نے فرمایا ہے جہاں دعائیں نہیں پہنچتیں صدقہ بلاؤں کو رد کر دیتا ہے۔ صدقہ کا لفظ ہی بتاتا ہے کہ تعلق باللہ سچا ہے۔ پس تعلق باللہ کو سچا ثابت کرنے کی کوشش کرنی چاہئیں تا کہ جو کام آپ نہیں کر سکتے وہ خدا کر دے۔

رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاَنْتَ خَیْرُ الرَّاحِمِیْنَ۔ رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ کثرت سے پڑھا کرو۔"

(۷) قادیان سے ہجرت کے وقت سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا ایک اہم خط

قادیان سے رخصت ہونے سے ایک دن پہلے مندرجہ ذیل مکتوب گرامی سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کو لکھا جو الفضل مورخہ ۴۸/۱ میں شائع ہو چکا ہے :-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

"مَیں مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی تمام پریذیڈنٹان انجمن احمدیہ قادیان و ملحقہ جات و دیہات ملحقہ قادیان و دیہات تحصیل بٹالہ و گورداسپور کو اطلاع دیتا ہوں کہ متعدد دوستوں کے متواتر اصرار اور سلسلے غور کرنے کے بعد مَیں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ قیام امن کی اغراض کے لئے مجھے چند دن کے لئے لاہور جانا چاہیئے۔ کیونکہ قادیان سے بیرونی دنیا کے تعلقات منقطع ہیں اور ہم ہندوستان کی حکومت سے کوئی بھی بات نہیں کر سکتے۔ حالانکہ ہمارا معاملہ ان سے ہے لیکن لاہور اور دلی کے تعلقات ہیں، تار اور فون بھی جا سکتا ہے، ریل بھی جاتی ہے اور ہوائی جہاز بھی جا سکتا ہے۔ مَیں مان نہیں سکتا کہ اگر ہندوستان کے وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو صاحب پر یہ امر کھول دیا جائے کہ ہماری جماعت مذہباً حکومت کی وفادار جماعت ہے تو وہ ایسا انتظام نہ کریں کہ ہماری جماعت اور دوسرے لوگوں کی جو ہمسائے اور دیگر رہتے ہیں حفاظت نہ کی جائے۔ جہاں تک مجھے معلوم ہوا ہے کہ بعض لوگ حکام پر یہ اثر ڈال رہے ہیں کہ مسلمان جو ہندوستان میں رہ گئے ہیں ہندوستان سے دشمنی رکھتے ہیں حالانکہ اصل بات یہ ہے کہ انہیں اپنے جذبات کے اظہار کا موقعہ ہی نہیں دیا گیا۔ اِدھر اعلان ہوا اُدھر فسادات شروع ہو گئے ورنہ کس طرح ہو سکتا تھا کہ مسلمان مسٹر جناح کو اپنا سیاسی لیڈر تسلیم کرنے کے باوجود ان کے اس مشورے کے خلاف جاتے کہ اب جو مسلمان ہندوستان میں رہ گئے ہیں انہیں ہندوستان کا وفادار رہنا چاہیئے۔ غرض ساری غلط فہمی اس وجہ سے پیدا ہوئی ہے کہ یکدم فسادات ہو گئے اور صوبائی حکام اور ہندوستان کے حکام پر حقیقت نہیں کھلی۔ ان حالات میں مَیں سمجھتا ہوں کہ مجھے ایسی جگہ جانا چاہیئے جہاں سے دہلی و شملہ سے تعلقات آسانی سے قائم کئے جا سکیں۔ اور ہندوستان کے وزراء اور مشرقی پنجاب کے وزراء پر اچھی طرح سے معاملہ کھولا جا سکے۔ اگر ایسا ہو گیا تو وہ زور سے ان فسادات کو دُور کرنے کی کوشش کریں گے۔

اسی طرح لاہور میں سکھ لیڈروں سے بھی بات چیت ہوسکتی ہے جہاں وہ مزورۃً آتے جاتے رہتے ہیں اور اس سے بھی فسادات دُور کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔ اِن امور کو مدِنظر رکھ کر مَیں نے فیصلہ کیا ہے کہ مَیں چند دن کے لئے لاہور جاکر کوشش کروں شاید اللہ تعالیٰ میری کوششوں میں برکت ڈالے اور یہ شور و شر جو اسوقت ہو رہا ہے دُور ہو جائے۔

مَیں نے اِس امر کے مدِنظر آپ لوگوں سے پوچھا تھا کہ ایسے وقت میں میرا جانا عارضی طور پر زیادہ مفید ہو تو یہ فیصلہ آپ لوگوں نے کرنا ہے یا مَیں نے؟ اگر آپ نے کرنا ہے تو پھر آپ لوگ حکم دیں مَیں اسے مانوں گا لیکن مَیں ذمہ داری سے سبکدوش ہوں گا اور اگر فیصلہ میرے اختیار میں ہے تو مَیں نے چند دن کے لئے اپنی سکیم کے مطابق کوشش کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ آپ لوگ دعائیں کرتے رہیں اور حوصلہ نہ ہاریں۔ دیکھو مسیحؑ کے حواری کتنے کمزور تھے مگر مسیحؑ انہیں چھوڑ کر کشمیر کی طرف چلا گیا اور مسیحیوں پر اس قدر مصائب آئے کہ تم پر اِن دنوں میں انکا سواں حصہ بھی نہیں آئے لیکن انہوں نے ہمت اور بشاشت سے ان کو برداشت کیا۔ اُن کی جدائی تو دائمی تھی مگر تمہاری جدائی تو عارضی ہے اور خود تمہارے اور سلسلہ کے کام کے لئے ہے۔ مبارک وہ جو بدظنی سے بچتا ہے اور ایمان پر سے اس کا قدم لڑکھڑاتا نہیں۔ وہی جو آخر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کا انعام پاتا ہے پس صبر کرو اور اپنی عمر کے آخری سانس تک خدا تعالیٰ کے وفادار رہو۔ اور ثابت قدمی، نرمی، اخلاق، عقل اور سوجھ بوجھ اور اتحاد و اطاعت کا ایسا نمونہ دکھاؤ کہ دنیا عش عش کر اُٹھے۔ جو تم میں سے مصائب سے بھاگے گا وہ یقیناً دوسروں کے لئے ٹھوکر کا موجب ہوگا اور خدا تعالیٰ کی لعنت کا مستحق۔ تم نے نشان پر نشان دیکھے ہیں اور خدا تعالیٰ کی قدرتوں کا منور جلوہ دیکھا ہے تمہارا دل دوسروں سے زیادہ بہادر ہونا چاہیئے۔ میرے سب لڑکے اور داماد اور دونوں بھائی اور بھتیجا قادیان میں ہی رہیں گے اور مَیں اپنی غیر حاضری کے ایام میں عزیز مرزا بشیر احمد صاحب کو اپنا قائم مقام ضلع گورداسپور اور قادیان کے لئے مقرر کرتا ہوں، ان کی فرمانبرداری اور اطاعت کرو اور ان کے ہر حکم پر اُسی طرح قربانی کرو جس طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ آپؐ فرماتے ہیں مَن اطاع امیری فقد اطاعنی ومَن عصیٰ امیری فقد عصانی۔ یعنی جس نے میرے مقرر کردہ امیر کی اطاعت کی اُس نے میری اطاعت کی اور جس نے میرے مقرر کردہ امیر کی نافرمانی کی اُس نے میری نافرمانی کی۔ پس جو ان کی اطاعت کرے گا وہ میری اطاعت کریگا اور جو میری اطاعت کرے گا وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اطاعت کرے گا۔ اور جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اطاعت کرے گا وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرے گا۔ وہی مومن کہلا سکتا ہے دوسرا نہیں۔

اے عزیزو! احمدیت کی آزمائش کا وقت اب آگے آئے گا۔ اور اب معلوم ہوگا کہ سچا مومن کون سا ہے۔ پس اپنے ایمانوں کا ایسا نمونہ دکھاؤ کہ پہلی قوموں کی گردنیں تمہارے سامنے جھک جائیں اور آئندہ نسلیں تم پر فخر کریں۔ شاید مجھے تنظیم کی غرض سے کچھ اور آدمی قادیان سے باہر بھجوانے پڑیں مگر وہ میرے خاندان میں سے نہ ہوں گے۔ بلکہ علماء سے ہوں گے۔ اس سے پہلے بھی مَیں کچھ علماء باہر بھجوا چکا ہوں۔ تم اُن پر بدظنی نہ کرو۔ وہ بھی تمہاری طرح جانوں کو خطرہ میں ڈالنے کے لئے تیار ہیں لیکن خلیفۂ وقت کا حکم مجبور کرکے انہیں لے گیا۔ پس وہ ثواب میں بھی تمہارے ساتھ شریک ہیں اور قربانی میں بھی تمہارے ساتھ شریک ہیں۔ ہاں وہ لوگ جو بوجہ بزدلی آؤں بہانوں سے اجازت لے کر بھاگنا چاہتے ہیں وہ یقیناً کمزور ہیں۔ خدا تعالیٰ اُن کے گناہ بخشے اور سچے ایمان کی حالت میں جان دینے کی توفیق دے۔

اے عزیزو۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہر وقت تمہارے ساتھ رہے اور مجھے جب تک زندہ ہوں سچے طور پر اور اخلاص سے تمہاری خدمت کی توفیق بخشے اور تم کو مومنوں والے اخلاص اور بہادری سے میری رفاقت کی توفیق بخشے۔ (آمین)"

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے خط مؤرخہ ۱۲ ہے۱۹۴۸ء

بنام مولٰنا جلال الدین صاحب شمس کے

چند اقتباسات

"آج معلوم ہؤا ہے کہ جو کنوائے جانا تھا وہ کل کے کنوائے کی وجہ سے منسوخ ہوگیا ہے۔ اب کوشش کر رہے ہیں کہ دوبارہ اس کی اجازت مل جائے۔ خدا کرے مل جائے تو پھر یہ خط آپ کو مل جائیگا ورنہ جب خدا چاہے گا آپ لوگوں کی ملاقات کا موقعہ میسر آجائے گا۔"

"مَیں پہلے بھی لکھ چکا ہوں اب پھر لکھتا ہوں کہ اب جو لوگ وہاں رہیں اُن کو یہ سمجھ کر رہنا چاہیئے کہ انہوں نے مکی زندگی اور مسیح ناصری والی زندگی کا نمونہ دکھانا ہے۔ اگر ہمارے کسی آدمی کی سختی کی وجہ سے یا مقابلہ کی وجہ سے مقاماتِ مقدسہ کی ہتک ہوئی تو اس کا ذمہ دار وہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے انبیاء کے ذریعہ سے ہم کو یہ نمونے دکھائے ہوئے ہیں۔ اب نصیحت اور تبلیغ اور ضمیر کے سامنے اپیل کرنے سے کام لینا چاہیئے اور دعا اور گریہ وزاری اور انکساری سے کام لینا چاہیئے اور ظلم برداشت کرکے ظلم روکنے کی کوشش کرنی چاہیئے جب تک یہ طریق ہماری وہاں کی آبادی نہیں دکھائے گی دوبارہ قادیان کا فتح کرنا مشکل ہے۔ ہمارے آدمیوں کو چاہیئے کہ وہ دعائیں کریں اور روزے رکھیں یہاں تک کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ان کو دعاؤں کی قبولیت اور الہام کی نعمت میسر آجائے۔ پھر وہ اس نعمت کے ذریعے سکھ اور ہندوؤں کے دلوں کو فتح کریں اور جس طرح بابا نانک صاحب بابا فرید کے مرید ہوتے تھے وہاں کے سکھ اور ہندو اُن کے مرید بن جائیں اور جو جسمانی شوکت ہم سے چھن گئی ہے وہ روحانی طور پر ہم کو پہلے سے بھی زیادہ مل جائے یہ طریقہ بھی اختیار کریں کہ کوئی مصیبت زدہ سکھ یا ہندو ملے تو اس کو تحریک کریں کہ تم احمدیت کی نذر مانو تو تمہاری یہ تکلیف دُور ہو جائے گی۔ پھر اس کے لئے دعائیں بھی کریں بیماریوں کی شفاء اور مقدمہ والوں کی فتح اور اس قسم کے اور مصیبت زدوں کے لئے بھی یہ تحریک کرتے رہیں تو تھوڑے دنوں میں ہی سینکڑوں آدمی سکھوں اور ہندوؤں میں ان کے مرید بن جائیں گے اور ایک روحانی حکومت ان کو حاصل ہو جائے گی۔"

"میں نے اُوپر لکھا ہے کہ وہاں خود اپنی آمدنی پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اس کے چار ذرائع ہیں۔ اوّل دکانوں کا افتتاح۔ دوئم طب۔ سوئم زمینداری...... سب لوگ مل کر خود ہل چلائیں، زمینوں کو آباد کریں۔ قادرآباد جو مشرق میں واقع ہے وہ اور اس کے ساتھ ہماری ۲½ اسّو ایکڑ زمین ہے اگر اس میں غلّہ اور ترکاری وغیرہ کی کاشت کریں۔ گنا بوئیں اور کواپریٹو فارم کے طور پر یہ کام شروع کریں تو خدا کے فضل سے اس میں سے اکثر کا گزارہ پیدا ہو سکتا ہے اور کم سے کم ایک سال کا غلّہ اور ترکاری اور دودھ اور انڈا مفت مل سکتا ہے۔ چونکہ آدمیوں نے بدلتے رہنا ہے اسلئے کواپریٹو اصول پر یہ کام ہونا چاہیئے۔ چہارم چھوٹی موٹی صنعتیں جاری ہونی چاہئیں جیسے بٹوا بنانا، بیگ بنانا اور اس قسم کے اور کام ہیں۔ آدمی ہم باہر سے اور کام سکھا کر وہاں بھجوا سکتے ہیں۔ اس طرح بھی بہت سی آمدنی پیدا کی جا سکتی ہے۔ جب چیزیں مل جائیں تو مشرقی اور مغربی پنجاب کی منڈیوں میں بیچنے کے لئے بھیجی جا سکتی ہیں۔ بہرحال قادیان کی آبادی تصوف کے اصول پر ہی قائم کی جا سکتی ہے اور تصوف کا اصول یہ ہے کہ "کم گفتن و کم خوردن و کم خفتن"۔ باتیں تھوڑی کی جائیں، کھانا تھوڑا کھایا جائے، سویا کم جائے اور اس کے مقابلہ میں ذکرِ الٰہی زیادہ کیا جائے۔ محنت زیادہ کی جائے اور خدمتِ خلق زیادہ کی جائے۔ اِن چار اصولوں پر چل کر روٹی کی فکر زیادہ نہیں رہتی۔ لوگوں کی مخالفتوں کی روح ٹوٹ جاتی ہے اور خدا کے فضل زیادہ سے زیادہ نازل ہونے لگتے ہیں۔

ہو سکتا ہے باورچی بھاگ جائیں یا باورچی نہ ملیں اسلئے مومنانہ قربانی سے کام لیتے ہوئے ہر شخص روٹی پکانا سیکھے۔ جس طرح ہر سپاہی روٹی پکا سکتا ہے اسی طرح قادیان میں رہنے والے ہر شخص کو روٹی پکانی آنی چاہیئے تاکہ ضرورت کے موقعہ پر بیماری اور تکالیف کا شکار نہ ہونا پڑے۔ جو کام لوگ دنیا کی خاطر کر سکتے ہیں آپ لوگ دین کی خاطر کیوں نہیں کر سکتے۔ فوجوں میں یہی ہوتا ہے کہ چار آدمیوں میں سے ایک آدمی باری باری روٹی پکاتا ہے اور تین آدمی دوسرے کام کے لئے فارغ ہوتے ہیں۔ زیادہ مل کر انتظام کیا جائے تو غالباً دس آدمیوں کے پیچھے ایک آدمی روٹی پکانے والا کافی ہو سکتا ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ، اور مشق ہو جائے تو غالباً بیس آدمیوں کے پیچھے ایک آدمی کھانا پکا سکتا ہے۔ گھی مصالحہ ہم نے اتنا بھیج دیا ہے کہ ان آدمیوں کے لئے غالباً سال سے بھی زیادہ عرصہ کے لئے کافی ہو۔

(صاحبزادہ) خلیل احمد اپنی مذہبی تعلیم کو جاری رکھے اور خود مطالعہ کرکے اور علماء سے مدد لیکر اپنی پڑھائی میں حرج نہ ہونے دے اور کچھ وقت دیہاتی مبلغوں کو پڑھائے کیونکہ پڑھانے سے علم بڑھتا ہے۔ عزیز ظفر احمد کو بھی مذہبی معلومات بڑھانے کی کوشش کرنی چاہیئے اور یہی نصیحت میری تمام قادیان میں رہنے والوں کو ہے۔

چھ سات گھنٹے ہر شخص کچھ کچھ کمائی کے لئے خرچ کرے۔ دو گھنٹے ہر شخص ایسے رنگ میں تبلیغ کرے کہ کوئی جھگڑے والی بات پیدا نہ ہو اور تصوّف کی طرف لوگوں کو مائل کرکے احمدیہ جماعت کی دعاؤں کی قبولیت خدا تعالیٰ کے الہامات، اس کی تائید اور نصرت اور بیماروں کی شفاء وغیرہ کی طرف توجہ دلائیں۔ ایک دو گھنٹے قرآن کریم کے درس اور حضرت مسیح موعودؑ کی کتابوں کے پڑھنے میں صرف کئے جائیں۔ تہجد کی ہر شخص عادت ڈالے۔ وہاں رہنے والے ہفتہ میں ایک دو روزے رکھیں۔ تہجد کی عادت ڈالنے کے لئے یہ طریق مقرر کر دیں کہ تراویح کی طرح سارا سال ہی نماز تہجد مسجد میں ہوا کرے یا اپنے اپنے حلقوں میں نماز تہجد باجماعت کی عادت ڈالی جائے۔ تمام کتب دفتر خلافت میں جمع کر دی جائیں۔ میری لائبریری کی الماریاں اگر خالی ہوں گی ان میں رکھ دی جائیں۔ تمام اخباروں کے فائل اکٹھے کر لئے جائیں۔ وہ بڑا قیمتی خزانہ ہے اور تاریخ سلسلہ کی بنیاد اسی پر ہے۔ تمام لٹریچر کی سیٹیں ہوا کر یہاں بھجوائی جائیں اور وہاں بھی محفوظ رکھی جائیں۔ حضرت صاحب کی کتب کے کچھ سیٹ وہاں رہیں اور کچھ یہاں آجائیں۔ اسی طرح میری کتابوں کے کچھ سیٹ وہاں رہیں اور کچھ یہاں آجائیں۔ تفسیر کبیر کی کچھ جلدیں بھی وہاں رکھی جائیں۔ حضرت صاحبؑ کا جو لٹریچر یہاں آیا ہے مجھے نہیں معلوم کہ اس میں حضرت صاحبؑ کے اشتہارات کا مجموعہ شامل ہے یا نہیں۔ اگر وہ نہ آیا ہو تو اس کی کچھ کاپیاں یہاں بھجوائی جائیں اور کچھ کاپیاں وہاں رکھی جائیں۔ پرانی تفسیروں میں سے بھی کچھ وہاں رکھی جائیں تاکہ وہاں رہنے والے اس سے فائدہ اٹھاتے رہیں۔ باقی دعائیں بھی کرتے رہیں۔ قادیان سے بھی زیادہ اِس طرف کو خطرہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مزار پر جاکر اور مسجد مبارک میں بہت دعائیں کریں۔ یاد رکھیں دعاؤں اور برکتوں کی جگہ قادیان ہے وہاں کے رہنے والے قادیان کی حفاظت کے علاوہ جماعت کی حفاظت کا کام بھی کریں گے کیونکہ بیرونی جماعتوں کی حفاظت میں قادیان کے لوگوں کی دعائیں بہت کچھ کام دے سکتی ہیں۔ اگر خدانخواستہ بیرونی جماعتوں پر کوئی اور آفت آئے تو قادیان کی جماعت کو یہ مدّنظر رکھنا چاہیئے کہ احمدیت اور اسلام کا جھنڈا قائم رکھنا ان کا فرض ہے۔ تمام دنیا میں احمدیہ لٹریچر کی حفاظت اور تدبیر وہ اپنا کام سمجھیں۔ بہرحال احمدیت کا بیج دنیا سے مٹ نہیں سکتا اور ہر مومن کا فرض ہے کہ وہ اِس بیج کو بڑھانے اور پھیلانے میں حصہ لے۔

یہ خط اپنے پیچھے رہنے والے امیر اور نائب امیر اور نگران کو پڑھا دیں اور وہ اپنے وقت پر اپنے بعد والوں کو پڑھا دیں تاکہ سب کے ذہن میں رہے۔"

(12/11/47)

ہمارا پیارا مرکز

اقتباس مکتوب حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ بنام محترم مولوی عبدالرحمٰن صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان

"۔۔۔۔ پس اس نعمت کی قدر کریں اور دعاؤں اور نوافل پر پہلے سے بھی زیادہ زور دیں اور باہمی اتحاد و تعاون اور بزرگوں کے ادب کا وہ نمونہ پیش کریں جو اسلام آپ سے چاہتا ہے۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ ہمارا پیارا مرکز ہمیں کب واپس ملے گا مگر جب تک وہ ہمیں واپس نہیں ملتا ان بزرگوں کا وجود اور ان کے ساتھ آپ جیسے جاں نثار درویشوں کا وجود اُس شمع کا حکم رکھتا ہے جو ایک وسیع اور تاریک میدان میں اکیلی اور تن تنہا روشن ہو کر دیکھنے والوں کے لئے نورِ ہدایت کا کام دیتی ہے۔ اگر آپ خلوص نیّت اور سچی محبّت اور ایک جذبۂ خدمت کے ساتھ قادیان میں ٹھہرے رہیں گے اور اپنے آپ کو احمدیت کا اعلیٰ نمونہ بنائیں گے تو نہ صرف خدا کے حضور میں یہ آپ کی خدمت خاص قدر کی نگاہ سے دیکھی جائے گی بلکہ آنے والی نسلیں بھی آپ کے نمونہ کو فخر کی نظر سے دیکھیں گی۔ بے صبر انسان جلدی تھک جاتا ہے اور کچھ وقت کی انتظار کے بعد مَتٰی نَصْرُ اللّٰہ کی آواز بلند کرنے لگتا ہے۔ مگر یہی وہ وقت ہوتا ہے کہ جب خدا کی نصرت قریب تر آ کر نئے میدان کا دروازہ کھولنے والی ہوتی ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اور ان جانے والے اصحاب کو اپنی رضا کے رستہ پر چلاتے ہوئے اعلیٰ ترین انعامات کا وارث بنائے۔ آمین یا ربّ العالمین۔

حضرت صاحب قادیان کے درویشوں کے لئے کچھ روغنی میٹھی روٹیاں بھجوا رہے ہیں۔ یہ روٹیاں تبرک کے طور پر ہیں اور میں خیال کرتا ہوں کہ اُس رؤیا کی تصدیق میں ہیں جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے دیکھا تھا کہ ایک فرشتہ حضورؑ کے پاس ایک روغنی روٹی لایا ہے اور اسے پیش کر کے کہتا ہے یہ تیرے لئے اور تیرے ساتھ کے درویشوں کے لئے ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کے لئے اس تبرک کو مبارک کرے۔ فقط

منارة المسیح

اور

مسجد اقصیٰ قادیان

مسجد مبارک

قادیان

↓

محترم جناب صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب
ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

حضرت مولوی عبدالرحمن صاحب فاضل امیر
جماعت احمدیہ قادیان

چند ایمان افروز واقعات

[درویشانِ قادیان کے لیل و نہار ایک نشان ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے ان سراپا قربانی بندوں کی غیر معمولی نصرت فرماتا رہا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ اگر الٰہی تائید و نصرت شاملِ حال نہ ہوتی تو احمدیت کے یہ پروانے اس کارنامہ کو سرانجام نہ دے سکتے۔ ذیل کے مضمون میں چند ایمان افروز واقعات کو جمع کیا گیا ہے ——— (ایڈیٹر)]

(۱) ۱۹۴۷ء کے پُرآشوب زمانہ میں مشرقی پنجاب کے اکثر اضلاع اسلامی آبادی سے خالی ہو گئے اور مسلمانوں کی مشہور گدیاں نابود ہو گئیں تو اس وقت قادیان کی مقدس بستی اور اس میں رہنے والے درویش ہی اسلام و احمدیت کی نمائندگی اور کلمۃ اللہ کے اعلاء کے لئے اپنی جان جوکھوں میں ڈال کر یہاں پر قائم رہے۔ قادیان کے قریب موضع مسانیاں میں سید پیروں کی مشہور گدی تھی۔ اسی طرح بٹالہ میں سید بدر محی الدین صاحب کا مشہور مرکز تھا۔ ضلع گورداسپور میں پٹھانکوٹ کے قریب جناب مودودی صاحب امیر جماعت اسلامی کا مشہور سینٹر تھا۔ جالندھر میں پیر امام ناصر کی یادگار تھی۔ نیز ترڈ چھتر کے مشہور پیروں کا مقدس مرکز بھی ضلع گورداسپور میں تھا۔ لیکن جب عناد و دشمنی کا طوفان اُٹھا تو ان گدیوں کے متولی حالات کا مقابلہ نہ کر سکے اور نہ اپنے آپکو ایمان کی قربان گاہ پر نچھاور کر سکے اور یہ سب گدیاں بغیر کسی نگرانی اور دیکھ بھال کے متروک ہو گئیں۔ لیکن خدا تعالیٰ نے **قادیان دارالامان** کے مقیموں کو صحیح رنگ میں دینی قربانی پیش کرنے کا موقع دیا اور حوادث کی آندھیاں انکے پاؤں کو اُکھاڑ نہ سکیں اور وہ بے بس و بے کس درویش جو اُس وقت سوا تین سو (۳۲۵) کی تعداد میں تھے اب بفضلہ تعالیٰ آٹھ سو (۸۰۰) کے قریب پہنچ چکے ہیں۔

۱۹۴۹ء میں قادیان کے درویشوں کو موقع ملا کہ وہ قادیان میں محصوریت کی زندگی سے نکل کر بٹالہ، گورداسپور، جالندھر، امرتسر وغیرہ شہروں میں جانے لگے۔ اُن دنوں مسلمانوں کا وجود اس قدر اجنبیا اور نادر تھا کہ لوگ ان کو دیکھ کر جوق در جوق اُن کے ارد گرد جمع ہو جاتے اور ان شہروں میں اکثر اوقات ایسا نظارہ سامنے آتا کہ آگے آگے چند درویش صفت احمدی جا رہے ہیں اور ان کے پیچھے اور ارد گرد ہندوؤں اور سکھوں کا جمِ غفیر جلوس کی شکل میں چل رہا ہے۔ اُن ایام میں کئی دفعہ ایسا بھی موقعہ آیا کہ ارد گرد اکٹھے ہونے والے لوگوں میں سے بعض سب و شتم سے کام لیتے، بعض متحیرانہ نگاہوں سے دیکھتے، بعض مسلمانوں کے نادر الوجود ہونے کی وجہ سے ان سے محبت اور ملائمت سے پیش آتے۔

اس ضمن میں یہ واقعہ قابلِ ذکر ہے کہ ایک دفعہ ہمارے دو درویش یعنی مکرم مولوی برکات احمد صاحب راجیکی اور مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے رات نو بجے کے قریب جالندھر کے ایک چھوٹے بازار سے گزر رہے تھے بعض بچوں نے جو وہاں پر کھیل رہے تھے انہیں اسلامی لباس اور شکل میں دیکھ کر بعض ناپسندیدہ نعرے لگائے۔ گو انہیں ان نعروں کے سننے سے تکلیف ہوئی لیکن وہ بغیر جواب دینے کے آگے کی طرف بڑھتے گئے۔ ابھی درویش پندرہ قدم کا فاصلہ طے کیا تھا کہ ایک بڑے بازار کا چوک سامنے آگیا اور ان کا ایک معمر سکھ سردار بھولا سنگھ صاحب سے سامنا ہوا۔ اس بزرگ سکھ نے انہیں دیکھتے ہی بلند آواز سے کہا کہ کیا آپ قادیان کے احمدی بھائی ہیں ؟۔ اثبات میں جواب سُن کر انہوں نے بلند آواز سے تین دفعہ کہا کہ "قادیان کے احمدیوں پر خدا کی رحمت ہو" "قادیان کے احمدیوں پر خدا کی رحمت ہو" قادیان کے احمدیوں پر خدا کی رحمت ہو" یہ آواز سُن کر اور ہمارے درویش بھائیوں کو دیکھ کر اس چوک میں بڑا اجتماع ہوگیا جس کو دیکھ کر سردار صاحب موصوف اور بھی جوش میں آگئے اور حاضرین سے مخاطب ہوکر اونچی آواز سے کہنے لگے کہ مَیں احمدی جماعت کی یونہی فرضی تعریف نہیں کرتا بلکہ اپنے ذاتی تجربہ کی بنا پر کہتا ہوں۔ مَیں قلعہ گوجر سنگھ لاہور کا رہنے والا ہوں۔ میرے پڑوس میں کئی احمدی احباب رہتے تھے۔ (جن میں سے محترم میاں محمد شریف صاحب E۔A۔C کا نام مجھے ابھی تک یاد ہے) اس کے علاوہ بھی بہت سے احمدی معززین کے ساتھ میرے ذاتی تعلقات رہے ہیں۔ مَیں اپنے تجربہ کی بنا پر کہتا ہوں کہ جو اخلاق اور روحانیت احمدیہ جماعت میں پائی جاتی ہے اس کا نمونہ نہ سکھوں میں ہے، نہ ہندوؤں میں ہے، نہ عیسائیوں میں ہے، اور نہ کسی اور قوم میں ہے۔ وہ اسی طرح احمدیہ جماعت کی تعریف تقریباً آٹھ دس منٹ کرتے رہے اور جب ہمارے دوست اُن سے رخصت ہونے لگے تو انہوں نے اُن کے ہاتھوں کو بوسہ دیتے ہوئے کہا کہ "آپ لوگ بہشت میں رہتے ہیں"۔

(۲) وہاں سے روانہ ہوکر جب یہ دونوں درویش بھائی ریلوے سٹیشن جالندھر پر آئے (کیونکہ ان کا دہلی جانے کا پروگرام تھا) اور گاڑی میں انٹر کلاس کے ڈبہ میں داخل ہوئے تو سامنے کی سیٹ پر ایک ہندو دوست نے انہیں مخاطب ہوکر کہا کہ "آؤ قادیان کے احمدی بھائیو میرے پاس بیٹھو"۔ جب وہ اُنکے پاس بیٹھ گئے تو وہ صاحب سب ہمسفروں کو مخاطب کرکے کہنے لگے کہ مَیں نے احمدی لوگوں کو خاص طور پر اسلئے اپنے پاس بٹھایا ہے کہ اس جماعت کا مجھ پر بڑا احسان ہے۔ مَیں اس وقت لکھ پتی ہوں اور کامیابی کے ساتھ اپنا رنگ سازی کا کاروبار چلا رہا ہوں۔ میرے مکانات اور دکانیں اور رنگ سازی کے کارخانے کرموں ڈیوڑھی امرتسر میں ہیں۔ میری دو دکانوں میں ایک نیک اور پاکباز احمدی مستری غلام نبی

صاحب میرے کرایہ دار تھے۔ بعض مسلمان اُن کی
مخالفت کرتے تھے اور اصرار کرتے تھے کہ اِس
مرزائی کو دکان سے نکال دیں۔ میں اُن کو جواب یہ کہتا
تھا کہ مستری صاحب ایک نیک اور بے رنگ آدمی ہیں
اور یہ باقاعدہ کرایہ ادا کرتے ہیں میں کس قصور پر ان
کو دکان سے نکال دوں۔ مَیں ایسا ظلم نہیں کرسکتا۔
ایک دفعہ مسلمان معترضین کا ایک وفد میرے پاس
آیا اور کہنے لگا کہ مستری صاحب کے مسگری کے کام
کی وجہ سے اُن کی باجماعت نماز میں جو قریب کی
مسجد میں ہوتی ہے خلل آتا ہے۔ مَیں نے جب تحقیق کی
تو معلوم ہوا کہ وہ مسجد کافی دُور فاصلہ پر ہے اور
مستری صاحب کے تانبا کے برتن بنانے سے جو آواز
پیدا ہوتی ہے وہ مسجد تک نہیں پہنچتی۔ تاہم مَیں نے
مستری صاحب کو بتایا کہ اِس طرح ایک وفد نے اُن
کے متعلق یہ اعتراض کیا ہے۔ مستری صاحب ایک
نہایت نیک اور سلیم الطبع انسان تھے وہ کہنے لگے کہ
جہاں تک ان معترضین کے اعتراض کا سوال ہے
بالکل غلط ہے۔ ان کی نماز میں میرے برتن سازی کے
کام کی وجہ سے کوئی خلل نہیں آتا تاہم مَیں اُن کی دلجوئی
کی خاطر یہ کرسکتا ہوں کہ جب اذان شروع ہو تو مَیں
اپنا کام بند کر دیا کروں گا اور نماز ختم ہونے کے بعد
کام شروع کیا کروں گا۔ مَیں مستری صاحب کی اِس
مسالمت اور تعاون کی روح سے بہت متاثر ہوا اور
مَیں نے کہا خواہ کچھ بھی ہو مَیں آپ کو اپنی دکان سے
نہیں نکالوں گا۔ جب ۱۹۴۷ء میں امرتسر میں آتش زنی
کی وارداتیں کثرت سے شروع ہوئیں تو ایک دن اُن
دکانوں سے جن میں مستری صاحب کرایہ دار تھے ملحقہ
تین منزلہ مکان آتش زدگی کے نتیجہ میں دھڑام سے
نیچے گرا اور اُس کے جلتے ہوئے شہتیر اور کڑیاں
دکانوں کے دروازوں کے ساتھ ٹکرانے لگیں۔ آگ
اِس قدر وسعت اختیار کر چکی تھی کہ کوئی شخص وہاں
کے نزدیک نہ آسکتا تھا ہم لوگ دُور سے آتش زنی کا
یہ نظارہ دیکھ رہے تھے اور مَیں اِس بات سے خوفزدہ
اور پریشان تھا کہ ان شہتیروں اور کڑیوں سے
اب دکانوں کے دروازوں میں آگ لگ جائے گی اور
دکانوں کے جلنے کے بعد ان کے ساتھ ملحقہ کمرہ میں
جو رنگ سازی کا بھڑکیلا سامان (Explosive Material) رکھا ہوا ہے وہ آگ میں جل کر
خاک سیاہ ہوجائے گا۔ لیکن یہ اللہ تعالیٰ کی عجیب قدرت
تھی کہ مستری صاحب کی نیکی اور عبادت گزاری کی برکت
سے آگ کو بریک لگ گئی اور وہ ان دکانوں کو جلا
نہ سکی اور آج مَیں اس ایک احمدی کی بدولت لاکھوں
کا کاروبار چلا رہا ہوں۔ اِن حالات میں مَیں احمدیت
کو کبھی فراموش نہیں کرسکتا۔

(۳) ۱۹۵۰ء کے قریب کا واقعہ ہے کہ ابھی مشرقی پنجاب
کی فضا پورے طور پر معمول پر نہیں آئی تھی اور درویش
حضرات قادیان سے باہر دوسرے شہروں میں اکٹھے
ہو کر سفر کیا کرتے تھے کہ ایک دفعہ جب بعض دوست
جن میں شیخ عبدالحمید صاحب عاجز، ملک صلاح الدین
صاحب ایم۔ اے، مولوی برکات احمد صاحب راجیکی،

اور فضل الٰہی خان صاحب وغیرہ شامل تھے کسی کام کے لئے امرتسر گئے۔ اور وہاں پر ریلوے سٹیشن کے سیکنڈ کلاس ویٹنگ روم میں بیٹھے ہوئے تھے اُس وقت اِن کے علاوہ پانچ سات ہندو سکھ معززین بھی ویٹنگ روم میں بیٹھے تھے کہ نماز کا وقت ہوگیا اور ہمارے درویش بھائیوں نے نیچے کپڑا بچھاکر باجماعت نماز ادا کی جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو ایک فوجی افسر جو انہیں نماز پڑھتے ہوئے دیکھ رہا تھا آگے بڑھا اور کہنے لگا کہ آپ لوگ کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم قادیان کے احمدی مسلمان ہیں یہاں پر کسی ضرورت کے لئے آئے تھے اور اب گاڑی پر واپس جائیں گے۔ وہ کہنے لگا کہ جب آپ لوگ ویٹنگ روم میں داخل ہوئے تھے تو آپ کے لباس اور شکل وصورت سے میں نے یہی سمجھا کہ آپ مسلمان ہیں لیکن مجھے آپ سے کہنے کی جرأت نہ ہوئی میں خود بھی مسلمان ہوں میرا اصل وطن مدراس ہے اور ریاست کشمیر میں فوجی ڈیوٹی پر متعین ہوں لیکن میرا یہ حال ہے کہ جب میں مشرقی پنجاب سے گزرتا ہوں تو یہاں کے غیر معمولی حالات اور مسلمانوں سے اس علاقہ کے یکسر خالی ہونے سے میں کبھی اپنا نام بھی کسی کو نہیں بتاتا لیکن آپ لوگ یہاں سب کے سامنے نماز باجماعت ادا کرتے ہیں اور اس کی ادائیگی میں کچھ خوف محسوس نہیں کرتے ہمارے احباب نے کہا کہ ہم یہاں امرتسر میں ہی نہیں بلکہ بٹالہ، گورداسپور، پٹھانکوٹ، جالندھر وغیرہ کے پلیٹ فارم پر اور ویٹنگ روم میں یا ٹرین میں باجماعت نماز ادا کرتے ہیں اور ہمیں خوف محسوس نہیں ہوتا حقیقی بات یہ ہے کہ جہاں تک جرأت اور بہادری کا سوال ہے آپ بوجہ فوجی افسر ہونے کے ہم سے زیادہ جری ہیں لیکن جہاں تک زندہ ایمان کا تعلق ہے وہ نعمت آپ کو حاصل نہیں ہوئی۔ لہذا آپ اپنے نام کو چھپاتے ہیں۔ پھر درویش بھائیوں نے ان کو جماعت کا لٹریچر دیا اور قادیان کے متعلق زبانی حالات بھی سنائے جسے سن کر وہ بہت محظوظ ہوئے۔

(۴) ابتدائی زمانہ درویشی کی بات ہے کہ ہمارے چند درویش بھائی جن میں مولوی برکات احمد صاحب راجیکی، شیخ عبدالحمید صاحب عاجز، ملک صلاح الدین صاحب ایم۔اے، ٹھیکیدار بشیر احمد صاحب اور فضل الٰہی خان صاحب وغیرہ شامل تھے قادیان سے گاڑی میں سوار ہوکر بٹالہ روانہ ہوئے ان کے ساتھ مقامی انچارج پولیس بطور اسکورٹ (Escort) کے تھا۔ انٹر کلاس کے ڈبہ میں اور بھی بہت سے لوگ بیٹھے ہوئے تھے اور جماعت کے متعلق تبلیغی باتیں ہو رہی تھیں۔ جب وہ بٹالہ سٹیشن پر آئے تو ان کا ایک ہم سفر معزز سکھ آگے بڑھ کر کہنے لگا کہ آپ لوگوں نے یہ تبلیغی باتیں یہیں کی ہیں اگر لدھیانہ کی طرف آؤ تو ایک سیکنڈ میں تمہیں بہشت میں داخل کردوں (اس کا مطلب یہ تھا کہ گولی مار کر ہلاک کردوں) ہمارے دوستوں نے خندہ پیشانی سے جواب دیا کہ

سردار صاحب ہم پہلے ہی بہشت میں رہتے ہیں اور آپ کو ہمیں بہشت میں داخل کرنے کی تکلیف کی ضرورت نہیں۔ یہ سُن کر اُس نے اپنا فقرہ دُہرایا کہ مَیں ذمہ دار آدمی ہوں اور ذمہ داری سے بات کرتا ہوں کہ اگر تم لوگ لدھیانہ کی طرف آؤ تو مَیں ایک سیکنڈ میں تم کو بہشت میں داخل کر دوں۔ ہمارے احباب نے بھی اپنا جواب دُہرایا۔ یہ بات اُس وقت تو رفع دفع ہو گئی۔ اس کے تھوڑے عرصہ بعد ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے سلسلہ حقہ کے نام لیواؤں کے لئے اُس سکھ سردار کی اِس تعلّی اور تکبّر کا انتقام لینے کا فیصلہ فرمایا اور وہ اِس طرح کہ لدھیانہ کے گورنمنٹ کالج کی طرف سے والی بال کے ٹورنامنٹ کا انتظام کیا گیا۔ منتظمین کو کسی نے بتایا کہ قادیان کے احمدی مسلمانوں کی والی بال کی ایک ٹیم ہے وہ اگر لدھیانہ میں آئے تو لوگوں کا اشتیاق اور دلچسپی اور بھی بڑھ جائے گی۔ چنانچہ انہوں نے احمدیہ جماعت کے نام اپنا دعوت نامہ جاری کر دیا۔ درویشوں کی والی بال کی ٹیم معمولی قسم کی تھی۔ چند نوجوان صرف ورزش کی خاطر تھوڑا بہت کھیل لیا کرتے تھے۔ جب یہ دعوت نامہ موصول ہوا تو محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ اپنے والی بال کے کھلاڑیوں کو لے کر لدھیانہ پہنچ گئے۔ باوجود پریکٹس کی کمی کے درویش بھائیوں کی ٹیم بفضلہ تعالیٰ دو میچ جیت گئی اور اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت شہرت دعزت دی۔ میچ کے بعد ہمارے احباب دار البیعت دیکھنے کے لئے گئے اور وہاں جا کر دعا کی اور نماز ادا کی۔ لدھیانہ کے لوگ ان احمدی مسلمانوں کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور یہ عجیب بات ہے کہ وہ شخص جس نے ہمارے دوستوں کو بشارت میں چیلنج دیا تھا جو گورنمنٹ کالج لدھیانہ کا پروفیسر تھا وہ وہاں کہیں نظر نہ آیا۔

فسبحان الذی اخزی الاعادی۔

(۵) ۱۹۵۱ء کی بات ہے کہ ہمارے چند درویش امرتسر گئے۔ جب وہ ہال بازار سے گزر رہے تھے تو ایک چھوٹے قد کا شخص ان سے ملاقی ہوا (وہ ایک سکول میں ڈرائنگ ماسٹر تھا) اور اُس نے وفورِ محبت سے سب سے معانقہ کیا اور انہیں اپنے گھر لے گیا۔ وہاں جا کر اُس نے کہا کہ مَیں احمدیہ جماعت کے اخلاقِ حسنہ سے بہت متاثر ہوں۔ تقسیم ملک سے کچھ سال پہلے مَیں شام کی گاڑی سے قادیان پہنچا۔ مجھے ڈاکٹر عبدالرحمن صاحب موگا کے گھر جانا تھا۔ مجھے ان کے گھر کا پتہ معلوم نہ تھا۔ رات اندھیری اور آسمان ابر آلود تھا۔ جب مَیں پلیٹ فارم سے باہر آیا تو میرے سامنے دس گیارہ سال کا ایک احمدی بچہ کھڑا تھا۔ مَیں نے اس سے کہا کہ مَیں نے ڈاکٹر عبدالرحمن صاحب موگا کو ملنا ہے کیا تم بتا سکتے ہو کہ اُن کا مکان کس محلہ میں ہے؟ اُس نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب کا مکان محلہ دارالشکر میں ہے لیکن اِس اندھیری رات میں آپ کا اس محلہ میں پہنچنا اور مکان کو تلاش کرنا بہت مشکل ہے۔ مَیں خود آپ کے

ساتھ جا کر ان کے مکان تک پہنچا آتا ہوں چنانچہ اُس نے میرا بیگ اٹھا لیا اور مجھے ڈاکٹر صاحب کے مکان تک لے آیا۔ میں نے اس کی بے لوث خدمت کے پیشِ نظر کچھ نقدی دینی چاہی لیکن اس بچہ نے سختی سے انکار کیا اور کہا کہ آپ ہمارے مہمان ہیں، آپ کی خدمت اور راہنمائی میرا فرض تھا جو میں نے ادا کیا ہے، اجرت کا سوال نہیں۔

انہوں نے بتایا کہ مجھے یہ واقعہ ساری عمر نہیں بھول سکتا اور جو اثر احمدیہ جماعت کے اخلاق کا مجھ پہ ہوا ہے وہ ناقابلِ فراموش ہے چنانچہ ماسٹر صاحب نے سٹھائی اور لیمونیڈ سے ہمارے احباب کی تواضع کی اور بس سٹینڈ تک اُن کے ساتھ آئے۔ اس کے کچھ عرصہ بعد جب ہمارے کچھ دوست امرتسر گئے تو ان کے خلوص کی وجہ سے ان کی رہائش گاہ پر بھی گئے۔ اُس وقت اُن کی جسمانی حالت اچھی نہ تھی لیکن پھر بھی وہ دوپہر کی گرمی میں ہمارے دوستوں کی تواضع کے انتظام کے واسطے بازار تک گئے۔ جب درویش بھائی واپس جانے لگے تو وہ اس بچے کا واقعہ دُہراتے ہوئے ان کے ہمراہ بس سٹینڈ تک گئے۔ دوستوں نے ان کی طبیعت کی خرابی کی وجہ سے ان کو بار بار کہا کہ وہ ساتھ نہ جائیں لیکن انہوں نے کہا کہ جب احمدیہ جماعت کا ایک بچہ مجھے منزلِ مقصود تک پہنچانے کے لئے آیا تھا تو میرا بھی فرض ہے کہ میں آپ کو بس کے اڈے تک الوداع کہوں۔ بعد از اں جب بھی دوستوں کی اُن سے ملاقات ہوئی وہ تکلیف اٹھا کر بھی سٹیشن یا بس سٹینڈ تک ہمارے دوستوں کو الوداع کرتے تھے۔

(۴) ملک کے مشہور صحافی سردار دیوان سنگھ صاحب مفتون ایڈیٹر اخبار ریاست دہلی کو احمدیہ جماعت کے ساتھ جو عقیدت اور حسنِ ظن پیدا ہوا اس کی ابتدا بھی ایک چھوٹے سے واقعہ سے ہوئی۔ انہوں نے عندالملاقات بیان کیا کہ مجھے گھر کے کام کے لئے ایک نوکر کی ضرورت تھی میں نے احمدیہ جماعت کی امانت و دیانت کی شہرت کے پیشِ نظر ایک احمدی لڑکا جس کی عمر گیارہ سال کے قریب تھی اپنے ہاں ملازم رکھا۔ وہ کچھ عرصہ تک میرے گھر کا سودا سلف اور گھر کا دیگر بھی کام مستعدی سے کرتا رہا۔ ایک دفعہ میں نے اس کو چالیس روپے کے قریب دیئے اور بعض اشیاء خرید لانے کے لئے کہا۔ وہ اشیاء خریدنے کے لئے بازار تو چلا گیا لیکن واپس نہ لوٹا۔ مجھے اِس بات سے بہت تکلیف ہوئی کہ یہ لڑکا احمدی ہونے کے باوجود دھوکہ دے کر چلا گیا ہے میرے دل میں کئی قسم کے توہمات جماعت احمدیہ کے متعلق پیدا ہوتے رہے۔ اس واقعہ کو کئی ماہ گزر گئے تو مجھے اُس لڑکے کا خط ملا جس میں اُس نے لکھا تھا کہ جب میں سودا لینے کے لئے گھر سے نکلا تو مجھے اپنی والدہ کی تشویشناک علالت کا تار ملا۔ میں اُس پریشانی اور غم کی وجہ سے نہ آپ کو اطلاع دے سکا اور نہ ہی آپ کی رقم واپس

کر سکا اور والدہ کی عیادت کے لئے چلا آیا۔ اُس
وقت سے اب تک اپنی والدہ کی خدمت و تیمارداری
کرتا رہا۔ اب چند روز پہلے میری والدہ کا انتقال
ہو گیا ہے۔ مجھے بہت شرمندگی ہے کہ میرے اچانک
بغیر اطلاع چلے آنے سے آپ کو تکلیف ہوئی ہوگی
اب میرے حالات آپ کی ملازمت کرنے کے قابل
نہیں لہٰذا میں آپ کی رقم جو لایا تھا وہ بذریعہ منی آرڈر
واپس ارسال کر رہا ہوں۔

سردار صاحب نے بتایا کہ یہ خط پڑھ کر مجھے
اُس بچے کی امانت اور دیانت کے متعلق بڑی خوشی
ہوئی اور احمدیہ جماعت کے متعلق میرا جو خوش کن
تصور تھا وہ اور بھی پختہ ہو گیا۔ بعد میں کئی احمدی
احباب سے مراسم پیدا ہوئے اور احمدیہ جماعت
کے متعلق میرا خیال زیادہ سے زیادہ اچھا ہوتا گیا۔
کیونکہ یہ جماعت اپنی امانت، دیانت اور رواداری
میں ایک خاص مقام رکھتی ہے۔

(۷) قادیان میں تقسیم ملک کے بعد پولیس کے کئی قسم کے
کارکن اور افسر متعین ہوئے جو اپنے فرائض ادا
کرتے رہے۔ چونکہ عام طور پر پولیس کے افسران
کو تاریک پہلو اور نکتہ چینی کا رویہ اختیار کرنا
پڑتا ہے اسلئے درویشی کے ابتدائی زمانہ میں جب
حالات ابھی معمول پر نہ آئے تھے اور مغربی پاکستان
سے آنے والے پناہ گزین بوجہ زخم خوردہ ہونے کے
قادیان کے درویشوں کے متعلق بدظن اور شکوہ کناں
تھے اور دیہاتی باشندوں میں سے بھی بعض مخالفین
ازراہ کینہ و تعصب غلط رپورٹیں جماعت کے خلاف
پہنچاتے رہتے تھے۔ اُن دنوں ایک سب انسپکٹر
پولیس جو سی۔ آئی۔ ڈی کے محکمہ سے تعلق رکھتے تھے
معاندین کے خیالات سے متاثر ہو کر درویشانِ کرام
کے متعلق ناواجب کارروائیاں کرتے رہتے تھے۔

ایک دن وہ جناب ناظر صاحب امورِ عامہ
قادیان کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ بعض افسران
احمدیہ جماعت کے تاریخی حالات اور کوائف دریافت
کرتے ہیں لہٰذا مجھے کچھ لٹریچر دیا جائے تا کہ میں
اس کے مطالعہ سے از خود جماعت کے حالات
بتا سکوں۔ ناظر صاحب امورِ عامہ نے اس کو
اسلامی اصول کی فلاسفی، رسالہ پیغام صلح اور
کچھ دیگر لٹریچر مطالعہ کے لئے دیدیا۔ تین چار
روز کے بعد وہ دوبارہ آئے اور یہ اطلاع دی
کہ پہلا لٹریچر وہ پڑھ چکے ہیں کچھ اور لٹریچر دیا
جائے تا کہ سلسلہ کے متعلق واقفیت وسیع ہو سکے۔
ناظر صاحب موصوف نے براہین احمدیہ کی پہلی چار
جلدیں جو اتفاق سے اُن کے پاس تھیں انکو دیدیں۔
اس کے چار پانچ روز بعد جولائی کے مہینہ میں سخت
دھوپ اور تمازتِ آفتاب کے وقت وہ جناب
ناظر صاحب امورِ عامہ کے رہائشی مکان پر آئے۔
جب ان سے اس شدتِ گرمی میں دوپہر کے وقت
آنے کی وجہ دریافت کی گئی تو انہوں نے بتایا کہ
میرے ساتھ عجیب واقعہ پیش آیا ہے جسکو بتانے
کے لئے آیا ہوں۔ انہوں نے بتایا کہ جو کتاب آپ نے

مجھے دی ہے اس میں جادو بھرا ہوا ہے۔ میں کئی روز سے اس کتاب کا مطالعہ کر رہا تھا اور آج بھی مکان کے اندر کے کمرہ میں اس کے مطالعہ میں مصروف تھا کہ مجھے کچھ تھکاوٹ سی محسوس ہوئی میں نے کتاب کو تکیہ کے ایک طرف رکھ دیا اور اس کے مضامین پر لیٹے ہوئے غور کرنے لگا کہ دفعتاً مجھے زور سے یہ الفاظ سُنائی دیئے کہ "خدا کی قسم حضرت محمدؐ صاحب سچے رسول ہیں" میں یہ پُرشوکت الفاظ سُن کر حیرت میں پڑ گیا۔ میرا مکان تین منزلہ ہے۔ جس کمرہ میں میں لیٹا ہوا تھا وہ مکان کے اندرونی حصہ میں ہے۔ باہر سے کوئی آواز وہاں سُنائی نہیں دے سکتی۔ احمدیوں کا محلہ میرے مکان سے دو فرلانگ سے بھی زیادہ دُور ہے اور اس گرمی اور دوپہر میں کسی احمدی دوست کا میرے گھر کے پاس سے گزرنا ممکن نہیں پھر یہ آواز کیسے اور کہاں سے آئی؟ میں یقین کرتا ہوں کہ یہ آواز آسمانی اور خدائی آواز ہے جو حق بات کو واضح کرنے کے لئے مجھے سُنائی گئی ہے۔

یہ عجیب بات ہے کہ اس واقعہ کے بعد انسپکٹر صاحب موصوف کا مخالفانہ رویہ بدل و انصاف اور ہمدردی میں تبدیل ہو گیا۔ اور نہ صرف یہ کہ وہ احمدیہ جماعت کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آنے لگے بلکہ جب اُن کا تبادلہ قادیان سے ضلع فیروزپور میں ہو گیا تو وہاں سے بھی اس واقعہ کی وجہ سے اُن کی احمدیہ جماعت کے ساتھ دلچسپی قائم رہی اور انہوں نے اپنے بعض خطوط میں جو انہوں نے قادیان کے غیر مسلموں کو تحریر کئے یہ بات تاکیداً لکھی کہ قادیان کے احمدی مسلمان بہت شریف الطبع ہیں۔ حسنِ اخلاق سے متصف ہیں۔ پس ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا ضروری ہے۔

(۸) ۱۹۵۶ء میں کانگریس اجلاس امرتسر کے موقعہ پر جماعت احمدیہ قادیان کی طرف سے ایک ٹریکٹ "آسمانی تحفہ" کے نام سے شائع کیا گیا۔ اس کے جواب میں ایک معاندِ سلسلہ کنج لال (جو ہمارے مخالفین میں اپنے آپ کو نیت قادیان کے نام سے موسوم کرتا رہتا ہے) نے ایک نہایت دل آزار اور احمدیہ جماعت کے مذہبی جذبات کو ٹھیس لگانے والا ٹریکٹ "زمین کی پکار" شائع کیا۔ چونکہ قانونی اعتبار سے یہ قابلِ گرفت تھا اسلئے گورنمنٹ کی طرف سے اس پر زیر دفعہ ۲۹۵ الف مقدمہ دائر کیا گیا۔ اس مقدمہ میں مولوی برکات احمد صاحب راجیکی ناظر امورِ عامہ اور ملک صلاح الدین صاحب ایم۔اے کی طویل شہادتیں استغاثہ کی طرف سے ہوئیں اور یہ مقدمہ تقریباً اڑھائی سال تک دائر رہا۔ اس میں کنج لال نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف بہت کچھ زبان درازی اور تلخ کلامی کی اور بزعمِ خود اس بات کے لئے بہت سے حوالے پیش کئے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام مزمن اور خطرناک بیماریوں میں مبتلا تھے۔ مقدمات کے

دوران میں ایک دن جب عدالت برخاست ہوئی تو گنج لال نے ازراہِ شرارت بہت سی بیہودہ باتیں عدالت کے عملہ کے سامنے جماعت احمدیہ اور اسکے مقدس بانی علیہ السلام کے خلاف کہنی شروع کیں۔ اور "سلسلہ احمدیہ" مصنفہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی کو کھول کر اس میں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فوٹو لوگوں کو دکھایا۔ جونہی اس فوٹو پر حاضرین کی نظر پڑی تو سب نے یک زبان ہوکر کہا کہ تم مرزا صاحب پر اعتراض کرتے ہو لیکن فوٹو سے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہت بڑے **حیا پرور اور نیک آدمی تھے۔** یہ ریمارکس سن کر گنج لال کو بہت شرمندگی ہوئی اور اس نے محسوس کیا کہ اس کا سارا بیہودہ پروپیگنڈا اس فوٹو کی وجہ سے زائل ہو گیا ہے۔

اسی مقدمہ کے دوران میں جب وہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جسمانی عوارض کے متعلق پروپیگنڈا کر رہا تھا تو اس نے "ذکرِ حبیب" مصنفہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی کو کھول کر سیشن جج صاحب کو حضور اقدسؑ کا ایک فوٹو دکھایا۔ اس پر جج صاحب نے بے ساختہ کہا کہ فوٹو سے تو مرزا صاحب **بہت نورانی** معلوم ہوتے ہیں اور جن بیماریوں کا ذکر تم کرتے ہو وہ تو اس فوٹو میں نظر نہیں آتیں۔

(۹) خدا کی تائید اور نصرت کو جملہ درویشانِ کرام نے زمانۂ درویشی میں بارانِ رحمت کی طرح بار بار نازل ہوتے دیکھا ہے۔ قادیان کے میونسپل الیکشن کے تعلق میں بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مندرجہ ذیل ایمان افروز نشانات ظاہر ہوئے جو مختصراً ذیل میں تحریر کئے جاتے ہیں:-

(الف) تقسیمِ ملک سے پہلے قادیان کی آبادی نوّے فیصدی کے قریب احمدی تھی اور سوائے ایک دو محلوں کے جن میں ہندو، سکھ اور غیر احمدی مسلمان آباد تھے دیگر سب محلّے احمدی آبادی سے معمور تھے جن میں میونسپل انتخاب کی چنداں ضرورت نہ ہوتی تھی۔ کیونکہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز بعد مشورہ احباب ہر وارڈ کے متعلق فیصلہ فرما دیتے تھے اور احمدی دوست میونسپل کمشنر مقرر ہو جاتے تھے۔ تقسیمِ ملک کے بعد چونکہ احمدی آبادی کا اکثر حصہ قادیان سے ہجرت کر گیا تھا اسلئے دوسرے شہروں کی طرح قادیان کے احمدی ممبرانِ کمیٹی کے نام سرکاری گزٹ کے ذریعہ سے منسوخ کر دیئے گئے۔ ان منسوخ شدہ اسماء میں غلط طور پر محترم مولوی عبدالرحمٰن صاحب (امیر جماعت احمدیہ قادیان) کا نام بھی درج تھا۔ اس غلطی کی درستی کے لئے سلسلہ کی طرف سے ضلع کے افسران اور حکومت پنجاب کو توجہ دلائی گئی کہ چونکہ مولوی عبدالرحمٰن صاحب نے قادیان سے ہجرت نہیں کی بلکہ مستقل طور پر قادیان میں مقیم ہیں اسلئے بطور مہاجر کے ان کا نام ممبری سے خارج نہ ہونا چاہیئے تھا۔ اس بارے میں جماعت کا ایک وفد مسٹر بھیم سین سچر وزیر اعلیٰ پنجاب سے گوردا سپور

میں ملاقی ہوا۔ اس وقت ضلع کے ڈپٹی کمشنر مسٹر سروپ کرشن C. S. I. بھی موجود تھے۔ وفد کی بات کو سُن کر جناب چیف منسٹر صاحب نے یہ جواب دیا کہ اگرچہ مولوی صاحب قادیان میں مقیم ہیں اور انہوں نے ہجرت نہیں کی تاہم چونکہ اُن کی فیملی مہاجر بن چکی ہے لہذا وہ بھی ممبر نہیں رہ سکتے۔ اس جواب کو سُن کر اراکینِ وفد کو بہت مایوسی اور تکلیف ہوئی۔ وہ اسی حالتِ افسردگی میں قادیان واپس لوٹے لیکن یہ اللہ تعالیٰ کا عجیب تصرف تھا کہ دو دن کے بعد مسٹر تری لوچن سنگھ صاحب کمشنر جالندھر ڈویژن کی ہمدردی اور کوشش سے مکرم مولوی عبدالرحمٰن صاحب کو بطور ممبر کمیٹی کے بحال کر دیا گیا۔

(ب) ابعدازاں جب سنہ ۵۲ء میں میونسپل انتخاب نئے سرے سے ہوا اور جماعت کی ریزرویشن کی درخواست بھی نامنظور ہو گئی تو سلسلہ کی طرف سے باقاعدہ انتخاب لڑنے کی کارروائی شروع کی گئی احمدیہ حلقہ والے وارڈ میں ساڑھے سات سو کے قریب ووٹ تھے جن میں سے احمدی ووٹر زیادہ سے زیادہ دو صد تھے۔ جو غیر مسلم بطور پناہ گزین کے اس وارڈ میں رہائش پذیر ہوئے تھے وہ غیر معمولی حالات اور زخم رسیدہ ہونے کی وجہ سے جماعت کے امیدوار کو چند ووٹ دینے کے لئے بھی تیار نہ تھے۔ دوسرے مخالف امیدوار یعنی حکیم کرتار سنگھ صاحب بھاٹیہ قوم سے تعلق رکھتے تھے اور اس وارڈ میں اکثریت اسی قوم کی تھی۔ حکیم کرتار سنگھ صاحب شہر میں بہت اثر و رسوخ پیدا کر چکے تھے۔ وہ کانگریس کے سرگرم ممبر تھے نیز ان کا کاروبار بھی بہت نفع رساں تھا۔ لہذا طبعی طور پر احبابِ جماعت کو اس بات کا خوف تھا کہ مذکورہ حالات میں کامیابی کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ چنانچہ اس بارے میں جماعت کی طرف سے ایک چٹھی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ الودود کی خدمت میں ربوہ لکھی گئی جس میں اختصار کے ساتھ پُرخطر حالات کا ذکر کر کے دعا کی درخواست کی گئی۔ اسکے جواب میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے مندرجہ ذیل ارشاد فرمایا:۔

"اللہ تعالیٰ فضل فرمائے اور فرمائیگا"

حضور کے یہ دعائیہ الفاظ پیشگوئی کا رنگ رکھتے تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا تصرف عجیب رنگ میں ظاہر ہوا۔ باوجود شدید مخالفت اور نامساعد حالات کے جماعت والے وارڈ میں ۵۶۲ پول شدہ ووٹوں میں سے ۲۷۲ ووٹ جماعت احمدیہ کے نمائندہ حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب کے حق میں پڑے۔ حکیم کرتار سنگھ صاحب کو ۲۴۵ ووٹ ملے اور بقیہ ووٹ دیگر دو امیدواروں کو حاصل ہوئے۔

اللہ تعالیٰ کی عجیب قدرت ہے کہ اس الیکشن میں دوسرے وارڈوں میں جو معزز اور صاحبِ اثر سکھ و ہندو افراد کھڑے ہوئے تھے وہ باوجود کامیابی کا یقین رکھنے کے شکست کھا گئے۔ لیکن

جماعت احمدیہ کا نمائندہ باوجود بے سروسامانی اور حالات کی ناسازگاری کے محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی دعاؤں کے نتیجہ میں کامیاب ہوگیا۔ فالحمد للہ۔

(ج) تقسیم ملک کے بعد دوسرے انتخاب میں درویشوں کے اہل وعیال کی واپسی اور نئی شادیوں کے باعث احمدی ووٹوں کی تعداد اپنے وارڈ میں تسلی بخش ہوگئی تھی اور احباب پُر امید تھے کہ اگر انہیں غیر مسلموں کے ووٹ حاصل نہ بھی ہوسکے تب بھی کامیابی یقینی ہے۔ چنانچہ اس پوزیشن کی اطلاع سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی خدمت میں کی گئی۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ "صرف اپنے ووٹ لینے کافی نہیں بلکہ دوسروں کے ووٹ حاصل کرنے کی بھی کوشش کی جائے۔ اس سے جماعت کا رعب قائم ہوتا ہے۔" چنانچہ حضور کے ارشاد کے ماتحت احباب نے اپنے وارڈ کے غیر مسلم ووٹروں کو بھی کنویسنگ کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت سے سکھ اور ہندو دوست بھی ہمارے نمائندہ کے حق میں ووٹ ڈالنے کے لئے تیار ہوگئے اور اللہ تعالیٰ نے سلسلہ حقہ کے حق میں اس طرح موافق ہوا چلائی کہ مقابل کا امیدوار اور اس کا ساتھی سخت مرعوب ہوگئے یہاں تک کہ مقابل امیدوار مدن لال خود بھی ووٹ دینے کے لئے پولنگ بوتھ پر حاضر ہوا اور ووٹ شماری کے وقت اس کا نمائندہ یہ کہتے ہوئے اٹھ کر چلا گیا کہ ہمیں معلوم ہے کہ مولوی عبدالرحمٰن صاحب کے حق میں ووٹوں کی بھاری اکثریت ہے۔ لہذا ووٹ شماری کے نتیجہ کی انتظار کی ضرورت نہیں۔ جب محترم مولوی صاحب کی کامیابی کا اعلان ہوا اور آپ اپنے وارڈ میں چکر لگاتے ہوئے گزرے تو سکھ اور ہندو عورتوں تک نے اپنے گھروں کے دروازوں پر کھڑے ہو کر آپ کو دعائیں (مبارکباد) دیتے ہوئے کہا کہ احمدی امیدوار بھی ہمارے بھائی ہیں ہمیں ان کی کامیابی کی بہت خوشی ہوئی ہے۔ ہم نے بھی ان کو ووٹ دیئے ہیں۔ حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ الودود نے جس رعب کے طاری ہونے کا ذکر فرمایا تھا وہ اللہ تعالیٰ نے اپنی نصرت سے جماعت کو عطا فرمایا۔ واللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓى اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ۔

(۱۰) ستمبر ۱۹۴۷ء کا واقعہ ہے اس وقت سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز لاہور تشریف لے جا چکے تھے اور قادیان ودر معافات کے امیر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے رضی اللہ عنہ تھے۔ مشرقی پنجاب میں حالات مخدوش ہوچکے تھے اور پنجاب کے دونوں حصوں میں قتل و غارت، لوٹ کھسوٹ اور فتنہ و فساد کا بازار گرم تھا۔ پاکدامن عورتوں کی عصمت لوٹی جا رہی تھی اور معصوم بچے اور ضعیف بوڑھے کھلے موت کے گھاٹ اتارے جا رہے تھے کہ ایک دن

گورداسپور کے فوجی انچارج بریگیڈیئر پرنچ پائی نے حالات کو سدھارنے کے لئے بٹالہ میں علاقہ کے معززین کو ایک میٹنگ میں شمولیت کے لئے مدعو کیا۔ اس میں احمدیہ جماعت کے نمائندگان کو بھی بلایا گیا۔ چنانچہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کے ارشاد کے ماتحت مندرجہ ذیل احباب میٹنگ میں شمولیت کے لئے بٹالہ کے لئے روانہ ہوئے۔

۱۔ حضرت مرزا عزیز احمد صاحب
۲۔ جناب مرزا عبد الحق صاحب ایڈووکیٹ
۳۔ مولوی برکات احمد صاحب راجیکی
۴۔ مولوی فضل الٰہی خان صاحب

ان کے علاوہ تین چار دوست اور بھی ساتھ گئے۔ جن کو گورداسپور میں بعض کام درپیش تھے اُس وقت کوئی اچھی کار یا جیپ مہیا نہ ہو سکی۔ اور چوہدری فتح محمد صاحب سیال کی مقامی تبلیغ کی کار میسر آئی۔ باوجود اس کے کہ اس کار کی حالت اچھی نہ تھی فوری ضرورت کے پیش نظر ہمارے احباب اس پر سوار ہو کر بٹالہ پہنچے۔ بٹالہ میں میٹنگ میں شمولیت کے بعد مرزا عبد الحق صاحب کے ہمراہ یہ احباب گورداسپور کے لئے روانہ ہوئے۔ وہاں پر سلسلہ کے بعض معزز افراد جن میں مکرم چوہدری شریف احمد صاحب باجوہ اور بعض دیگر دوست جیل میں تھے۔ انہوں نے قرآن کریم اور ٹوتھ پیسٹ وغیرہ اشیاء بھجوانے کی درخواست کی تھی اور مکرم مرزا صاحب کی یہ بھی خواہش تھی کہ گورداسپور میں وہ اپنے دوستوں سے ملاقات کر سکیں گے۔

ابھی یہ کار نوشہرہ مجا سنگھ سے آگے تین چار میل کے فاصلہ پر پہنچی تھی کہ کسی خرابی کی وجہ سے رُک گئی۔ کار کے ڈرائیور کرم دین صاحب نے اچھی طرح دیکھ کر یہ رائے دی کہ اس کار کا کوئی ضروری پرزہ خراب ہو گیا ہے اور اب اس کا باقاعدہ مرمت کے بغیر چلنا ممکن نہیں۔ اس وقت علاقہ کے حالات نہایت پُرخطر تھے اور سکھوں کے جتھے اِدھر اُدھر پھر کر مسلمانوں کو قتل کر رہے تھے اور لُوٹ مچا رہے تھے۔ ہمارے احباب کو طبعی طور پر یہ فکر دامنگیر ہوئی کہ اب ان کا منزلِ مقصود تک پہنچنا مشکل ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد گورداسپور کی طرف سے دو ملٹری ٹرک آتے ہوئے نظر آئے۔ انہوں نے ہاتھ کے اشارہ سے ان کو ٹھہرایا۔ اتفاق سے اس میں مسلمان فوج کے افراد تھے جو ہندوؤں کا قافلہ پٹھانکوٹ چھوڑ کر واپس آ رہے تھے۔ ہمارے دوستوں نے ان کو کار کی خرابی اور اپنے سامنے پُرخطر حالات کی وضاحت کرنے کے بعد اُن سے درخواست کی کہ وہ کار کو اپنے ٹرک کے پیچھے باندھ کر بٹالہ لے جائیں تاکہ وہاں پر کار درست کرائی جا سکے۔ ان فوجیوں نے کہا کہ ان کو کار ٹرک کے پیچھے باندھ کر بٹالہ لے جانے میں کوئی عذر نہیں لیکن اُن کے پاس کوئی رسہ نہیں ہے۔ ابھی اُن سے

یہ بات ہو ہی رہی تھی کہ سڑک کی ایک طرف سے ڈوسکھ وہاں پر پہنچے اور انہوں نے بے تحاشا رونا اور واویلا کرنا شروع کیا۔ جب اُن سے وجہ دریافت کی گئی تو انہوں نے کہا کہ ہمارا گاؤں سڑک سے ایک فرلانگ کے فاصلہ پر ہے اور وہاں پر ایک جتھا گاؤں کے مسلمانوں پر حملہ آور ہے۔ عورتوں، بچوں اور مردوں کو تہ تیغ کر رہا ہے اور ہم سے ان بے بس اور غریب مسلمانوں کی تباہی نہیں دیکھی جا سکتی لہٰذا ان مظلوموں کو بچانے کے لئے فوجی مدد بھجوائی جائے۔ ٹرکوں میں بیٹھے ہوئے فوجیوں نے جو معمولی رینک کے تھے اُن سکھوں سے پوچھا کہ جتھے کی کتنی تعداد ہے۔ انہوں نے بتایا کہ تین چار ہزار افراد کے قریب ہے اس پر وہ فوجی گاؤں میں جا کر مظلوم مسلمانوں کو بچانے پر آمادہ نہ ہو سکے اور یہ کہہ کر چلے گئے کہ ہم بٹالہ جا کر اپنے ہیڈکوارٹر میں اطلاع دیں گے اور وہاں سے حفاظتی انتظام ہو سکے گا۔ ان ٹرکوں کے جانے کے بعد ہمارے احباب تشویشناک حالات میں اپنی کار کے پاس کھڑے تھے کہ اچانک سیالکوٹ کی طرف سے دو ملٹری ٹرک آ گئے۔ ان دونوں ٹرکوں میں سکھ ملٹری تھی اور یہ فوجی تقریباً سب کے سب بڑے رینک کے تھے۔ ان کا کمانڈر ہندو یا عیسائی تھا۔ ان ٹرکوں میں سے ایک ٹرک اُن کی کار کے آگے رُکا اور ایک ٹرک کار کے پیچھے کی طرف۔ یہ فوجی فوراً اپنی سٹین گنیں سنبھالتے ہوئے باہر نکلے اور ہمارے احباب کو بہت

درشت لہجہ میں کہنے لگے کہ ہمیں اطلاع ملی تھی کہ آپ لوگ کار میں بیٹھ کر قتل و غارت کر رہے ہیں اسلئے اب تمہیں اس جُرم کی پاداش میں گولی ماری جائے گی۔ چنانچہ انہوں نے ہمارے احباب کو دھکیل کر سڑک کے ایک طرف شیشم کے درختوں کے نیچے لائن میں کھڑا کر دیا اور بار مارنے کیلئے اپنے کمانڈر کے حکم کی انتظار میں ان کے سینوں پر بندوقیں رکھ کر کھڑے ہو گئے۔ ہمارے احباب نے ان کے الزام کے جواب میں کہا کہ ہم بریگیڈیر کے حکم سے قادیان سے بٹالہ آئے تھے اور وہاں پر میٹنگ میں شمولیت کے بعد گورداسپور جا رہے ہیں۔ ہمارا کسی قسم کے قتل و غارت سے تعلق نہیں۔ دوسرے فوجیوں نے اپنے کمانڈر کو باصرار کہا کہ ہر جگہ قتل و غارت کا بازار گرم ہے اور ظلم و تشدد ہو رہا ہے ان مسلمانوں کو چھوڑنا درست نہیں۔ یہ آٹھ آدمی اگر شوٹ کر دیئے جائیں تو کونسی ذمہ داری آتی ہے جبکہ اِن کے پاس دو گنیں بھی ہیں۔ (ان گنوں کے لائسنس اور پرمٹ بھی احباب کے پاس موجود تھے) جو ان کی حالت کو مشتبہ کرتی ہیں۔ اس پر فوجی کمانڈر نے ہمارے احباب سے اس میٹنگ کی تفصیل پوچھی جو بریگیڈیر کی صدارت میں بٹالہ میں ہوئی تھی اور اس کو یقین ہو گیا کہ یہ احمدی بریگیڈیر صاحب کے بلانے پر بٹالہ پہنچے تھے لیکن دوسری طرف اپنے ساتھی فوجی افسران کے اصرار کی وجہ سے وہ ہمارے دوستوں کو چھوڑنا بھی نہیں

سکتے تھے۔ اسی جھمیلے اور تکرار میں کئی ہندو اور سکھ جو سڑک پر سے گزر رہے تھے وہاں کھڑے ہو گئے اور انہوں نے ملٹری والوں کو کہا کہ اس جگہ سے قریب ہی جتھے موجود ہیں۔ پس اگر کمانڈر صاحب شوٹ کرنے کا حکم نہیں دے سکتے تو ان احمدیوں کو اسی حالت میں چھوڑ دیا جائے۔ کار خراب ہونے کی وجہ سے وہ کہیں جا نہیں سکتے ہم ابھی جتھا لا کر ان کو ختم کر سکتے ہیں۔ اس تجویز سے ملٹری والوں کی تسلی ہو گئی اور کمانڈر صاحب کے حکم سے احباب کے سینوں پر سے بندوقوں کو ہٹا لیا گیا۔ اس مرحلہ پر ہمارے احباب نے ملٹری والوں سے کہا کہ ہماری کار خراب ہے اور خطرہ بہت زیادہ ہے لہذا مہربانی کر کے ہماری کار کو ملٹری ٹرک کے پیچھے باندھ کر بٹالہ پہنچا دیا جائے لیکن جس ارادے سے انہوں نے ہمارے آدمیوں کو چھوڑا تھا اسکے پیش نظر وہ ان کی درخواست کو کس طرح قبول کرتے؟ چنانچہ وہ اپنے ٹرک اسٹارٹ کر کے چلے گئے اور جو ہندو اور سکھ وہاں پر جمع ہو گئے تھے ان میں سے بعض ارد گرد کے دیہات کی طرف جتھا لانے کے لئے دوڑے۔

ہمارے احباب اللہ تعالیٰ کے لئے شکر کے جذبات سے مملو تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو گولیوں کا نشانہ بنائے جانے والے بیان لیوا خطرہ سے نجات دی لیکن دوسری طرف ان جتھوں کا بھی خطرہ تھا جو قریب کے دیہات میں تباہی مچا

یلغار کر رہے تھے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا عجیب کرشمہ ہے کہ مکرم کرم دین صاحب ڈرائیور جو کار کی درستی سے قطعاً مایوس ہو چکے تھے اپنے ساتھیوں کے توجہ دلانے پر کار کو آخری طور پر درست کرنے کی کوشش کرنے لگے۔ اسی جدوجہد میں انکا ہاتھ ایک پرزے پر پڑا اور خلاف توقع کار اسٹارٹ ہو گئی۔ چنانچہ اسی وقت ہمارے احباب کار میں بیٹھ گئے اور بجائے گورداسپور کی طرف جانے کے بٹالہ کی طرف واپس لوٹے۔ ابھی تھوڑا ہی سفر کا فاصلہ کار نے طے کیا تھا کہ سڑک کی مغربی جانب سے ایک جتھا کھیتوں میں آتے ہوئے دکھائی دیا۔ وہ جتھا ہمارے دوستوں پر حملہ آور ہونے کے لئے آ رہا تھا لیکن بفضلہ تعالیٰ کار سڑک پر جا رہی تھی اور جتھے کی زد سے باہر تھی۔ پس وہ دور سے نعرے لگانے اور شور ڈالنے کے سوا کچھ نہ کر سکے۔

تین میل چلنے کے بعد کار پھر خراب ہو گئی۔ لیکن اس وقت ہمارے احباب اس یقین سے معمور تھے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے دو دفعہ اپنے خاص فضل سے انہیں موت کے چنگل سے بچا لیا اسی طرح اب بھی وہ اپنی رحمت کا سایہ ان کے اوپر رکھے گا۔ چنانچہ پانچ منٹ کے اندر ڈرائیور کی کوشش سے کار پھر اسٹارٹ ہو گئی اور ہمارے احباب بٹالہ سے ہوتے ہوئے بخیریت قادیان واپس آ گئے۔ واپسی پر انہوں نے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں سب ماجرا سنایا۔

آپ نے یہ واقعہ سُننے کے بعد فرمایا کہ ایسے حادثات مومنوں کو پیش آتے ہی رہتے ہیں۔ آپ لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے حضور جانا تھا جو محسنِ حقیقی اور رؤف رحیم ہے لہٰذا ایسی شہادت کی موت بہت بڑا قابلِ قدر اور بابرکت ہوتی ہے۔ ہاں ایک بات ضروری تھی کہ آپ کو اُس وقت جبکہ برچھی والے آپ کو شُوٹ کرنے لگے تھے کلمہ شریف ضرور پڑھ لینا چاہیئے تھا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمتِ خاصہ سے ہمارے جناب کی جان بچا کر اپنی قدرت کا نشان ظاہر فرمایا اور ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی حفاظت کے لئے بالکل غیر معمولی سامان بھی فرماتا ہے۔ وللرحمٰن الطاف خفیۃ۔

میرے تین خواب

(از جناب پنڈت ملک راج صاحب وائس پریذیڈنٹ کانگرس کمیٹی قادیان)

---

(۱) تقریباً تین سال کا عرصہ ہوا میں نے اپنا مکان نیلام پر خرید کیا اور کُل رقم کا دس فیصدی بطور بیعانہ ادا کر دیا بقیہ رقم منظوری آنے پر ادا کرنی تھی۔ تقریباً ڈیڑھ ماہ بعد سرکار کی طرف سے منظوری مل گئی۔ اس منظوری کے آنے پر میں نے رقم کی ادائیگی کا انتظام کیا۔ لیکن اس تعلق میں کچھ رقم جو لدھیانہ سے آنی تھی نہ پہنچی اور مجھے اس وجہ سے بہت تشویش تھی۔ چنانچہ میں نے ارادہ کیا کہ صبح پہلی گاڑی سے خود لدھیانہ جا کر روپیہ لاؤں تاکہ بروقت ادائیگی ہو سکے۔ جب میں رات کو سویا تو تین بجے کے قریب میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بانی سلسلہ احمدیہ میرے مکان کے بڑے دروازے کے سامنے کھڑے ہیں اور اپنے دونوں بازو اُٹھائے ہوئے ہیں انہوں نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا "اتنے زیادہ فکرمند کیوں ہو تمہارا کام ہو گیا ہے!" اس کے بعد میں بیدار ہو گیا۔ گرمیوں کے دن تھے میں اٹھا اور صحن مکان میں اِدھر اُدھر گھومنے لگا۔ میری اہلیہ صاحبہ نے مجھ سے کہا کہ ابھی تین بجے ہیں اتنی جلدی کیوں بیدار ہو گئے ہو گاڑی تو چھ بجے صبح جائے گی۔ میں نے اُسے جواب دیا کہ میرا کام آج ہی ہو جائے گا۔ مجھے یقین ہے اب مجھے لدھیانہ جانے کی ضرورت نہیں۔ انہوں نے وجہ دریافت کی تو میں نے انہیں اپنا خواب سُنایا۔ انہوں نے

مجھ پر زور دیا کہ خواب کی وجہ سے سفر ملتوی کرنا مناسب نہیں۔ میں نے کہا مجھے یقین ہے کہ خواب کے مطابق میرا کام تکمیل پذیر ہو جائے گا۔ مجھے سفر پر جانے کی ضرورت نہیں۔

چنانچہ میں غسل اور ناشتہ کے بعد ۶¼ بجے کے قریب ڈاکخانہ پہنچا۔ اس وقت ڈاک کی سارٹنگ ہو رہی تھی۔ میں نے پوسٹماسٹر صاحب سے کہا کہ میری ایک نہایت ضروری رجسٹری آنی ہے، کیا آ گئی ہے؟ اسی وقت سارٹنگ کلرک نے میرے ہاتھ میں رجسٹری شدہ لفافہ پکڑا دیا۔ اس میں پانصد روپیہ کا ڈرافٹ بنک کے نام تھا جو لدھیانہ سے آیا تھا۔ میں وہ لفافہ لے کر گھر پہنچا اور بیوی کو دکھا کر کہا کہ دیکھ لیں میرا خواب کس طرح سچا نکلا ہے۔ یہ خواب بہت سے دوستوں اور احباب کو بتا چکا ہوں۔ یہ خدا ہی جانتا ہے کہ حضرت مرزا صاحبؑ کی بزرگانہ شفقت کیونکر میرے شاملِ حال ہوئی۔

(۲) جب ہم تقسیم ملک کے بعد پریشانی کی حالت میں قادیان آ کر مقیم ہوئے تو میں نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ "کیا آپ کا قادیان میں دل لگ گیا ہے؟" اس نظارہ سے مجھے بہت فرحت محسوس ہوئی اور میرا دل قادیان میں تسکین پا گیا۔

(۳) ۱۹۵۳ء کا ذکر ہے کہ میں مکرم مولوی برکات احمد صاحب راجیکی ناظر امور عامہ اور مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔اے کے ہمراہ دہلی گیا اور وہاں پر ہمارا قیام ہفتہ عشرہ تک رہا۔ ایک دن مجھے بغیر کسی ظاہری سبب کے دلی پریشانی کا احساس پیدا ہوا۔ میں نے محترم مولوی برکات احمد صاحب سے عرض کیا کہ میں پریشانی سی محسوس کرتا ہوں اور واپس قادیان جانا چاہتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا کہ کل ہم سب اکٹھے چلے جائیں گے ایک دن توقف کریں۔ رات کو میں اسی پریشانی کی حالت میں سویا۔ چار بجے صبح کے قریب مجھے خواب آیا۔ میں نے دیکھا کہ میں اپنے گھر سے شہر کی طرف آ رہا ہوں۔ ریتی چھلہ (قادیان) پہنچ کر دیکھا کہ موجودہ امام جماعت حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب تشریف لا رہے ہیں۔ آپ کے ہمراہ مکرم مولوی عبدالرحمٰن صاحب امیر جماعت اور فضل الٰہی خان صاحب ہیں۔ فضل الٰہی خان صاحب نے آگے بڑھ کر کہا کہ ہم آپ کے گھر جا رہے ہیں۔ میں نے کہا کہ اچھا! میں آگے جا کر دروازہ کھولتا ہوں۔ چنانچہ میں نے گھر پہنچ کر اپنی بیٹھک کا دروازہ کھول دیا اور ہر سہ حضرات اندر تشریف لے آئے۔ حضرت خلیفہ صاحب نے بیٹھتے ہی پانی مانگا۔ پھر فوراً دودھ کا مطالبہ کیا۔ چنانچہ میں نے دودھ کا گلاس حضرت صاحب کو پیش کر دیا۔ اس کے بعد میں بیدار ہو گیا۔

میں نے اپنا یہ خواب مکرم مولوی برکات احمد صاحب، مکرم ملک صاحب اور مولوی بشیر احمد صاحب مبلغ دہلی کو سنا دیا۔ اس کے بعد ہم قادیان آ گئے۔

(باقی آئندہ)

حصۂ منظومات

(ب)

زمینِ ہند پہ اسلام کا نشاں درویش

(محترم جناب عبدالحمید خان صاحب شوقؔ لاہور)

حیاتِ ملّتِ بیضا کا پاسباں درویش
زمینِ ہند پہ اسلام کا نشاں درویش

حریمِ عشق و محبت کا رازداں درویش
رضا و مرضیٔ مولا کی داستاں درویش

دُعا و سجدہ و تحمید میں سدا مصروف
فغانِ نیم شبی میں ہے ہر زماں درویش

مُحبِ قوم، مُحبِ خدا، مُحبِ رسولؐ
خدا کے دین کی خدمت میں شادماں درویش

محلِ صدق و صفا جانِ عزت و ناموس
شعائرُ اللہ کا حافظ ہے جاوداں درویش

خدا کی معرفتِ تام سے ہے بہرہ ور
حدیثِ مہدیٔ دوراں کا ترجماں درویش

لئے ہے قلب میں گنجینۂ یقین و عمل
گلوں سے زُہد کے صد شکِ بوستاں درویش

اسی سے آج ہے روشن جبیں زمانے کی
کتابِ وقت میں ہے زیبِ داستاں درویش

دیارِ یار میں دُھونی رما کے بیٹھ گیا،
ضعیف ہوتے ہوئے شوقؔ ہے جواں درویش

درویشانِ قادیان

(از محترم مولوی عبدالقادر صاحب دانش دہلوی درویش)

دُھونی رمائے بیٹھے ہیں درویشِ قادیاں　　اِن ظلمتوں میں دولتِ ایماں لئے ہوئے

اِن تلخیوں میں شورشِ طوفاں سے بے خطر　　اِن تنگیوں میں وسعتِ داماں لئے ہوئے

بیٹھے رہیں گے کوچۂ جاناں میں اے جنوں　　سودائے عشق۔ چاک گریباں لئے ہوئے

ہم ہیں اسیرِ پنجۂ آفاتِ عارضی　　اِک عمرِ لازوال کا ساماں لئے ہوئے

ہم جانتے ہیں موجِ تلاطم سے کھیلنا　　سینے میں ایک شوق کا طوفاں لئے ہوئے

اے ہمسفر بلندیٔ مقصد پہ رکھ نظر　　اِک دائمی حرارتِ ایماں لئے ہوئے

آساں ہیں ہم پہ راہِ محبت کی سختیاں　　تقریبِ دیدِ یار کا ساماں لئے ہوئے

یا رب وہ دن نصیب ہو آئیں بصد نیاز
بچھڑے ہوؤں کو یوسفِ دوراں لئے ہوئے

یادِ یار

(از جناب سید اختر احمد صاحب اورینوی ایم اے پروفیسر پٹنہ کالج)

بوئے جوئے قادیاں آید ہمی　　یادِ یارِ مہرباں آید ہمی

حضرتِ محمود سروِ باغِ دیں　　سرو سوئے بوستاں آید ہمی

ایں شبِ تاریک پُرضَو می شود　　ماہ سوئے آسماں آید ہمی

چہرۂ او جلوہ تابِ محفلے　　بازِ سلکِ کہکشاں آید ہمی

کیف در صحرا مستی در فضا　　محملِ آں جانِ جاں آید ہمی

وصلِ او شادابیٔ باغِ حیات　　با گُلِ تر گلستاں آید ہمی

دست بر سینہ نظر سوئے اُفق　　دل بہ قصدِ کارواں آید ہمی

شوقِ مضطر، دل زدستم می رود　　ناز فرما دلستاں آید ہمی

سرِّ دلبر در نگاہِ دلبرے　　عشق مارا رازداں آید ہمی

روز افزوں حسرتِ نظارگی　　جنتِ کون و مکاں آید ہمی

اخترِ نازاں شہیدِ روئے او

انبساطِ جاوداں آید ہمی

دُعاؤں میں یاد رکھنا

(نتیجۂ فکر جناب ثاقب صاحب زیروی مدیر "لاہور")

محبتوں میں ڈھلی ہوئی کیف زا نواؤں میں یاد رکھنا — کلامِ ایزد ہوا تھا نازل جہاں فضاؤں میں تم جہاں ہو
تجلی ہوئی سوز و سازِ الفت کی التجاؤں میں یاد رکھنا — وہ ماہِ نو کھیلتا تھا جن نقرئی ضیاؤں میں تم وہاں ہو
دلوں کی گہرائیوں سے نکلی ہوئی نداؤں میں یاد رکھنا — ز راہِ الطاف تیرہ بختوں کو ان ضیاؤں میں یاد رکھنا
دیارِ احمد میں رہنے والو ہمیں دعاؤں میں یاد رکھنا — دیارِ احمد میں رہنے والو ہمیں دعاؤں میں یاد رکھنا

[illegible] مناظر میں محو ہو کر بھلا نہ دینا — جہاں نشیب و فراز پر ہے شعورِ فطرت کی نقش کاری
سرورِ لذّاتِ بربطِ زندگی میں کھو کر بھلا نہ دینا — ریاضِ جنت کی نزہتوں میں بسی ہوئی ہیں ہوائیں ساری
بھلا نہ دینا تجلیوں سے ڈھلی فضاؤں میں یاد رکھنا — انہی تقدس بھری سکوں آفریں ہواؤں میں یاد رکھنا
دیارِ احمد میں رہنے والو ہمیں دعاؤں میں یاد رکھنا — دیارِ احمد میں رہنے والو ہمیں دعاؤں میں یاد رکھنا

[illegible] بساں ہو خدا تمہارا معین و ناصر — ہماری تقدیر میں فراق اور تمہیں وصالِ حبیب حاصل
تمہیں حقیقت میں کامراں ہو خدا تمہارا معین و ناصر — کہاں کوئی خوش نصیب ایسا جیسے ہوا ہے نصیب حاصل
انہیں جو مینار کی بلندی سے اُن صداؤں میں یاد رکھنا — یہ التجا بس شبوں کی درد آفریں فغاؤں میں یاد رکھنا
دیارِ احمد میں رہنے والو ہمیں دعاؤں میں یاد رکھنا — دیارِ احمد میں رہنے والو ہمیں دعاؤں میں یاد رکھنا

قادیاں کی یاد میں !

(از محترمہ مطلوبہ خاتون صاحبہ شاکرہ)

دِل میرا مغموم ہے اے قادیاں تیرے بغیر
نیم بسمل کی طرح ہوں نیم جاں تیرے بغیر

دِل میں تیری یاد نے برپا کیا ہے اِک حشر
ہر خوشی دل پہ ہے اِک رنجِ گراں تیرے بغیر

تیری فرقت میں مری جاں اسقدر غمناک ہے
ساری خوشیاں مٹ گئی ہیں میری جاں تیرے بغیر

قادیاں کی پاک بستی میں مگن تھا دِل مرا
اب تو دل گھبرا گیا ہے مہرباں تیرے بغیر

دیدہ و دل دید سے تیری منوّر تھے مگر
اب مجھے تاریک ہے سارا جہاں تیرے بغیر

چھُوٹنا تیرا ہے کیا سارا زمانہ چھُٹ گیا
پھر رہے ہیں بے وطن بے خانماں تیرے بغیر

شاکرہ شُکرِ خدا ہر حال میں واجب تو ہے
پر زبانِ شکر بھی ہے بے زباں تیرے بغیر

قادیان کے درویش

(از مکرم حافظ سخاوت علی صاحب شاہجہانپوری درویش قادیان)

گھر سے جب نکلے فدائے قادیاں ۔۔۔ پھر نہ کچھ دیکھا سوائے قادیاں
جمع ہیں درویش ذی ہمت یہاں ۔۔۔ مدّعا ہے، مدعائے قادیاں
اتنے مخلص اِس قدر غم خوارِ قوم ۔۔۔ مل نہیں سکتے سوائے قادیاں
غیر بھی کہتے ہیں ان کو دیکھ کر ۔۔۔ ایسے ہوتے ہیں فدائے قادیاں
اب کہاں جائیں گے اس کو چھوڑ کر ۔۔۔ سُن کے آئے ہیں ندائے قادیاں
اور کس لائق ہیں ہم جیسے غریب ۔۔۔ جان حاضر ہے برائے قادیاں
دشمنانِ حق کو اِک مدت کے بعد ۔۔۔ لے گئی آخر بلائے قادیاں
بستیٔ محمود ہے رونق فزوں ۔۔۔ لہلہاتا ہے لوائے قادیاں
پنج وقتہ مسجد و مینار سے ۔۔۔ نشر ہوتی ہے ندائے قادیاں
روضۂ اقدس پہ اک مجمع کے ساتھ ۔۔۔ دیکھئے آکر دعائے قادیاں

کب سُنیں گے ہم کہ با نیلِ مرام
آرہے ہیں پیشوائے قادیاں

خود خدائے دو جہاں ہے پاسبانِ قادیاں

(از مکرم جناب شیخ عبد الحمید صاحب عاجزؔ ناظر بیت المال قادیان۔)

سامنے نظروں کے اُجڑا گلستانِ قادیاں — اِک حدیثِ خونچکاں تھی داستانِ قادیاں

دل کے ویرانے میں لیکر ایک شوقِ ناصبور — عمر بھر ڈھونڈا کئے نام و نشانِ قادیاں

شامِ غربت، داغِ محرومی، مسلسل اضطراب — حسرتوں کے خوں سے رنگیں ہے جہانِ قادیاں

دن کے ہنگاموں میں پنہاں کیفِ محرومی کا رنگ — شب کی تنہائی میں تازہ داستانِ قادیاں

کس قدر پُر خار تھی منزل رہِ عُشاق کی — کس قدر غمناک دیکھا امتحانِ قادیاں

کچھ پریشانی کا باعث ہے دلِ درد آشنا — پھر سے یاد آنے لگے ہیں دلستانِ قادیاں

سوزِ باطل نے اگرچہ پھونک ڈالا آشیاں — غیر ممکن ہے مٹے نام و نشانِ قادیاں

ایک پیغامِ مسرت ایک منزل کا غبار — دھندلکوں میں دیکھتے ہیں عاشقانِ قادیاں

اِک تمناؤں کی دُنیا، اِک جہانِ آرزو — اپنے سینوں میں لئے ہیں زائرانِ قادیاں

قادیاں پر چشمِ بد سے دیکھنے والو سُنو! — خود خدائے دو جہاں ہے پاسبانِ قادیاں

قادیاں پر مٹنے والے جب تلک موجود ہیں — خائب و خاسر رہیں گے دشمنانِ قادیاں

صد مبارک جذبہ ہائے باوفا درویشِ حق

زندہ باد اے دَورِ بزمِ ساکنانِ قادیاں

دیارِ مسیح زماںؑ کے محافظ

(محترم جناب میر اللہ بخش صاحب تسنیم)

(۱)

وہ سر دھڑ کی بازی لگادی جنہوں نے
درِ حق پہ دُھونی رما دی جنہوں نے
وفا کی حقیقت بتادی جنہوں نے
جہاں سے نرالے پُراسرار بندے
ہیں درویش حق کے وفادار بندے

(۲)

وہ زُہد و عبادت کے پیکر سراپا
وہ عشق و محبت کے پیکر سراپا
وفا کے عقیدت کے پیکر سراپا
خدا کی رضا کے طلبگار بندے
ہیں درویش حق کے وفادار بندے

(۳)

مصیبت میں ثابت قدم رہنے والے
وہ حق کا سخن برملا کہنے والے
وہ غیروں کی ہر اک جفا سہنے والے
بنی نوعِ انساں کے غمخوار بندے
ہیں درویش حق کے وفادار بندے

(۴)

ہے تاثیر حق کی زبانوں میں جن کی
ہے رنگِ بلالی اذانوں میں جن کی
ہے اسلام کا درد جانوں میں جن کی
مئے الفتِ دیں سے سرشار بندے
ہیں درویش حق کے وفادار بندے

(۵)

وہ جانباز دارالاماں کے محافظ
دیارِ مسیحِ زماں کے محافظ
صداقت کے روشن نشاں کے محافظ
یہی ہیں وہ خوش بخت سرکار بندے
ہیں درویش حق کے وفادار بندے

(۶)

تہجد کے خوگر دُعا کرنے والے
صداقت پہ جانیں فدا کرنے والے
وہ ظلمت کو نور آشنا کرنے والے
خدا ترس بندے خدا یار بندے
ہیں درویش حق کے وفادار بندے

(۷)

بلاؤں نے لاکھ اُن کو توڑا مروڑا
امامِ زماں کا مگر دَر نہ چھوڑا
خوشی سے ہر اک دُکھ سہا مُنہ نہ موڑا
ہیں تسنیم یہ سب خوش اطوار بندے
ہیں درویش حق کے وفادار بندے

درویشان قادیان کا اجتماعی فوٹو

اراکین صدر انجمن احمدیہ قادیان (۱۹۴۷ کے بعد)

اراکین صدر انجمن احمدیہ قادیان کا تازہ ترین فوٹو

تذکرۂ درویشانِ کرام!

صدر انجمن احمدیہ قادیان

اس کا قیام اور موجودہ تنظیمی ڈھانچہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۹۰۵ء میں رسالہ الوصیّت میں آئندہ کی جماعتی تنظیم کے سلسلہ میں صدر انجمن احمدیہ قادیان کی بنیاد رکھی۔ اس انجمن کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہدایات کے ماتحت بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ اس کے ممبروں کے لئے آپ نے خاص معیار مقرر فرمایا۔ حضرت مولانا نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ انجمن کے پہلے صدر تجویز ہوئے تھے۔ اس کا پہلا اجلاس ۲۹ر جنوری ۱۹۰۶ء کو ہوا تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد خلفاء حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زیر ہدایات صدر انجمن احمدیہ اپنے فرائض ادا کر رہی ہے۔ ۱۹۴۷ء کے انقلاب کے بعد بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان بدستور قائم ہے اور اپنا فرض پوری محنت، خلوص اور ہمت و جانبازی سے ادا کر رہی ہے۔ پاکستان میں علیحدہ مرکزی صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان قائم ہے مگر بھارت کی جملہ جماعتہائے احمدیہ کی نگرانی اور تبلیغِ اسلام کا کام صدر انجمن احمدیہ قادیان کے ماتحت براہِ راست ہوتا ہے۔ الگ الگ نظارتوں کے ناظر مقرر ہیں اور ماتحت صیغوں کے عہدہ دار بھی باقاعدہ کام کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے سب کام بخیر و خوبی سرانجام پا رہا ہے۔ اس وقت صدر انجمن احمدیہ کے ناظروں اور صیغوں کے عہدہ داروں کے اسماء گرامی اور ان کے مختصر حالات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کا حامی و ناصر ہو اور پورے خلوص سے آخر تک کام کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین

زمانۂ درویشی کی ابتداء میں صدر انجمن احمدیہ قادیان کے پہلے ممبران کے اسماء

(۱۶ر نومبر ۱۹۴۷ء)

۱۔ مکرم صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب سلّمہ اللہ تعالےٰ بیرسٹر ایٹ لاء ناظر اعلیٰ و نمائندہ خاندان حضرت مسیح موعودؑ۔

۲۔ مکرم صاحبزادہ مرزا خلیل احمد صاحب سلّمہ اللہ تعالیٰ ناظر تعلیم و تربیت و ناظر دعوۃ و تبلیغ و نمائندہ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔

۳۔ جناب مولوی عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان و ناظر ضیافت۔

۴۔ مکرم مولوی برکات احمد صاحب راجیکی بی۔اے واقفِ زندگی ناظر امورِ عامہ و امورِ خارجہ۔

۵۔ مکرم شیخ عبدالحمید صاحب عاجز بی۔اے ناظر بیت المال و حساب

۶۔ مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب قادیانی۔ — ممبر

۷۔ مکرم چوہدری سعید احمد صاحب بی۔اے آنرز نمائندہ درویشان ۳ — ممبر

۸۔ مکرم کیپٹن شیر ولی صاحب نمائندہ درویشان — ممبر

۹۔ مکرم ڈاکٹر میجر محمود احمد صاحب مرحوم — ممبر

۱۰۔ مکرم حسن محمد صاحب عارف بی۔اے واقفِ زندگی و نمائندہ تحریک جدید — ممبر

۱۱۔ مکرم مرزا محمد حیات صاحب نمائندہ درویشان — ممبر

۱۲۔ مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی — ممبر

فہرست ملحقہ (الف)

موجودہ ممبران صدر انجمن احمدیہ قادیان و عہدیداران صیغہ جات کے اسماء

(۱) محترم مولوی عبدالرحمٰن صاحب فاضل ناظر اعلیٰ و امیر مقامی، ناظم قضاء و ممبر بورڈ قضاء۔

(۲) مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ، ناظر تعلیم و تربیت، صدر بورڈ قضاء، صدر مجلس خدام الاحمدیہ، صدر مجلس وقفِ جدید۔

(۳) مکرم مولوی برکات احمد صاحب راجیکی ناظر امورِ عامہ و خارجہ، ایڈیشنل ناظر دعوۃ و تبلیغ، ممبر انجمن وقفِ جدید

(۴) مکرم شیخ عبدالحمید صاحب عاجز ناظر بیت المال، وکیل المال تحریک جدید انجمن احمدیہ۔

(۵) مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔اے آڈیٹر، ممبر صدر انجمن احمدیہ، ممبر انجمن وقفِ جدید

(۶) مکرم قریشی عطاء الرحمٰن صاحب محاسب، ممبر صدر انجمن احمدیہ۔

(۷) مکرم چوہدری سعید احمد صاحب بی۔اے آنرز نائب ناظر بیت المال۔

(۸) مکرم مولوی عبدالقادر صاحب دانش فاضل ناظم جائداد، قاضی سلسلہ احمدیہ۔

(۹) مکرم چوہدری فیض احمد صاحب گجراتی سیکرٹری بہشتی مقبرہ، معاون وکیل المال۔

(۱۰) مکرم چوہدری محمود احمد صاحب عارف معاون ناظر امورِ عامہ

(۱۱) مکرم چوہدری عبدالقدیر صاحب واقفِ زندگی۔ معاون ناظر دعوۃ و تبلیغ۔

(۱۲) مکرم چوہدری عبدالحق صاحب معاون ناظر اعلیٰ۔

(۱۳) مکرم مرزا ظہیر الدین منور احمد صاحب معاون ناظر بیت المال۔

(۱۴) مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب قادیانی ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ و امین و قاضی سلسلہ احمدیہ، ممبر مجلس کارپرداز۔

(۱۵) مکرم مولوی فضل الٰہی خان صاحب نگران تعمیرات۔

(۱۶) مکرم جمعدار چوہدری محمد عبداللہ صاحب معاون ناظر دعوۃ و تبلیغ۔

(۱۷) مکرم مرزا عبداللطیف صاحب نگران لنگر خانہ۔

(۱۸) مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب بقاپوری فاضل ایڈیٹر بدر، ممبر بورڈ قضاء۔

(۱۹) مکرم بھائی الدین صاحب انچارج دفتر زیارت۔

(۲۰) مکرم دفعدار محمد عبد اللہ صاحب انچارج مرکزی لائبریری۔

(۲۱) مکرم گیانی بشیر احمد صاحب ہیڈ ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام مڈل سکول۔

(۲۲) مکرم مولوی برکت علی صاحب معاون ناظر امور عامہ

(۲۳) مکرم چوہدری غلام ربانی صاحب انچارج احمدیہ شفاخانہ۔

مختصر حالات ممبران صدر انجمن احمدیہ عہدداران صیغہ جات

(۱) مکرم مولوی عبد الرحمٰن صاحب فاضل ولد محترم برکت علی صاحب۔ آپ موضع فیض اللہ چک ضلع گورداسپور میں پیدا ہوئے۔ بچپن میں ہی اپنے گاؤں سے اپنے ماموں حضرت حافظ حامد علی صاحبؓ کے ساتھ قادیان میں فروکش ہوئے۔ قادیان میں ہی مولوی فاضل تک تعلیم پائی اور او۔ ٹی کا امتحان لاہور سے پاس کیا اور مدرسہ احمدیہ میں بطور مدرس سالہا سال تک خدمات سرانجام دیں۔ حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ کی وفات کے بعد آپ مدرسہ احمدیہ کے ہیڈ ماسٹر مقرر ہوئے۔ علاوہ تعلیمی خدمات کے آپ مختلف اوقات میں بطور جنرل پریذیڈنٹ لوکل انجمن احمدیہ، ناظم قضاء، سیکرٹری بہشتی مقبرہ وغیرہ عہدوں پر فائز رہے اور ۱۹ر نومبر ۱۹۴۷ء کو آپ امیر مقامی مقرر ہوئے اور مورخہ ۵ر مارچ ۱۹۴۸ء کو صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب کی روانگی کے بعد ناظر اعلیٰ مقرر ہوئے۔ علاوہ ازیں میونسپل کمیٹی قادیان کے ۱۹۳۵ء سے ممبر چلے آرہے ہیں اور تقسیم ملک کے بعد سے بھی ممبر ہیں اور گزشتہ سال کمیٹی کے وائس پریذیڈنٹ بھی رہے ہیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے صحابیت کا شرف بھی عطا کیا ہے۔ آپ کی زوجہ عائشہ بیگم صاحبہ مرحومہ کے بطن سے کئی بچے پیدا ہوئے جن میں سے صرف ملک بشارت احمد صاحب مرحوم شباب کو پہنچے لیکن ان کی وفات بھی جوانی میں (فروری ۱۹۶۰ء میں) ہو گئی۔ آپ کی دوسری شادی محترمہ ناصرہ خاتون صاحبہ بنت مکرم قریشی محمد یونس صاحب بریلی سے ہوئی جو زچگی میں وفات پا گئیں۔ تیسری شادی محترمہ صادقہ خاتون صاحبہ (جو کہ ہیڈ مسٹرس نصرت گرلز سکول اور صدر لجنہ اماء اللہ قادیان ہیں) بنت قریشی محمد یونس صاحب سے ۱۹۵۳ء میں ہوئی جن کے بطن سے تین بچے ہیں (سعادت احمد، ارادت احمد، ساجدہ خاتون)

(۲) محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ابن سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔

آپ کی پیدائش یکم اگست ۱۹۲۷ء کو سیدہ حضرت اُمّ وسیم عزیزہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کے بطن سے ہوئی۔ آپ نے ابتدائی تعلیم قادیان میں حاصل کی اور علاوہ مدرسہ احمدیہ و جامعہ احمدیہ میں تعلیم حاصل کرنے کے مقررہ اساتذہ سے خاص

انتظام کے ماتحت دینی علوم کی تحصیل کی۔ صاحبزادہ مرزا خلیل احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کی واپسی پر آپ قادیان میں بطور نمائندہ خاندان مقدس حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے تشریف لائے اور ۱۹۴۳ء کے شروع سے خدماتِ دینیہ خوش اسلوبی سے سرانجام دے رہے ہیں۔ آپ ناظر دعوۃ و تبلیغ، ناظر تعلیم و تربیت، صدر مجلس خدام الاحمدیہ، ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ صدر انجمن وقف جدید، صدر اصلاحی کمیٹی صدر انجمن احمدیہ قادیان کے طور پر گراں قدر خدمات سلسلہ سرانجام دے رہے ہیں۔ آپ جمعہ کے خطبات کے ذریعہ بھی درویشانِ قادیان کی اصلاح و تربیت کے لئے کوشاں رہتے ہیں۔ بیرونی جماعتوں کی تربیت و اصلاح اور تبلیغی ضرورتوں کے ماتحت آپ جماعتی جلسوں میں شمولیت فرماتے ہیں اور آپ کی قیادت میں کئی تبلیغی وفد بھی ہندوستانی جماعتوں کے دورے کر چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی تبلیغی اور تربیتی کوششوں کو اپنے فضل سے ثمر دار بنا رہا ہے اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہندوستان میں آپ کامیاب نمائندگی کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حافظ و ناصر ہو، آمین۔

زمانۂ درویشی میں آپ کی شادی محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ بنت حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی۔ اس وقت آپ کی تین بچیاں ہیں۔

(۳۴) مکرم مولوی برکات احمد صاحب راجیکی

بی۔اے ولد حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی۔ آپ کی پیدائش لاہور میں ہوئی اور تعلیم کی ابتدائی تکمیل میٹرک تک تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میں کی۔ انٹرمیڈیٹ رندھیر کالج کپور تھلہ میں پاس کیا اور بی۔اے کا امتحان اسلامیہ کالج لاہور سے ۱۹۴۰ء میں پاس کیا اور ۱۹۴۲ء کے وسط کے قریب سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی کے ارشاد کے ماتحت سرکاری ملازمت سے استعفیٰ دیکر بطور واقفِ زندگی قادیان میں حاضر ہوئے۔ ابتداء میں حضور اقدس کے حکم کے پیش نظر دینی کورس دوسرے واقفین کے ساتھ پڑھا۔ اسکے بعد دسمبر ۱۹۴۲ء میں نظارت امور عامہ میں بطور نائب ناظر مقرر کئے گئے اور ستمبر ۴۸ء میں حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کی گرفتاری کے بعد ناظر امور عامہ مقرر ہوئے۔ اس وقت سے لے کر (باستثناء کچھ عرصہ بیماری کے) اس عہدے کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ علاوہ ازیں بطور ایڈیشنل ناظر دعوۃ و تبلیغ و ناظر تعلیم و تربیت و ممبر اصلاحی کمیٹی صدر انجمن احمدیہ کے بھی خدمت آپ کے سپرد رہی ہے۔ انجمن وقفِ جدید قادیان کے ممبر بھی ہیں۔ اخبار بدر کو دوسرے دور میں (۱۹۵۲ء میں) حضرت امیر المومنین کے ارشاد سے اپنے دیگر فرائض کے علاوہ جاری کیا۔ ۱۹۵۴ء تک اس کے ایڈیٹر رہے اور یہ خدمت

آنریری طور پر بجا لاتے رہے۔
اس وقت آپ ناظر امور عامہ قادیان ہیں۔
آپ صاحبِ قلم ہیں اور کئی کتب کے مصنف ہیں۔

(۴) مکرم شیخ عبد الحمید صاحب عاجزؔ بی۔اے
ولد محترم شیخ محمد حسین صاحب مرحوم۔ آپ کی پیدائش
۱۹۲۱ء میں دھرم کوٹ رندھاوا تحصیل بٹالہ ضلع
گورداسپور میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم میٹرک تک
بیرنگ سکول بٹالہ میں حاصل کی۔ انٹرمیڈیٹ امرتسر
میں کیا اور بی۔اے کا امتحان اسلامیہ کالج لاہور
سے ۱۹۳۹ء میں پاس کیا۔ ۱۹۴۳ء میں سیدنا
حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی کے حکم کے
ماتحت سرکاری ملازمت سے استعفیٰ دے کر بطور
واقفِ زندگی قادیان میں پہنچے اور حضور اقدس
کے ارشاد کے ماتحت نائب ناظر بیت المال
کے عہدے پر متعین ہوئے اور ابتدائے درویشی
سے بطور ناظر بیت المال صدر انجمن احمدیہ قادیان
خوش اسلوبی سے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔
نظارت بیت المال کے تعلق میں جملہ خدمات خوش اسلوبی
سے ادا کرنے کے علاوہ مختلف وفود میں سلسلہ کی
نمائندگی کی توفیق بھی آپ کو ملی ہے اور چنڈی گڑھ
دہلی وغیرہ میں سلسلہ کے کاموں کے سلسلہ میں اکثر آپ
کو بھجوایا جاتا ہے۔ آپ وکیل المال تحریک جدید
صدر محاسبہ کمیٹی اور صدر کمیٹی تقسیم مکانات
بھی ہیں۔ آپ کی شادی محترمہ سلیمہ بیگم صاحبہ بنت
مکرم ملک محمد طفیل صاحب ممبر مرچنٹ لاہور سے
ہوئی جس سے بفضلہ تعالیٰ پانچ بچے ہیں۔

(۵) مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔اے
ولد محترم ملک نیاز محمد صاحب۔ آپ کی پیدائش
۱۱ر جنوری ۱۹۱۳ء کو پاکپٹن ضلع منٹگمری میں
ہوئی۔ ابتدائی تعلیم آپ نے پاکپٹن منٹگمری
اور گوگیرہ میں حاصل کی اور مولوی فاضل قادیان
میں کیا۔ ازاں بعد ایم۔اے عربی کا امتحان
امتیازی طور پر پنجاب یونیورسٹی سے پاس کیا اور
آپ نے پرائیویٹ سیکرٹری حضرت امیر المومنین
خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے عہدہ
پر سوا تین سال تک کام کیا۔ پھر جامعہ احمدیہ
میں کچھ عرصہ بطور پروفیسر کے خدمات بجا لاتے
رہے۔ اس کے بعد لائبریرین کی ٹریننگ حاصل
کی۔ ابتداءِ درویشی میں حضرت صاحبزادہ مرزا
بشیر احمد صاحب کے دفتر سے متعلق بعض ضروری
امور سرانجام دیتے رہے اور ۱۹۴۷ء کے پُرخطر ایام
میں صبر و استقلال کے ساتھ مختلف ڈیوٹیاں دیتے
رہے۔ زمانۂ درویشی میں آپ ناظر ضیافت، ناظر
تعلیم و تربیت، قائم مقام ناظر دعوۃ و تبلیغ،
قائم مقام ناظر بیت المال، قائم مقام ناظر امور عامہ
و امور خارجہ، ایڈیٹر بدر، ناظم جائداد، آڈیٹر
وغیرہ عہدوں پر کام کرتے رہے۔ علاوہ ازیں
بہت سے صحابہ کرام حضرت مسیح موعود علیہ السلام
کے حالات آپ نے اصحابِ احمد کے نام سے
گیارہ جلدوں میں شائع کئے ہیں۔ اس وقت بھی

آپ صدر انجمن احمدیہ، مجلس تحریک جدید اور مجلس وقفِ جدید کے ممبر ہیں۔ آپ کے بفضلہ تعالیٰ پانچ بچے ہیں۔

(۶) مکرم قریشی عطاء الرحمٰن صاحب ولد

محترم حافظ محمد امین صاحبؓ۔ آپ کی پیدائش ۲؍ اگست ۱۹۱۲ء بروز جمعہ قادیان میں ہوئی۔ آپ نے قادیان میں ہی میٹرک پاس کیا اور بعد حصولِ تعلیم صدر انجمن احمدیہ کی ملازمت اختیار کی اور لمبے عرصہ تک نظارت بیت المال میں خدمات سرانجام دیں اور فسادات کے ایام بھی صبر و سکون سے گزارے۔ درویشی کے ایام میں بطور قائم مقام ناظر بیت المال، آڈیٹر، سیکرٹری بہشتی مقبرہ وغیرہ بھی رہے۔ اس وقت آپ محاسب صدر انجمن احمدیہ اور ممبر صدر انجمن احمدیہ قادیان ہیں۔

(۷) مکرم چوہدری سعید احمد صاحب بی۔اے

ولد چوہدری فیض احمد صاحب۔ آپ ۱۹۲۲ء کے آخر میں اپنے ننھیال موضع چک ۳۵ جنوبی سرگودھا میں پیدا ہوئے۔ آبائی وطن پوہلا مہاراں تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ ہے۔ آپ نے میٹرک دہلی سے پاس کیا اور بی۔اے کا امتحان ۱۹۴۵ء میں مرے کالج سیالکوٹ سے پاس کیا۔ اس کے بعد کچھ عرصہ آپ نے سرکاری ملازمت کی۔ آپ کے دادا چوہدری غلام محمد صاحب مرحومؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مخلص صحابی اور علاقہ کی

جماعتوں کے امیر تھے۔ آپ والدین کے اکلوتے بیٹے ہیں۔ ۱۷؍ اگست ۱۹۴۷ء کے پُرخطر زمانہ میں اپنے گاؤں سے پچاس میل پیدل مسافت طے کر کے قادیان پہنچے اور پُرخطر ایام صبر و سکون اور جرأت سے گزارے اور خدمتِ دین کی خاطر اپنی زندگی وقف کی۔ مرکز میں درویشی کے ایام میں آپ بطور نگران درویشانِ بیرون، ممبر صدر انجمن احمدیہ، محاسب، آڈیٹر، ناظم جائداد، ناظم تعمیرات، نائب ناظر تعلیم و تربیت رہے ہیں۔ اس وقت آپ نائب ناظر بیت المال کا فریضہ ادا کر رہے ہیں۔ آپ کی شادی محترمہ طاہرہ سلطانہ صاحبہ لکھنؤ سے ہوئی جن سے سات بچے ہیں۔

(۸) مکرم مولوی عبد القادر صاحب دانش

مولوی فاضل ولد ڈاکٹر عبد الرحیم صاحب دہلوی۔ آپ کی پیدائش ۱۹۱۸ء میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم آپ نے مسجد فتح پوری دہلی میں حاصل کی۔ پھر قادیان میں ۱۹۳۷ء میں مولوی فاضل پاس کیا۔ بعد ازاں آپ سرکاری ملازمت کرتے رہے۔ ۱۹۴۷ء کے پُرآشوب زمانہ میں مقاماتِ مقدسہ کی خدمت کے لئے قادیان آگئے اور محنت اور مستعدی کے ساتھ خدمت سرانجام دیتے رہے۔ مختلف نظارت دفاتر میں بطور معاون ناظر کے کام کرتے رہے۔ اب آپ ناظم جائداد کے عہدہ پر فائز ہیں۔ آپ کی شادی زمانہ درویشی میں نور جہان بیگم صاحبہ سے ہوئی جس سے

پانچ بچے ہیں۔ آپ کا پہلا بچہ عزیز اسمٰعیل نوری زمانۂ درویشی کا پہلا مولود ہے جو ۱۲؍دسمبر ۱۹۵۰ء کو پیدا ہوا۔

(۹) مکرم چوہدری فیض احمد صاحب گجراتی ولد چوہدری غلام غوث صاحب۔ آپ اپریل ۱۹۱۶ء بمقام کھاریاں ضلع گجرات پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کھاریاں میں حاصل کی ۱۹۳۴ء میں قادیان آئے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اطال اللہ عمرہٗ کی تقاریر اور خطبات کو بطور زود نویس قلمبند کرتے رہے۔ آپ سلسلہ کی مختلف خدمات خوش اسلوبی سے بجا لاتے رہے۔ اِس وقت آپ بہشتی مقبرہ کے سیکرٹری، معاون وکیل المال تحریک جدید اور لوکل انجمن احمدیہ کے جنرل سیکرٹری ہیں۔ انتظامی قابلیت اور قلمی خدمات میں نمایاں ہیں۔ آپ کی دوسری شادی محترمہ سلیمہ بیگم صاحبہ سے زمانۂ درویشی میں ہوئی جس سے ایک لڑکی ہے۔

(۱۰) مکرم محمود احمد صاحب عارف ولد حکیم شیر محمد صاحب مرحوم۔ پیدائش ۱۹؍دسمبر ۱۹۲۵ء بمقام نواں کوٹ ضلع شیخوپورہ ہوئی۔ ابتدائی تعلیم آپ نے اپنے گاؤں میں حاصل کی۔ پھر دو سال قادیان آکر مدرسہ احمدیہ میں بھی تعلیم حاصل کی اور تقریباً آٹھ سال تک سرکاری ملازمت میں رہے اور ۱۹۴۶ء میں بطور واقفِ زندگی قادیان آگئے۔ مختلف دفاتر میں معاون ناظر کے طور پر خدمات بجالاتے رہے ہیں۔ اب آپ دفتر امورِ عامہ میں بطور معاون ناظر کے ڈیوٹی ادا کر رہے ہیں۔ آپ کی شادی محترمہ فاطمہ بی بی صاحبہ سے ہوئی جس سے چار بچے ہیں۔

(۱۱) مکرم چوہدری عبد القدیر صاحب واقفِ زندگی ولد چوہدری سردار خان صاحب۔ آپ کی پیدائش ۱۹۲۶ء میں بمقام موہلنکے ضلع گوجرانوالہ میں ہوئی۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے وطن میں حاصل کی۔ آپ پیدائشی احمدی ہیں۔ آپ کے دادا محترم چوہدری غلام حسین صاحبؓ صحابی تھے۔ آپ ۱۹۳۷ء میں قادیان آگئے۔ ۱۹۴۳ء میں بورڈنگ تحریک جدید میں رہ کر میٹرک پاس کیا۔ پھر ایف۔ اے کا امتحان پاس کیا، نیز ادیب فاضل کی سند بھی حاصل کی۔ درویشی کے ایام میں آپ مرکز کے مختلف دفاتر میں خوش اسلوبی سے خدماتِ سلسلہ بجالاتے رہے۔ آپ نظارت بیت المال، دعوۃ و تبلیغ، نظارتِ علیا اور امورِ عامہ میں اپنے فرائض احسن طور پر بجالاتے رہے۔ اِس وقت آپ دفتر دعوۃ و تبلیغ میں بطور معاون ناظر کے خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ آپ کی شادی محترمہ امۃ القیوم صاحبہ بنت چوہدری عنایت اللہ صاحب آف چک ۲۶ سرگودھا سے ہوئی۔ جس سے دو بچیاں ہیں۔

(۱۲) مکرم چوہدری عبد الحق صاحب ولد چوہدری اللہ دتا صاحب۔ آپ کی پیدائش ۱۹۰۸ء کی ہے آپ نے ۱۹۳۳ء میں بیعت کی۔ ان کا آبائی وطن

موضع بھٹیاں ضلع گورداسپور ہے۔ آپ کچھ عرصہ فوجی ملازمت میں بھی رہے ہیں اور کچھ عرصہ مشرقی افریقہ میں گزارا اور ۱۹۳۶ء میں صدر انجمن احمدیہ کی ملازمت میں بطور کلرک کے لئے گئے۔ ۱۹۴۷ء کے پُرخطر ایام میں خدمات بجالاتے رہے۔ آجکل آپ بطور معاون ناظر اعلیٰ کام کر رہے ہیں آپ کی اب چوتھی شادی ہے۔ پہلی تین بیویاں وفات پاچکی ہیں۔ موجودہ بیوی زبیدہ خاتون صاحبہ کنانور (مالابار) کے مکرم اے عبدالقادر صاحب کٹی کی صاحبزادی ہیں۔

(۱۳) مکرم مرزا ظہیر الدین منور احمد صاحب

ولد محترم مرزا برکت علی صاحب۔ آپ ۲۰ نومبر ۱۹۱۸ء کو قادیان میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی دینی تعلیم آپ نے قادیان میں ہی اپنے والد صاحب اور حضرت بھائی عبدالرحیم صاحبؓ سے حاصل کی۔ مدرسہ احمدیہ میں سات جماعت پڑھنے کے بعد میٹرک پاس کیا۔ اس کے بعد آپ نے ادیب فاضل اور مولوی کی سند حاصل کی۔ پھر مختلف کاموں کی ٹریننگ حاصل کرتے رہے۔ ۱۹۴۷ء کے پُرخطر ایام میں آپ سلسلہ کی خدمت کرتے رہے اور آپ نے انسپکٹر بیت المال کا فریضہ بھی سرانجام دیا۔ اب آپ معاون ناظر بیت المال ہیں۔ آپ کے والد صاحب صحابی ہیں۔ آپ کی دوسری شادی بشیر خاتون صاحبہ سے ہوئی۔

(۱۴) مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیانی ولد

محترم میاں مہرالدین صاحبؓ۔ آپ کی پیدائش ۱۹۰۵ء قادیان میں ہوئی۔ آپ نے میٹرک ۱۹۲۲ء اور مولوی فاضل ۱۹۲۹ء میں پاس کیا۔ لمبا عرصہ تعلیم الاسلام ہائی سکول و مدرسہ احمدیہ میں بطور مدرس کامیاب زندگی گزاری۔ کئی سال جامعہ نصرت میں بطور معلم فرائض سرانجام دیتے رہے۔ زمانہ درویشی کی ابتداء میں کئی سال تک قاضی اور ناظم قضا اور ممبر صدر انجمن احمدیہ رہے ہیں۔ آپ لمبے عرصہ سے بطور آنریری امین صدر انجمن احمدیہ کے فرائض بھی ادا کر رہے ہیں۔ آپ کو تعلیم دینے کا خاص ملکہ حاصل ہے۔ آجکل آپ مدرسہ احمدیہ قادیان کے ہیڈ ماسٹر اور بورڈنگ احمدیہ کے سپرنٹنڈنٹ ہیں۔ آپ کے بہت سے مضامین بھی اخبارات میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ زمانہ درویشی میں آپ نے دوسری شادی محترمہ رشیدہ بیگم صاحبہ سے ۱۹۵۸ء میں کی جس سے ایک لڑکی ہے۔ آپ مجلس کارپرداز مصالح بہشتی مقبرہ کے ممبر ہیں۔

(۱۵) مکرم مولوی فضل الٰہی خان صاحب ولد

حکیم کرم الٰہی صاحب۔ آپ کی پیدائش ۱۹۰۷ء میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم آپ نے قادیان میں مدرسہ احمدیہ میں حاصل کی۔ ۱۹۴۷ء کے فسادات کے دوران میں انہوں نے نظارت امور عامہ میں خدمات سرانجام دیں اور اخلاص اور جرأت مردی سے کام کرتے رہے اور باہر بکثرت سفروں کی وجہ سے غیر مسلموں میں خاص طور سے متعارف ہیں۔ آجکل آپ بطور نگران

تعمیرات و نظارت دیوان صدر انجمن احمدیہ خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ آپ کی شادی محترمہ زہرہ بیگم صاحبہ سے ہوئی جس سے چھ بچے ہیں۔

(۱۶) مکرم جمعدار چوہدری محمد عبداللہ صاحب
ولد چوہدری نور محمد صاحب سفید پوش آف حسن پور کلاں تحصیل گڑھ شنکر ضلع ہوشیارپور۔ آپ کی ولادت ۱۶ دسمبر ۱۹۱۲ء کو حسن پور میں ہوئی۔ آپ پیدائشی احمدی ہیں۔ ابتدائی تعلیم احمدیہ تعلیم الاسلام مڈل سکول کاٹھ گڑھ میں ہوئی اور بعد ازاں گورنمنٹ ہائی سکول اور اسلامیہ ہائی سکول روپڑ ضلع انبالہ میں تعلیم پائی۔ ایک عرصہ تک معاون ناظر ضیافت اور سیکرٹری بہشتی مقبرہ اور نائب وکیل المال کے عہدوں پر کام کرتے رہے۔ آجکل آپ معاون ناظر دعوۃ و تبلیغ ہیں۔ آپ کی تیسری شادی محترمہ شکورہ بیگم صاحبہ سے ہوئی جس سے چھ بچے ہیں۔

(۱۷) مکرم مرزا عبداللطیف صاحب ولد محترم مرزا مہتاب بیگ صاحب۔ آپ کی پیدائش ۶ فروری ۱۹۰۶ء میں محلہ کشمیریاں سیالکوٹ میں ہوئی اور ۱۲ اپریل ۱۹۱۲ء کو والدین کے ساتھ قادیان ہجرت کر کے آگئے اور یہیں میٹرک تک تعلیم حاصل کی۔ بعد فراغت تعلیم والد صاحب کے ہمراہ بزازی کا کام کرتے رہے۔ ۱۹۴۷ء کے پُرخطر ایام نہایت صبر اور جذبۂ خدمت سے گزارے۔ آپ سلسلہ کی طرف سے مفوضہ ڈیوٹیاں بجا لاتے رہے۔ آجکل آپ نگران لنگر خانہ ہیں۔

(۱۸) مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب بقاپوری ولد مولوی محمد اسمٰعیل صاحب۔ آپ ۱۴ اگست ۱۹۲۰ء بمقام بقاپور ضلع گوجرانوالہ پیدا ہوئے۔ آپ پیدائشی احمدی ہیں۔ حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب بقاپوری آپ کے حقیقی چچا ہیں۔ ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں میں حاصل کی اور ۱۹۳۰ء میں آپ قادیان آئے اور مدرسہ احمدیہ میں داخل ہو کر دینی تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۳۹ء میں آپ نے مولوی فاضل پاس کیا اور ۱۹۴۰ء میں میٹرک کی سند حاصل کی۔ ۱۹۴۲ء میں ایف۔ اے کا امتحان پاس کیا اور ۱۹۴۵ء میں مبلغین کلاس پاس کی۔ اس وقت سے اب تک آپ قادیان میں سلسلہ کی مختلف خدمات خوش اسلوبی سے بجا لا رہے ہیں۔

درویشی کا زمانہ آپ نے نہایت صبر و استقلال سے گزارا۔ آپ کچھ عرصہ ابتدائی زمانۂ درویشی میں ناظر ضیافت کے طور پر کام کرتے رہے ہیں۔ ۱۹۵۰ء میں آپ بطور معاون ناظر دعوۃ و تبلیغ مقرر ہوئے۔ اس کے بعد تین سال تک آڈیٹر صدر انجمن احمدیہ کے طور پر کام کرتے رہے۔ پھر اخبار جاری ہونے پر اسسٹنٹ ایڈیٹر اخبار بدر کے طور پر فریضہ ادا کرتے رہے اور ۱۹۵۶ء میں آپ ایڈیٹر اخبار بدر مقرر ہوئے اور اس وقت سے لے کر اب تک آپ یہ کام بحسن طور ادا کر رہے ہیں۔ مدرسہ احمدیہ میں آپ اعزازی مدرس بھی

کام کرتے ہیں۔ آپ کو تقاریر کرنے اور رمضان المبارک میں درس دینے کے بھی مواقع ملتے رہتے ہیں آپ کی شادی ۱۹۴۲ء میں محترمہ رضیہ بیگم صاحبہ بنت چوہدری مولا بخش صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ہوئی جس سے بفضلہ تعالیٰ چار لڑکیاں اور دو لڑکے ہیں۔ آپ سنجیدہ طبع، رقیق القلب، منکسر المزاج اور شیریں زبان ہیں۔ مدرسہ احمدیہ میں آپ کو طلبہ کو پڑھانے کا خاص ملکہ اور مہارت حاصل ہے۔ مسجد اقصیٰ میں آپ کو امامت کرانے کے مواقع بھی ملتے ہیں

(۱۹) مکرم بھائی اللہ دین صاحب ولد میاں

احمد دین صاحب۔ آپ بمقام شاہدرہ ضلع لاہور ۱۸۹۷ء میں پیدا ہوئے۔ آپ نے ۱۹۰۶ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کی اور ۱۹۰۹ء میں قادیان آئے۔ مدرسہ احمدیہ میں دینی تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۴۷ء کے پُر آشوب ایام میں آپ قادیان میں تھے اور سلسلہ کی مختلف خدمات بجا لاتے رہے۔ پھر آپ ۱۹۵۱ء سے دفتر زائرین میں بطور انچارج کے فریضہ ادا کر رہے ہیں

(۲۰) مکرم دفعدار محمد عبداللہ صاحب ولد

محمد ابراہیم صاحب۔ آپ ۱۸۸۸ء میں بمقام [illegible] ضلع گجرات پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم پرائمری تک اپنے گاؤں میں حاصل کی اور مڈل تک تعلیم [illegible] میں حاصل کی۔ نارمل راولپنڈی میں پاس کیا آپ پیدائشی احمدی ہیں۔ ۲۷ سال آپ نے فوج میں ملازمت کی۔ ۱۹۴۷ء کے پُرخطر ایام میں قادیان میں مقیم تھے اور سلسلہ کی خدمت ادا کرتے رہے۔ ۱۹۵۳ء سے انچارج لائبریری مقرر ہوئے۔ زمانہ درویشی میں آپ نے کچھ عرصہ سکول میں بطور مدرس خدمت سرانجام دی اور بورڈنگ احمدیہ کے ٹیوٹر بھی رہے ہیں۔ اس وقت آپ بطور انچارج لائبریری کے خدمت ادا کر رہے ہیں۔

(۲۱) مکرم گیانی بشیر احمد صاحب ولد شیخ

علی بخش صاحب۔ آپ بمقام ماہل پور ضلع ہوشیارپور پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں میں حاصل کی۔ آپ پیدائشی احمدی ہیں۔ ۱۹ اپریل ۱۹۴۷ء کو قادیان آئے اور پُرخطر ایام میں سلسلہ کی خدمات بجا لاتے رہے۔ پھر آپ نے ۱۹۵۲ء میں لکھنؤ یونیورسٹی سے سیکنڈ ڈویژن میں فاضل فی التفسیر کی سند حاصل کی۔ بعد ازاں ۱۹۵۴ء میں پنجاب یونیورسٹی سے گیانی کی سند حاصل کی۔ پھر ۱۹۵۵ء میں میٹرک، ۱۹۵۶ء میں ایف۔ اے، ۱۹۵۷ء میں بی۔ اے کی سند پنجاب یونیورسٹی سے حاصل کی۔ کچھ عرصہ آپ نے زمانہ درویشی میں دیہاتی مبلغین کلاس میں دینی تعلیم حاصل کی اور قادیان سے باہر بہار کے علاقہ میں بطور دیہاتی مبلغ کے تبلیغ کرتے رہے۔ پھر آپ نے مدرسہ تعلیم الاسلام سکول میں بطور ٹیچر کے خدمات ادا کیں اور ستمبر ۱۹۶۱ء سے اب تک آپ تعلیم الاسلام مڈل سکول میں بطور ہیڈ ماسٹر کے خدمت انجام دے رہے ہیں۔

(۲۲) مکرم مولوی برکت علی صاحب انعام
ولد محمد اسمٰعیل صاحب - آپ پیدائشی احمدی ہیں آپ
کی پیدائش سنہ ۱۹۱۹ء بمقام کوئٹہ بلوچستان
ہوئی - ابتدائی تعلیم وہیں حاصل کی - ایک عرصہ
تک سرکاری ملازم بھی رہے - پھر مقامات مقدسہ
کی خدمت کے لئے ۱۹۴۷ء میں قادیان آگئے -
قادیان میں حلقہ ناصر آباد کے صدر و نگران حفاظت
رہے اور اسی وجہ سے انجمن کے ممبر بھی رہے -
سلسلہ کے مختلف عہدوں پر فائز ہو کر خدمات
سرانجام دی ہیں - ۱۹۴۷ء کے پُرخطر ایام نہایت
دلیری اور جرأت سے گزارے - آپ کے مختلف
کھیلوں میں ماہر ہونے کی وجہ سے مقامی کالجوں
کے ساتھ اچھے مراسم ہیں - آجکل آپ بطور معاون
ناظر امور عامہ کام کرتے ہیں - آپ کی دوسری
شادی محترمہ شہناز بیگم صاحبہ سے مدراس میں
ہوئی اس سے تین بچے ہیں -

(۲۳) مکرم چوہدری غلام ربانی صاحب ولد
چوہدری غلام محمد صاحب - آپ کی پیدائش ۲۰ جنوری
۱۹۱۶ء بمقام کرم پور ضلع شیخوپورہ ہوئی ابتدائی
تعلیم مقامی شاہدرہ میں حاصل کی - ازاں بعد سرکاری
ملازمت اختیار کی - نومبر ۱۹۴۲ء میں قادیان کے نور
ہسپتال میں بطور کمپونڈر خدمات سرانجام دیں -
۱۹۴۷ء کا پُرخطر زمانہ قادیان میں رہ کر صبر و استقلال
سے گزارا - آجکل آپ احمدیہ شفاخانہ میں بطور انچارج
کام کر رہے ہیں - آپ کی شادی محترمہ مختاراں بیگم صاحبہ
سے ہوئی جس سے چھ بچے ہیں -

فہرست ۱ (ب)

سابق ممبران صدر انجمن احمدیہ قادیان

(۱) محترم صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ بار ایٹ لاء سابق ناظر اعلیٰ قادیان -

(۲) محترم صاحبزادہ مرزا خلیل احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ سابق ناظر دعوۃ و تبلیغ و تعلیم و تربیت -

(۳) حضرت بھائی عبدالرحیم صاحب قادیانیؓ سابق ناظر تعلیم و تربیت -

(۴) حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانیؓ سابق ممبر صدر انجمن احمدیہ -

(۵) مکرم کیپٹن شیر ولی صاحب سابق ممبر صدر انجمن احمدیہ -

(۶) مکرم مرزا محمد حیات صاحب سابق ممبر صدر انجمن احمدیہ -

(۷) مکرم صوفی عبدالقدیر صاحب " " "

(۸) مکرم حسن محمد خان صاحب عارف " " "

(۹) مکرم حکیم خلیل احمد صاحب مونگھیری حال کراچی سابق ممبر صدر انجمن احمدیہ و سابق ناظر تعلیم و تربیت -

(۱۰) مکرم کیپٹن ڈاکٹر بشیر احمد صاحب سابق ممبر صدر انجمن احمدیہ

(۱۱) مکرم ڈاکٹر میجر محمود احمد صاحب شہید مرحوم سابق ممبر صدر انجمن احمدیہ -

(۱۲) مکرم مولوی محمد شریف احمد صاحب امینی فاضل سابق ممبر صدر انجمن احمدیہ -

---

مختصر حالات سابق ممبران صدر انجمن احمدیہ قادیان

(۱) محترم صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب۔

آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے اور حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ کے فرزند ہیں۔ تقسیم ملک کے وقت جب قادیان کے گردو پیش کے حالات پُر خطر اور مخدوش ہوئے تو صاحبزادہ صاحب نے بھی امن کے قیام اور حالات کی درستی میں قابلِ قدر کوششیں کیں اور خدمات سرانجام دیں۔ مورخہ ۱۶ر نومبر ۱۹۴۷ء کو مولانا شمس صاحب کی جگہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے ناظر اعلیٰ مقرر ہوئے۔ آپ نے پُر خطر اور نازک ایام میں جو مسلسل جد و جہد اور قربانی کے متقاضی تھے اس اہم عہدہ کے فرائض کو نہایت خوش اسلوبی سے سرانجام دیا۔ ۶ر مارچ ۱۹۴۸ء کو دیگر خدمات اور کاموں کی انجام دہی کیلئے قادیان سے باہر تشریف لے گئے۔ آپ نے درویشانہ ایام کو نہایت اخلاص، عبادت گزاری اور دعاؤں میں گزارا اور خاندان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور صدر انجمن احمدیہ کی احسن طریق پر نمائندگی فرمائی۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

(۲) محترم صاحبزادہ مرزا خلیل احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

آپ حضرت سیدہ امۃ الحی صاحبہؓ کے بطن سے پیدا ہوئے۔ اور آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے فرزند ہیں۔ آپ شروع زمانہ درویشی سے قادیان میں مقیم رہ کر بطور نمائندہ خاندان حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ناظر و ممبر صدر انجمن احمدیہ قادیان خدمات بجالاتے رہے۔ حضور اقدس نے صاحبزادہ صاحب کے لئے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ وہ علاوہ سلسلہ کے مفوضہ فرائض کے دینی تعلیم بھی حاصل کرتے رہیں۔ آپ نہایت اخلاص، محنت اور قربانی سے خدمات سلسلہ بجالانے کے بعد مورخہ ۲۸ر مارچ ۱۹۴۸ء کو دیگر خدمات سلسلہ ادا کرنے کے لئے حسب الحکم حضرت خلیفۃ المسیح الثانی قادیان سے تشریف لے گئے۔

(۳) حضرت بھائی عبد الرحیم صاحب قادیانیؓ۔

آپ کو اللہ تعالیٰ نے یہ شرف بخشا کہ آپ سکھ گھرانے میں پیدا ہونے کے باوجود اپنی فطرتِ سلیمہ کے باعث عین جوانی میں مشرف باسلام ہوئے۔ آپ نے ساری زندگی نہایت پاکیزگی کے ساتھ خدمتِ اسلام میں گزاری۔ آپ تصوف کا رنگ رکھتے تھے اور تعلیم و تدریس آپ کا طریق کار تھا۔ صاحبِ الہام و کشف بزرگ تھے تقسیم ملک کے وقت ہجرت کی مگر بعد قادیان کی مراجعت کو ترجیح دیکر واپس دارالامان پہنچ گئے۔ آپ قیام قادیان کے دوران صدر انجمن احمدیہ کے ممبر اور ناظر تعلیم و تربیت رہے۔ آخری ایام میں مسلسل بیماری کے باعث ربوہ تشریف لے آئے اور یہیں دفن ہوئے۔

(۴) حضرت بھائی عبد الرحمن صاحب قادیانیؓ۔

آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے ہندو دھرم سے نکال کر اسلام کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

۱۸۹۵ء میں آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کر کے مشرف باسلام ہوئے۔ اُس دن سے لیکر وفات تک آپ نے جو مخلصانہ خدمات سلسلہ سرانجام دیں وہ تاریخ احمدیت کا ایک سنہری ورق ہیں۔ آپ آخر تک قادیان میں درویشوں کے درمیان ایک نمایاں رنگ اور روحانی انسان کی حیثیت سے زندگی بسر کرتے رہے۔ آپ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے ممبر بھی تھے۔

(۵) مکرم کیپٹن شیر ولی صاحب۔ آپ پنجاب کے ایک معزز گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ نے تقسیم ملک کے وقت قادیان پہنچ کر حفاظت کے سلسلہ میں نمایاں خدمات سرانجام دیں۔ ۳ر اکتوبر ۱۹۴۷ء کو جب قادیان پر بڑا حملہ ہوا تو آپ وہیں تھے اور بورڈنگ تعلیم الاسلام ہائی سکول میں محصور ہونے والے دوستوں کی جو انتظامیہ کمیٹی مقرر ہوئی تھی اس میں آپ بھی ہمارے ساتھ شامل تھے۔ آپ بعد ازاں بھی مرکز میں رہے اور آپ کو خدمات سلسلہ کی وجہ سے صدر انجمن احمدیہ کا ممبر بھی مقرر کیا گیا۔ کچھ عرصہ بعد آپ ربوہ میں تشریف لا کر بھی کافی عرصہ تک سلسلہ کی خدمت بطور انچارج حفاظت کرتے رہے۔

(۶) مکرم مرزا محمد حیات صاحب ولد محترم حکیم عطا محمد صاحب۔ آپ ۴۷ء کے پُرخطر ایام میں ایک بہادر اور نڈر انسان کے طور پر خدمات سرانجام دیتے رہے۔ لمبے عرصہ تک اپنے محلہ کے سیکرٹری امور عامہ رہے ہیں۔ ابتدا درویشی میں درویشانِ حلقہ مسجد مبارک کی نگرانی کا کام خوش اسلوبی سے بجا لاتے رہے۔ بطور نگران کے صدر انجمن احمدیہ کے ممبر بھی رہے ہیں۔ ۱۹۵۲ء کے وسط میں بوجہ خانگی حالات کی مجبوری کے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی اجازت سے واپس چلے گئے اور اب سیالکوٹ شہر میں طبابت کا کام سرانجام دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا حامی و ناصر ہو۔ آمین۔

(۷) مکرم صوفی عبد القدیر صاحب ولد حضرت مولوی عبد الحق صاحب۔ آپ نے ابتدائی تعلیم میٹرک تک قادیان میں حاصل کی۔ اس کے بعد آپ بدوملہی اپنے والد صاحب کے پاس چلے گئے۔ ۴۷ء کے پُرخطر ایام میں آپ نے خلوص اور ہمت سے خدمات کیں۔ درویشانِ حلقہ مسجد مبارک کے نگران اور صدر انجمن احمدیہ کے ممبر بھی رہے۔ سلسلہ کی خدمات نہایت صبر و رضا سے کرنے کے بعد آپ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی اجازت سے واپس چلے گئے اور اب اپنا پرائیویٹ کام اپنے آبائی وطن بدوملہی میں کرتے ہیں۔

(۸) مکرم حسن محمد خان صاحب عارف بی۔ اے واقفِ زندگی ولد فضل محمد خان صاحب شملوی آپ ۱۹۳۴ء میں قادیان آئے۔ تحریک جدید کے ماتحت دوسرے گریجویٹ واقفین کے ہمراہ آپ نے دینی تعلیم حاصل کی اور تحریک جدید کے تحت بطور

نائب وکیل التجارت خدمات سرانجام دیتے رہے۔ تقسیم ملک کے بعد آپ صیغہ ضیافت کے انچارج مقرر ہوئے اور ۷ر جنوری ۵۰ء کو بحکم سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ قادیان سے لاہور تشریف لے گئے۔ آجکل آپ ربوہ میں نائب وکیل التبشیر ہیں۔ ۴۷ء کے پُرخطر ایام میں صبر و رضا سے قادیان میں مقیم رہے اور نہایت اخلاص کا نمونہ دکھایا۔

(۹) مکرم حکیم خلیل احمد صاحب مونگھیری۔ آپ سلسلہ احمدیہ کے پُرانے مخلص خادم ہیں۔ ایک اچھے مقرر اور عمدہ مناظر رہے ہیں۔ عرصہ درویشی میں مونگھیر سے ہجرت کرکے قادیان تشریف لائے اور بطور ناظر تعلیم و تربیت سلسلہ کی خدمات بجا لاتے رہے۔ آپ بڑھاپے کی عمر اور اپنے بعض حالات کی وجہ سے اجازتِ سلسلہ سے اب کراچی میں مقیم ہیں۔

(۱۰) مکرم کیپٹن ڈاکٹر بشیر احمد صاحب ولد چوہدری مہر الدین صاحب مرحوم۔ آپ کی جائے پیدائش پوہلہ ضلع سیالکوٹ ہے۔ آپ قادیان میں ۱۲ر جنوری ۴۸ء کو آئے اور شفاخانہ احمدیہ میں بطور انچارج کام کرتے رہے اور قادیان سے ۵۵ء کو واپس چلے گئے اور اب ربوہ میں پرائیویٹ پریکٹس کرتے ہیں۔ ملٹری میں خدمات کی وجہ سے آپ کو M.C. کا تمغہ حاصل ہوا۔

(۱۱) مکرم ڈاکٹر میجر محمود احمد صاحب شہیدؓ آپ امرتسر کی مشہور اور مخلص قاضی فیملی کے ایک ہونہار نوجوان تھے۔ تقسیم ملک کے پُرآشوب ایام میں میڈیکل کی طبی خدمت کے لئے کافی عرصہ تک قادیان میں مقیم رہے۔ آپ صدر انجمن احمدیہ کے ممبر بھی تھے بعد ازاں آپ نے کوئٹہ میں سکونت اختیار کی اور وہیں اپنا کاروبار جاری کیا۔ آپ نے دشمنوں کے ہاتھوں سے عین جوانی میں جام شہادت پیا۔ اللہ تعالےٰ آپ کے درجات بلند فرمائے۔ آمین

(۱۲) مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی مولوی فاضل ولد سیٹھ محمد ابراہیم صاحب۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے آبائی وطن ضلع جالندھر میں حاصل کی اور قادیان میں مولوی فاضل پاس کیا۔ آپ مدرسہ احمدیہ میں عرصہ تک بطور مدرس کام کرتے رہے۔ آپ کو ابتدائے درویشی میں صدر انجمن احمدیہ کا ممبر بھی مقرر کیا گیا۔ پھر آپ نائب ناظر اعلیٰ کے طور پر بھی کام کرتے رہے۔ آپ مختلف مقامات بمبئی اور حیدرآباد وغیرہ کے مشنوں کے انچارج کی حیثیت سے کام کرتے رہے ہیں۔ آجکل آپ مدراس میں بطور انچارج مشنری فریضۂ تبلیغ ادا کر رہے ہیں۔ آپ تبلیغی وفود میں اکثر اوقات شامل ہوتے ہیں۔ آپ بہت خوش الحان اور کامیاب مقرر ہیں اور فنِ مناظرہ میں مہارت رکھتے ہیں *

فہرست ملـ(ج)

صحابہ کرامؓ درویشانہ دور میں !

زمانۂ درویشی میں جن صحابہؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قادیان میں رہ کر یا پُرخطر ایام میں واپس قادیان آکر خدمتِ مقاماتِ مقدسہ کی توفیق ملی اُن کے مبارک اسماء ذیل میں درج ہیں :-

(۱) حضرت منشی محمد دین صاحب واصلباقی نویس کھاریاں ضلع گجرات ولد نور الدین صاحب۔ تاریخ بیعت اکتوبر ۱۸۹۴ء، تاریخ زیارت ۵ رجون ۱۸۹۵ء، تاریخ وفات یکم نومبر ۱۹۵۱ء (مدفون بہشتی مقبرہ قادیان)

(۲) حضرت بھائی عبد الرحیم صاحب ولد جیندا سنگھ صاحب ساکن سرسنگھ ضلع لاہور۔ فالج کی بیماری کی وجہ سے موٴرخہ ۹/۴/۵۲ با اجازت پاکستان تشریف لے گئے اور وہیں وفات پائی۔ (مدفون بہشتی مقبرہ ربوہ)

(۳) حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحب ولد ہستہ گورا مدمل صاحب ساکن کھجروڈو تان تحصیل شکر گڑھ تاریخ بیعت و زیارت ۱۸۹۵ء، تاریخ وفات ۵/۱/۶۱ (مدفون بہشتی مقبرہ قادیان)

(۴) محترم ڈاکٹر عطر دین صاحب ولد میاں بھولا صاحب ساکن چھال تحصیل شکر گڑھ ضلع گورداسپور تاریخ بیعت و زیارت ۱۸۹۹ء۔

(۵) محترم مولوی عبد الرحمٰن صاحب فاضل ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان ولد برکت علی صاحب پیدائشی احمدی۔ تاریخ پیدائش ۱۸۹۳ء اور تاریخ زیارت ۱۹۰۲ء۔

(۶) محترم میاں صدر الدین صاحب مرحوم ولد رحیم بخش صاحب ساکن قادیان۔ تاریخ بیعت ۱۸۹۶ء یا ۱۸۹۷ء، تاریخ زیارت ۱۸۹۷-۱۸۹۶ء۔ تاریخ وفات ۴/۱۲/۴۴ (مدفون بہشتی مقبرہ قادیان)

(۷) محترم حاجی محمد دین صاحب ولد نور احمد صاحب ساکن تہال تحصیل کھاریاں ضلع گجرات۔ تاریخ بیعت و زیارت ۱۹۰۲ء

(۸) محترم بھائی شیر محمد صاحب دکاندار ولد میراں بخش صاحب ساکن دھرم کوٹ رندھاوا تاریخ بیعت و زیارت غالباً ۱۹۰۱ء۔

(۹) محترم حافظ صدر دین صاحب ولد محمد دین صاحب ساکن دائے پور قادر آباد ضلع سیالکوٹ تاریخ بیعت و زیارت ۹ ستمبر ۱۹۰۱ء، تاریخ وفات ۳/۴/۵۸ (مدفون بہشتی مقبرہ قادیان)

(۱۰) محترم حاجی ممتاز علی صاحب مرحوم ولد خان ذوالفقار علی صاحب گوہر ریاست رامپور ولادت ۱۸۹۶ء، تاریخ بیعت و زیارت ۱۹۰۴ء، تاریخ وفات ۱۹/۷/۵۴ (مدفون بہشتی مقبرہ قادیان)

(۱۱) محترم بابا اللہ دتا صاحب مرحوم ولد شیار خان صاحب دوالمیال ضلع جہلم۔ تاریخ بیعت و زیارت اندازاً ۱۹۰۵ء، تاریخ وفات ۱۰/۷/۵۵ (مدفون بہشتی مقبرہ قادیان)

(۱۲) محترم سلطان احمد صاحب مرحوم ولد چوہدری نور علی صاحب ساکن بہادر نواں پنڈ متصل گورداسپور۔ تاریخ بیعت و زیارت اندازاً ۱۹۰۵ء-۱۹۰۶ء، تاریخ وفات ۱۲/۳/۳۷ (مدفون بہشتی مقبرہ قادیان)

(۱۳) محترم میاں اللہ دین صاحب ولد احمد دین صاحب ساکن شاہدرہ متصل لاہور۔ پیدائش ۱۸۹۶ء، پیدائشی احمدی، تاریخ زیارت ۱۹۰۷ء۔

(۱۴) محترم چوہدری غلام محمد صاحب ولد فوجدار صاحب موضع ڈانگا ڈاکخانہ بھلور تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ۔

(۱۵) محترم میاں کرم الٰہی صاحب مرحوم ولد میاں حمیدا صاحب ساکن بھڈیار ضلع امرتسر۔ تاریخ بیعت و زیارت ۱۹۰۶ء۔ تاریخ وفات بعمر ۹۴ سال ۳۰ دسمبر ۱۹۵۹ء (مدفون بہشتی مقبرہ قادیان)۔

(۱۶) محترم چوہدری شیر محمد صاحب مرحوم ولد فتح خان صاحب ساکن خان فتے ضلع گورداسپور۔ تاریخ وفات ۱۲/۳/۴۹ (مدفون بہشتی مقبرہ قادیان)

(۱۷) محترم بابا اللہ بخش صاحب ولد محکم دین صاحب ساکن ہرچووال متصل قادیان۔ تاریخ بیعت و تاریخ زیارت ۱۹۰۳ء-۱۹۰۴ء۔

(۱۸) مکرم خواجہ محمد اسمٰعیل صاحب ولد خواجہ غلام رسول صاحب امرتسری۔ تاریخ بیعت ۱۹۰۲ء

(قادیان سے پاکستان چلے گئے)

(۱۹) مکرم چوہدری محمد احمد صاحب مرحوم ولد غلام حسین صاحب مترجم ضلع ہوشیارپور۔ المعروف بھمبو تمان۔ تاریخ بیعت و زیارت ۱۹۰۵ء، تاریخ وفات ۳۰/۶/۵۰ (مدفون بہشتی مقبرہ قادیان)۔

(۲۰) مکرم حافظ عبد الرحمٰن صاحب پشاوری ولد احمد جان صاحب۔ پیدائشی احمدی۔ ولادت ۱۹۰۱ء-۱۹۰۲ء، تاریخ زیارت ۱۹۰۷ء۔

(۲۱) مکرم مستری عبد السبحان صاحب مرحوم ولد رحمان میر صاحب ساکن لاہور۔ تاریخ بیعت و تاریخ زیارت ۱۹۰۳ء، تاریخ وفات ۲۲/۲/۶۱۔ (مدفون بہشتی مقبرہ قادیان)

(۲۲) مکرم عبد اللہ خان صاحب مرحوم ولد عبد الغفار خان صاحب ساکن خوست علاقہ کابل۔ تاریخ زیارت ۱۹۰۵ء، تاریخ وفات ۱۸/۴/۵۲ (مدفون بہشتی مقبرہ قادیان)

(۲۳) مکرم چوہدری شیخ احمد صاحب مرحوم ولد چوہدری غلام محمد صاحب سب انسپکٹر پولیس۔ تاریخ بیعت و زیارت ۱۹۰۱ء، تاریخ وفات ۱۰/۲/۵۸ (مدفون بہشتی مقبرہ قادیان)۔

(۲۴) مکرم بابا بھاگ صاحب مرحوم ولد بیوا ساکن مکیریاں المعروف امرتسری۔ تاریخ بیعت و زیارت ۱۹۰۳ء۔ تاریخ وفات ۱۸/۲/۵۶ (مدفون بہشتی مقبرہ قادیان)

(۲۵) مکرم مولا بخش صاحب بادوچی مرحوم ولد خیرات اللہ صاحب قوم شیخ قادیان بعمر ۸۰ سال تاریخ وفات ۲۴/۷/۵۴ (مدفون بہشتی مقبرہ قادیان)

فہرست ۲

بعض ابتدائی درویش حضرات

ذیل میں اُن درویشوں کی فہرست دی جاتی ہے جو ابتدائی زمانۂ درویشی سے مصائب و آلام کا مقابلہ کرتے رہے اور اب تک قادیان میں مقیم رہ کر خدمتِ سلسلہ بجا لا رہے ہیں۔ منھم من قضیٰ نحبہ ومنھم من ینتظر۔ ان میں ان درویشوں کے اسماء بھی شامل ہیں جو حالات کے درست ہونے پر سلسلہ کی ہدایت کے ماتحت ہندوستان کے مختلف علاقوں میں متعین کئے گئے۔ اس فہرست میں صدر انجمن کے مرکزی عہدیداران کے نام شامل نہیں۔ ان کے اسماء گرامی پہلے علیحدہ طور پر درج کئے جا چکے ہیں۔

۱۔ مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی مبلغ سلسلہ ولد سیٹھ محمد ابراہیم صاحب۔
۲۔ قریشی عبدالقادر صاحب اعوان ولد حافظ محمد امین صاحبؓ
۳۔ مکرم ٹھیکیدار بشیر احمد صاحب ولد محمد عبداللہ صاحبؓ
۴۔ ،، چوہدری عبدالرشید صاحب نیاز ولد چوہدری عبدالحکیم صاحب
۵۔ ،، بدرالدین صاحب عامل ،، عبدالغنی صاحب
۶۔ ،، مرزا محمد زمان صاحب ،، مرزا احمد دین صاحب
۷۔ ،، عبداللہ خان صاحب افغان ،، عبدالغفار خان صاحب
۸۔ ،، عبدالغفور صاحب ،، چوہدری شیر محمد صاحب
۹۔ ،، مولا بخش صاحب مرحوم باورچی ،، خیر الدین صاحب
۱۰۔ ،، شیخ محمد ابراہیم صاحب ،، نبی بخش صاحب
۱۱۔ ،، فضل دین صاحب ماشکی مرحوم ،، نور محمد صاحب
۱۲۔ مکرم مولوی بشیر احمد صاحب دہلوی مبلغ مرحوم ولد اللہ بخش صاحبؓ
۱۳۔ ،، سراج الحق صاحب انسپکٹر بیت المال ولد منشی عبدالحق صاحب کاتب
۱۴۔ ،، مستری عبدالسبحان صاحب مرحوم ولد رحمان میر صاحب کشمیری
۱۵۔ ،، نذیر احمد صاحب ٹیلر ولد نور احمد باورچی لنگر خانہ
۱۶۔ ،، سائیں عبدالرحمٰن صاحب ولد حکیم فضل دین صاحب مرحومؓ
۱۷۔ ،، قریشی ممتاز احمد صاحب ہاشمی ولد شاہ دین صاحب مرحوم ہائی لپور
۱۸۔ ،، ،، سعید احمد صاحب ولد عبدالکریم صاحب مرحوم
۱۹۔ ،، مستری محمد الدین صاحب ولد عمر دین صاحب
۲۰۔ ،، عمر الدین صاحب ولد محمد خان صاحب
۲۱۔ ،، محمد عبداللہ صاحب ولد مکرم بابا صدر دین صاحبؓ
۲۲۔ ،، خواجہ عبدالستار صاحب ولد خواجہ محمد عبداللہ صاحب
۲۳۔ ،، احمد دین صاحب مرحوم ولد حکیم اللہ بخش صاحب
۲۴۔ ،، محمد الدین صاحب ولد غلام نبی صاحب قادیان۔
۲۵۔ ،، قاضی عبدالحمید صاحب کاتب، ولد قاضی عبدالعزیز صاحب
۲۶۔ ،، فضل الرحمٰن صاحب ولد روشن دین صاحب
۲۷۔ ،، خواجہ دین محمد صاحب ولد عبدالستار صاحب کشمیری
۲۸۔ ،، مستری عبدالغفور صاحب ولد احمد دین صاحب
۲۹۔ ،، عبدالعظیم صاحب جلد ساز ولد برکت اللہ صاحب
۳۰۔ ،، محمد شفیع صاحب ولد مولا بخش صاحب
۳۱۔ ،، حافظ عبدالرحمٰن صاحب ولد احمد جان صاحب
۳۲۔ ،، بابا جلال الدین صاحب ولد صدر الدین صاحب
۳۳۔ ،، ،، محمد اسمٰعیل صاحب ولد عبدالرشید صاحب
۳۴۔ ،، محمد یوسف صاحب قریشی ولد نظام الدین صاحب
۳۵۔ ،، مرزا محمد اقبال صاحب ولد مرزا اعظم بیگ صاحب
۳۶۔ ،، چوہدری عبدالحمید صاحب آرٹسٹ ولد خدا بخش صاحب

۳۷ - مکرم مستری علی محمد صاحب ولد جمال دین صاحب
۳۸ - " میاں عبدالرحیم صاحب ولد مکرم میاں فضل محمد صاحب ہرسیاں
۳۹ - " امیر احمد صاحب سابق مؤذن ولد میاں مہر دین صاحب
۴۰ - " مستری ہدایت اللہ صاحب ولد مہر دین صاحب
۴۱ - " فخرالدین صاحب مالاباری ولد ماہین کٹی صاحب
۴۲ - " غلام حسین صاحب ولد نظام دین صاحب
۴۳ - " مستری محمد حسین صاحب ولد محمد قاسم صاحب
۴۴ - " احمد حسین صاحب ٹیلر ولد محمد حسین صاحب
۴۵ - " شیخ عبدالقدیر صاحب ولد عبدالکریم صاحب ٹیلر
۴۶ - " بشیر احمد خان صاحب ولد خان میر صاحب افغان
۴۷ - " لعل دین صاحب ولد فقیر محمد صاحب بکری والا
۴۸ - " چوہدری محمد احمد صاحب ولد منشی نور احمد صاحب
۴۹ - " عزیز احمد صاحب منصوری ولد منشی عبدالخالق صاحب مرحوم
۵۰ - " محمد عبداللہ خان صاحب ولد خان ذوالفقار علی خان صاحب
۵۱ - " محمد اسمٰعیل صاحب ننگلی ولد فقیر محمد صاحب۔
۵۲ - " دین محمد صاحب " " محمد عبداللہ صاحب
۵۳ - " علی محمد صاحب " " دین محمد صاحب
۵۴ - " محمد صادق صاحب " " دریام الدین صاحب
۵۵ - " نذیر احمد صاحب " " الٰہی بخش صاحب
۵۶ - " مولوی محمد احمد عرف فقیر سائیں ولد مولا بخش صاحب کالا افغاناں۔
۵۷ - " مولوی بشیر احمد صاحب ولد علم الدین صاحب کالا افغاناں
۵۸ - " چوہدری محمد طفیل صاحب پٹواری ولد چوہدری فیض احمد صاحب ڈیری والا۔
۵۹ - " صوفی غلام احمد صاحب ولد سردار محمد صاحب گھٹیالی

۶۰ - مکرم مرزا محمد صاحب صوفی ولد محمد عبداللہ صاحب نکواں
۶۱ - " قریشی فضل حق صاحب ولد کمال دین صاحب
۶۲ - " عبدالکریم صاحب ولد مولا بخش صاحب رحیم ضلع امرتسر
۶۳ - " گیانی عبداللطیف صاحب ولد عبدالرحمٰن صاحب ریاست کپور تھلہ
۶۴ - " چوہدری غلام نبی صاحب ولد چوہدری فضل دین صاحب مانگا ضلع سیالکوٹ۔
۶۵ - " چوہدری محمد خضر صاحب ولد چوہدری جھنڈے خاں صاحب سیالکوٹ۔
۶۶ - " چوہدری منظور احمد صاحب ولد چوہدری فدا احمد صاحب اتہ زیکا
۶۷ - " عبدالسلام صاحب ولد عبدالحکیم صاحب دوگانوالی سیالکوٹ
۶۸ - " چوہدری بشیر احمد صاحب ولد غلام احمد صاحب گھٹیالیاں
۶۹ - " مستری منظور احمد صاحب ولد مستری نظام الدین صاحب
۷۰ - " محمد موسیٰ صاحب ولد محمد عبداللہ صاحب شیخوپوری
۷۱ - " عبدالحمید صاحب ولد الٰہی بخش صاحب۔
۷۲ - " چوہدری مبارک علی صاحب مبلغ سلسلہ ولد یاسین خاں صاحب
۷۳ - " شریف احمد صاحب ولد حسن محمد صاحب شیخوپوری
۷۴ - " مولوی عطاء اللہ صاحب ولد شیر محمد صاحب ادھر ضلع سرگودھا
۷۵ - " بہادر خاں صاحب ولد شادی خاں صاحب " "
۷۶ - " چوہدری محمود احمد صاحب مبشر ولد چوہدری غلام محمد صاحب چک ۹۹ سرگودھا۔
۷۷ - " مولوی خورشید احمد صاحب ولد نواب دین صاحب ضلع سیالکوٹ
۷۸ - " فیض احمد صاحب دیہاتی مبلغ ولد حبیب اللہ صاحب چک ۹۹ ملکپور
۷۹ - " حافظ اللہ دین صاحب ولد نواب دین صاحب ضلع کیمبل پور
۸۰ - " مولوی محمد ایوب صاحب دیہاتی مبلغ ولد غلام محی الدین صاحب
۸۱ - " محمد یوسف صاحب گجراتی ولد محمد اسمٰعیل صاحب نصیرہ ضلع گجرات

۸۲۔ مکرم محمد عزیز صاحب گجراتی ولد منصب خان صاحب ضلع گجرات

۸۳۔ " چوہدری سکندر خان صاحب ولد چوہدری لعل خان صاحب کھاریاں ضلع گجرات۔

۸۴۔ " غلام قادر صاحب گجراتی ولد عبد الغفار صاحب

۸۵۔ " ولی محمد صاحب گجراتی ولد چوہدری شاہ محمد صاحب

۸۶۔ " خدا بخش صاحب " " مولا داد صاحب

۸۷۔ " ملک محمد بشیر صاحب " " ملک محمد ابراہیم صاحب لاہوری

۸۸۔ " مرزا بشیر احمد صاحب ولد مرزا بہادر بیگ صاحب

۸۹۔ " نواب خان صاحب ولد خواج دین صاحب

۹۰۔ " چوہدری محمد شریف صاحب گجراتی ولد میراں بخش صاحب

۹۱۔ " شاہ محمد صاحب " ولد صاحب داد صاحب

۹۲۔ " فتح محمد صاحب " ولد قطب الدین صاحب

۹۳۔ " ظہور احمد صاحب " ولد فتح دین صاحب

۹۴۔ " محمد رمضان صاحب " ولد عمر بخش صاحب

۹۵۔ " محمد شفیع صاحب عابد " ولد اللہ رکھا صاحب

۹۶۔ " مرزا محمد اسحٰق صاحب ولد مرزا محمد الدین صاحب گکھڑ چک ضلع گوجرانوالہ۔

۹۷۔ " بشیر احمد صاحب حافظ آبادی ولد محمد مراد صاحب۔

۹۸۔ " ماسٹر محمد ابراہیم صاحب ٹیلر ولد فضل کریم صاحب

۹۹۔ " ڈاکٹر ملک بشیر احمد صاحب ناصر ولد ملک عبد الکریم صاحب ترگڑی ضلع گوجرانوالہ۔

۱۰۰۔ " مولوی عبد الرحیم صاحب کشمیری ولد عبد العزیز صاحب ڈار

۱۰۱۔ " چوہدری منظور احمد صاحب چیمہ ولد چوہدری غلام قادر صاحب چیمہ چک ۲۵۶ ضلع بہاولپور۔

۱۰۲۔ " قمر الدین صاحب دہلوی ولد محمد عمر صاحب

۱۰۳۔ مکرم محمد سلیمان صاحب دہلوی ولد رسول بخش صاحب

۱۰۴۔ " یونس احمد صاحب اسلم ولد محمد شفیع صاحب اسلم

۱۰۵۔ " عبد الرحیم صاحب سندھی ولد الٰہی بخش صاحب

۱۰۶۔ " بشیر احمد صاحب شاد ولد چوہدری خدا بخش صاحب سید والہ ضلع شیخوپورہ۔

۱۰۷۔ " چوہدری منور علی صاحب ولد چوہدری شیر علی صاحب کوٹلہ

۱۰۸۔ " ملک نذیر احمد صاحب پشاوری ولد مشتاق احمد صاحب

۱۰۹۔ " محمد عثمان صاحب بنگالی ولد عباس علی صاحب

۱۱۰۔ " عبد الرحمٰن صاحب فاتی " " حافظ عبد الرحمٰن صاحب

۱۱۱۔ " طیب علی صاحب " " عبد المالک صاحب

۱۱۲۔ " مولوی محمد عمر علی صاحب " " بشیر الدین صاحب

۱۱۳۔ " مولوی ابو الوفاء صاحب آبادی ولد محمد موسیٰ صاحب

۱۱۴۔ " مجید احمد صاحب ڈائیور مرحوم ولد غلام حسین صاحب

۱۱۵۔ " بھائی شبیر محمد صاحب دکاندار ولد میراں بخش صاحب

۱۱۶۔ " بابا حمد الدین صاحب مرحوم ولد رحیم بخش صاحب قادیانی

۱۱۷۔ " بابا خدا بخش صاحب علی مرحوم ولد گاگو صاحب طفلوالہ

۱۱۸۔ " حکیم عبد الرحیم صاحب مرحوم ولد محمد جعفر صاحب

۱۱۹۔ " مولوی عبد الواحد صاحب دکاندار ولد عبد اللہ صاحب

۱۲۰۔ " بابا اللہ بخش صاحب ولد حکم دین صاحب ہرچوال

۱۲۱۔ " بابا جاگ صاحب مرحوم ولد محمد بخش صاحب قادیانی

۱۲۲۔ " بابا بھاگ صاحب مرحوم ترسری ولد میاں جیون صاحب

۱۲۳۔ " صوفی علی محمد صاحب ناروالوی مرحوم ولد مولا بخش صاحب

۱۲۴۔ " شیخ احمد صاحب مرحوم ولد قادی خم صاحب

۱۲۵۔ " شیر محمد صاحب لودھی مرحوم (مدفون ربوہ) ولد فضل احمد صاحب

۱۲۶۔ " بابا محمد احمد صاحب مرحوم ولد غلام حسین صاحب شرد ضلع ہوشیارپور

۱۲۷۔ مکرم سید منظور احمد صاحب عاملؔ ولد سید فضل محمد صاحب بھینی بانگر۔

۱۲۸۔ ” بشیر احمد صاحب مرحوم (مدفون ربوہ) ولد چوہدری غلام محمد صاحب آف شکار ماچھیاں۔

۱۲۹۔ ” چوہدری شریف احمد صاحب ڈوگر ولد چوہدری سردار خان صاحب چینے کے ضلع سیالکوٹ۔

۱۳۰۔ ” چوہدری بشیر احمد صاحب جٹ ولد چوہدری خدا بخش صاحب آف خانان میانوالی۔

۱۳۱۔ ” مولوی اللہ بخش صاحب مرحوم ولد خدا بخش صاحب آف سرگودھا۔

۱۳۲۔ ” فضل الٰہی صاحب مرحوم ولد محمد عبد اللہ صاحب کھاریاں

۱۳۳۔ ” سلطان احمد صاحب مرحوم ولد محمد بخش صاحب ”

۱۳۴۔ ” محمد اسمٰعیل صاحب دھوبی ولد علم الدین صاحب آف بیک سکندر گجرات۔

۱۳۵۔ ” شمس الدین صاحب معذور مرحوم ولد شیر خان صاحب افغان افغانستان۔

۱۳۶۔ ” عبد الرحیم خان صاحب افغان مرحوم ولد سید امیر صاحب ریاست خوست۔ کابل۔ افغانستان۔

۱۳۷۔ ” نذر محمد خان صاحب افغان مرحوم ولد شاہ بک خان صاحب علاقہ خوست۔ کابل۔ افغانستان۔

۱۳۸۔ ” مولوی عبد المطلب صاحب بنگالی ولد منشی دائم اللہ صاحب

۱۳۹۔ ” محمد صادق صاحب ناقد ولد اللہ رکھا صاحب ضلع لائلپور

۱۴۰۔ ” بشیر احمد صاحب باگڑوی ولد محمد اسمٰعیل صاحب

۱۴۱۔ ” عبد الحق صاحب مبلغ ولد قریشی احمد دین صاحب منو منج گنج ضلع سیالکوٹ۔

فہرست ۳

بعض اور درویشانِ کرام

ذیل میں اُن درویشوں کی فہرست درج کی جاتی ہے جو ابتدائی پُر آشوب زمانہ کے بعد مختلف اوقات میں خدمتِ مرکز کے لئے تشریف لائے اور اُس وقت سے خدماتِ سلسلہ بجا لا رہے ہیں۔ جزاہم اللہ خیراً۔ ان میں سے بعض احباب وفات پا چکے ہیں جن کے نام کے ساتھ مرحوم کا لفظ لکھ دیا گیا ہے۔ خدا تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ آمین۔

۱۔ مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب فاضل ولد محترم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب
۲۔ ” حافظ نور الٰہی صاحب مرحوم ولد محمد عارف صاحب ساکن کوٹ مومن ضلع سرگودھا۔ (وفات پا کر بہشتی مقبرہ قادیان میں مدفون ہوئے)
۳۔ مکرم مولوی منظور احمد صاحب ولد ماسٹر یعقوب علی صاحب گھنوکے ججہ ضلع سیالکوٹ۔
۴۔ ” افتخار احمد صاحب اشرف ولد ماسٹر محمد علی صاحب اظہر
۵۔ ” بابا اللہ دتا صاحب ولد ہیا صاحب قادیانی
۶۔ ” عبد الاحد خان صاحب افغان ولد فتح محمد خان صاحب
۷۔ ” بابا محمد الدین صاحب ولد بھولا صاحب قادیانی۔
۸۔ ” حاجی ممتاز علی صاحب مرحوم ولد خان فدا علی خان صاحب گوہر رامپوری
۹۔ ” فتح محمد صاحب ناتباتی ولد محمد عبد اللہ صاحب ولد رتن پانی
۱۰۔ ” بابا نور احمد صاحب باورچی ولد کرم دین صاحب
۱۱۔ ” فضل محمد اسمٰعیل صاحب ولد نظام دین صاحب ساکن لاہور

۱۲ - مکرم چوہدری عبد القدیر صاحب ولد چوہدری عمر دراز خان صاحب موہلنکے -

۱۳ - حضرت منشی محمد الدین صاحب مرحومؓ واصلباقی نویس کھاریاں ولد نور الدین صاحب -

۱۴ - حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی مرحومؓ ولد جیتہ گوردا اِ نزنل صاحب -

۱۵ - مکرم بابا شیر محمد صاحب مرحومؓ ولد دتہ خان صاحب قادیان

۱۶ - " سلطان احمد صاحب مرحومؓ ولد نور علی صاحب "

۱۷ - " ملک خیر دین صاحب ولد کرم دین صاحب "

۱۸ - " چوہدری محسن دین صاحب باجوہ ولد فضل دین صاحب مرحومؓ ضلع سیالکوٹ -

۱۹ - " چوہدری فیض احمد صاحب گجراتی ولد چوہدری غلام غوث صاحب - کھاریاں -

۲۰ - " مرزا محمد احمد بیگ صاحب ولد مرزا محمد کریم بیگ صاحب

۲۱ - " محمد ابراہیم صاحب غالب بہاری ولد دلاور علی صاحب

۲۲ - " شیخ نور احمد صاحب لودھی ولد فضل احمد صاحب

۲۳ - " ڈاکٹر عطر دین صاحب ولد عبد اللہ صاحب

۲۴ - " حافظ عبد العزیز صاحب جنگلی ولد محمد بخش صاحب

۲۵ - " حاجی محمد الدین صاحب تہالوی ولد نور احمد صاحب

۲۶ - " بابا جان محمد صاحب ولد چوہدری شاہ محمد صاحب آف گھٹیالیاں -

۲۷ - " بابا فضل احمد صاحب ولد چوہدری میرداد صاحب آف گھٹیالیاں -

۲۸ - " چوہدری محمد عبد اللہ صاحب مرحومؓ ولد علی گوہر صاحب لائل پوری -

۲۹ - مکرم چوہدری عطا محمد صاحب ولد رحمت صاحب آف چک لوہٹ -

۳۰ - " حاجی فضل محمد صاحب گورتھلوی ولد موج دین صاحب

۳۱ - " شیخ غلام جیلانی صاحب ولد شیخ سمندر دین صاحب آف موضع سامان ضلع کیمل پور -

۳۲ - " اللہ دتہ صاحب ولد شہباز خان صاحب ساکن دوالمیال ضلع جہلم

۳۳ - " کرم الٰہی صاحب مرحومؓ ولد عیدا صاحب ساکن شاہکے ضلع شیخوپورہ -

۳۴ - " سید محمد شریف صاحب سیالکوٹی ولد سید حسین شاہ صاحب ساکن سیالکوٹ -

۳۵ - " میاں اللہ دین صاحب ولد احمد الدین صاحب شاہدرہ

۳۶ - " محمد احمد صاحب نسیم ولد بابی حسن کی ۱۹ باری -

۳۷ - " بابا غلام محمد صاحب ولد فوجدار صاحب مانگا ضلع سیالکوٹ

۳۸ - " حافظ صدر الدین صاحب مرحوم ولد محمد الدین صاحب قادر آباد ضلع سیالکوٹ

۳۹ - " عبد اللہ خان صاحب ولد فتح محمد صاحب آف بھڑال ضلع سیالکوٹ

ہمارا فرض

سب احمدیوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے درویش بھائیوں کے لئے ہمیشہ دعا کرتے رہیں -

(ابو العطاء)

فہرست ۴

بعض سابق درویشان کے اسماء

[مندرجہ ذیل احباب ابتدائی پُرخطر و پُرآشوب ایام میں قادیان میں خدمات سرانجام دیتے رہے لیکن بعد میں اپنی مجبوریوں کی وجہ سے یا سلسلہ کے فیصلہ سے یہاں سے بھجوائے گئے۔ اللہ تعالیٰ انکو حسبِ اخلاص و مراتب اجر عطا فرمائے۔ آمین۔]

۱۔ مکرم چوہدری مبشر احمد صاحب ولد ماسٹر حسین خاں صاحب مرحوم محلہ دارالفضل قادیان۔
۲۔ ،، خلیفہ منیر الدین صاحب ولد حضرت خلیفہ رشید الدین صاحب قادیان۔
۳۔ ،، چراغ الدین صاحب ولد اللہ دتا صاحب کارکن لنگرخانہ قادیان
۴۔ ،، سید سلطان احمد صاحب ولد سید محمد فضل صاحب ،،
۵۔ ،، سید محمد اجمل صاحب ولد سید محمد افضل صاحب ،،
۶۔ ،، ضیاء الدین صاحب ولد روشن دین صاحب زرگر ،،
۷۔ ،، چوہدری عبدالغفور صاحب ولد اللہ دتا صاحب ،،
۸۔ ،، محمد حسین صاحب ولد نور محمد صاحب ماشکی ،،
۹۔ ،، سید محمد احمد صاحب ولد حسین علی شاہ صاحب ،،
۱۰۔ ،، خواجہ عبدالکریم صاحب خالد ولد خواجہ عبیداللہ صاحب پہلوان ،،
۱۱۔ ،، غفور احمد صاحب شاکر ولد چوہدری نور احمد صاحب ،،
۱۲۔ ،، سراج الدین صاحب مؤذن ولد غلام قادر صاحب ،،
۱۳۔ ،، مولوی غلام احمد صاحب ارشد ولد نور محمد صاحب ،،
۱۴۔ ،، عبدالغنی صاحب ولد فضل الدین صاحب ،،
۱۵۔ ،، عطاء الٰہی صاحب ولد امام الدین صاحب ،،

۱۶۔ مکرم عبدالواحد صاحب رنگریز ولد محمد رمضان صاحب قادیان
۱۷۔ ،، محمود احمد صاحب سرگودھی مرحوم ولد مولا بخش صاحب ،،
۱۸۔ ،، مستری غلام قادر صاحب ولد محمد الدین صاحب ،،
۱۹۔ ،، شیخ محمود احمد صاحب ولد محترم شیخ اللہ بخش صاحب پشاوری ،،
۲۰۔ ،، غلام احمد صاحب ولد محمد الدین صاحب ،،
۲۱۔ ،، مستری محمد عباد اللہ صاحب ولد عبدالحمید صاحب ،،
۲۲۔ ،، شیخ سراج الدین صاحب ولد چراغ الدین صاحب ضلع شیخوپورہ
۲۳۔ ،، عبدالقیوم صاحب کمپونڈر ولد محمد ظہور صاحب قادیان
۲۴۔ ،، منشی محمد سلطان صاحب خوشنویس ولد میاں جمعہ خاں صاحب ،،
۲۵۔ ،، امیر الدین صاحب ولد فضل دین صاحب ،،
۲۶۔ ،، محمد شفیع صاحب پینٹر ولد لعل دین صاحب ،،
۲۷۔ ،، نذیر احمد صاحب ولد محمد عبداللہ صاحب جلد ساز ،،
۲۸۔ ،، حسن محمد صاحب مرحوم ولد نور الدین صاحب ،،
۲۹۔ ،، منشی محمد صادق صاحب مختار رسالہ ولد محمد طفیل صاحب ،،
۳۰۔ ،، عبدالعزیز صاحب گونگا ولد شمس الدین صاحب ،،
۳۱۔ ،، چوہدری محمد صادق صاحب ولد عمر الدین صاحب ضلع نزد ،،
۳۲۔ ،، غلام محمد صاحب ولد رحیم بخش صاحب ،، ،،
۳۳۔ ،، مجید احمد صاحب ولد خواجہ محمد شریف صاحب ،،
۳۴۔ ،، چوہدری عبدالحق صاحب ولد میراں بخش صاحب ،،
۳۵۔ ،، محمد یوسف صاحب بھٹی ولد یعقوب خاں صاحب ،،
۳۶۔ ،، نواب دین صاحب ولد خواجہ الدین صاحب ،،
۳۷۔ ،، جلال الدین صاحب ولد رحیم بخش صاحب ضلع باغبانپورہ ،،
۳۸۔ ،، محمد صدیق صاحب ولد عزیز الدین صاحب ،، ،، ،،
۳۹۔ ،، اللہ دتا صاحب ولد دین محمد صاحب ،، ،، ،،
۴۰۔ ،، محمد شریف صاحب ولد مہر دین صاحب ،، ،، ،،

۴۱ - مکرم عبدالرحمٰن صاحب ولد برکت اللہ صاحب مغل پانجبانہ زدقادیان
۴۲ - " عبدالغنی صاحب ولد محمد بخش صاحب " " "
۴۳ - " محمد اسحاق صاحب ولد عبدالکریم صاحب " " "
۴۴ - " فیروز الدین صاحب ولد کریم اللہ صاحب دین پور تحصیل ضلع گوجرانوالہ
۴۵ - " فتح محمد صاحب ولد روشنے خان صاحب دھرکوٹ بگہ "
۴۶ - " جلال الدین صاحب ولد شہاب الدین صاحب پکیوال "
۴۷ - " مظفر احمد صاحب ولد عبدالمجید صاحب مرسیان "
۴۸ - " محمد اسمٰعیل صاحب ولد بھنڈے خان صاحب حسن پور "
۴۹ - " خدابخش صاحب ولد چوہدری محمد علی صاحب شکار ماچھیاں "
۵۰ - " نذیر احمد صاحب ولد چوہدری رستم علی صاحب " "
۵۱ - " چوہدری عطاء اللہ صاحب ولد چوہدری محمد بخش صاحب پھیروچیچی "
۵۲ - " عبدالستار صاحب ولد اللہ بخش صاحب رعیہ ضلع امرتسر
۵۳ - " محمد یوسف صاحب ولد رحیم بخش صاحب کالس سنگھ والا ضلع لاہور
۵۴ - " محمد صادق صاحب ولد شیخ رحیم بخش صاحب مطلوبہ گنج "
۵۵ - " محمد احمد صاحب ولد مستری محمد اسمٰعیل صاحب راج گڑھ "
۵۶ - " مولوی محمد شریف صاحب ولد محمد علی صاحب چندر کے گولے سیالکوٹ
۵۷ - " غلام حسین صاحب ولد ملک شیخ دین صاحب پتوکی ضلع لاہور
۵۸ - " عبدالحمید صاحب بٹ ولد مولوی احمد الدین صاحب نارووال
۵۹ - " محمد رفیق صاحب ولد چوہدری علی بخش صاحب بھڑتانوالہ سیالکوٹ
۶۰ - " محمد شریف صاحب ولد محمد علی صاحب چندر کے گولے "
۶۱ - " عبدالحق صاحب ولد احمد دین صاحب گنج تحصیل ڈسکہ "
۶۲ - " خورشید احمد صاحب ضیاء ولد ثناء اللہ صاحب گوہر پور "
۶۳ - " چوہدری عطاء اللہ صاحب ولد چوہدری عبدالرحمٰن صاحب خان پیاٹوالی
۶۴ - " مستری روشن دین صاحب ولد مستری کرم دین صاحب پھلورہ چانگریاں
۶۵ - " چوہدری نبی احمد صاحب چیمہ ولد چوہدری غلام محمد صاحب ستارپور

۶۶ - مکرم بشیر احمد صاحب ولد محمد حسین صاحب ڈھلوں ضلع گوجرانوالہ
۶۷ - " چوہدری غلام رسول صاحب ولد چوہدری شاہ محمد صاحب دولت پور
۶۸ - " شریف احمد صاحب ولد غلام محمد صاحب کوٹ رحمت خان شیخوپورہ
۶۹ - " محمد امین صاحب زرگر ولد مبارک احمد صاحب پنڈی چیری "
۷۰ - " صوبیدار اللہ یار صاحب بلوچ ولد فتح محمد خان صاحب
چاہ جوگی والا سرداری پور سرگودھا۔
۷۱ - " ذکریا خان صاحب ولد محمد صدیق صاحب مجوکا۔
۷۲ - " چوہدری نذیر احمد صاحب ولد خدابخش صاحب دھونی گھالا ٹبہ
۷۳ - " صدیق احمد صاحب ولد چراغدین صاحب گوکھووال "
۷۴ - " غلام رسول صاحب ولد محمد الدین صاحب " "
۷۵ - " میر بشیر احمد صاحب ولد مولوی نظام الدین صاحب ضلع سیالکوٹ
۷۶ - " عبدالغفور صاحب ولد مولوی رحمت اللہ صاحب
کوٹ اللہ دین ضلع منٹگمری۔
۷۷ - " صلاح الدین صاحب زرگر ولد فضل حق صاحب منڈی گوگیرہ منٹگمری
۷۸ - " عبدالحق صاحب ناصر ولد عبدالمجید صاحب "
۷۹ - " راجہ محبوب خان صاحب ولد راجہ غلام محمد صاحب ملوٹ ضلع جہلم
۸۰ - " چوہدری عطاء اللہ صاحب ولد سلطان بخش صاحب کمہار "
۸۱ - " ملک ضیاء الحق صاحب ولد ملک بہاء الحق صاحب دوالمیال "
۸۲ - " میر رفیع احمد صاحب ولد ڈاکٹر برکت اللہ خان صاحب
نئی آبادی۔ گجرات
۸۳ - " مرزا غالب بیگ صاحب ولد محمد اکرم بیگ صاحب
متصل مسجد احمدیہ گجرات۔
۸۴ - " خواجہ محمد اسمٰعیل صاحب ولد خواجہ غلام رسول صاحب گجرات
۸۵ - " احمد خان صاحب ولد باز خان صاحب "
۸۶ - " چوہدری محمد احمد صاحب ولد چوہدری فضل احمد صاحب لنگریالی "

۸۷- مکرم چوہدری عبدالغنی صاحب ولد محمد حیات صاحب کھاریاں گجرات
۸۸- 〃 حکیم سراج دین صاحب ولد محمد بخش صاحب شادیوال 〃
۸۹- 〃 محمد شفیع صاحب ولد قمر الدین صاحب 〃 〃
۹۰- 〃 محمد حسین صاحب ولد غلام حسین صاحب 〃 〃
۹۱- 〃 غلام محمد صاحب ولد رحیم بخش صاحب عالم گڑھ 〃
۹۲- 〃 بشیر احمد صاحب ولد مولا بخش صاحب 〃 〃
۹۳- 〃 خان محمد صاحب ولد امام دین صاحب 〃 〃
۹۴- 〃 عمر فاضل صاحب ولد شاہ محمد صاحب چک سکندر 〃
۹۵- 〃 محمد خان صاحب ولد کالے خان صاحب 〃 〃
۹۶- 〃 غلام محمد صاحب ولد فتح علی صاحب 〃 〃
۹۷- 〃 سلطان احمد صاحب ولد محمد امین صاحب شیخوپورہ
۹۸- 〃 محمد اشرف صاحب ولد رحمت خان صاحب چاکانوالی گجرات
۹۹- 〃 فضل احمد صاحب ولد منشی احمد الدین صاحب 〃 〃
۱۰۰- 〃 عبدالقیوم صاحب ولد احمد دین صاحب گوگووال 〃
۱۰۱- 〃 سید منظور احمد صاحب ولد سید حسین شاہ صاحب مجوکے 〃
۱۰۲- 〃 رفیع الدین صاحب ولد میراں بخش صاحب سوک کلاں 〃
۱۰۳- 〃 محمد خان صاحب ولد ابراہیم خان صاحب فتح پور 〃
۱۰۴- 〃 عطاء اللہ صاحب ولد اللہ دتہ صاحب پیڑانوالہ 〃
۱۰۵- 〃 عبدالحی صاحب ٹیلر ولد عطاء محمد صاحب ڈنگہ 〃
۱۰۶- 〃 چوہدری نبی احمد صاحب مالی ولد چوہدری عالم دین صاحب لنگے 〃
۱۰۷- 〃 جلال دین صاحب ولد تاج دین صاحب مونگ 〃
۱۰۸- 〃 میاں مجید احمد صاحب ناصر ولد محمد مراد صاحب کا بھیاں گوجرانوالہ
۱۰۹- 〃 عبدالکریم صاحب ولد نبی بخش صاحب 〃 〃
۱۱۰- 〃 نذر محمد صاحب ولد اللہ دتہ صاحب ورم کوٹ 〃
۱۱۱- 〃 محمد صادق صاحب ولد چوہدری محمد ابراہیم صاحب چک وال 〃

۱۱۲- مکرم محمد عبداللہ صاحب ولد غلام محمد صاحب ریتال ریاست جموں
۱۱۳- 〃 محمد اسلم صاحب ولد عزیز محمد صاحب ریاست بہاولپور
۱۱۴- 〃 شاہ محمد صاحب ولد فتح دین صاحب 〃 〃
۱۱۵- 〃 چوہدری غلام رسول صاحب چیمہ ولد چوہدری مظفر خان صاحب
چک ۱۲۱ نہر مراد۔ بہاولپور۔
۱۱۶- 〃 محمد شفیع صاحب ولد فضل دین صاحب چک ۹۲ بہاولپور
۱۱۷- 〃 اسلم خان صاحب ولد اسد اللہ خان صاحب فتح پور یو۔پی
۱۱۸- 〃 محمد خان صاحب ولد احمد خان صاحب گرمس گھاٹ سندھ
۱۱۹- 〃 گہنان خان صاحب ولد علی بخش صاحب 〃 〃
۱۲۰- 〃 عبدالرحمٰن صاحب ولد محمد رمضان صاحب 〃 〃
۱۲۱- 〃 علاؤ الدین صاحب ولد امام الدین صاحب دیہر لودھی 〃
۱۲۲- 〃 کریم بخش صاحب ولد محمد عبداللہ صاحب اسلام آباد کوئٹہ
۱۲۳- 〃 احمد دین صاحب ولد علم دین صاحب کانسی روڈ 〃
۱۲۴- 〃 عبدالرحمٰن خان صاحب ولد عبداللہ خان صاحب لورالائی روڈ 〃
۱۲۵- 〃 مولوی عبدالقادر صاحب لسانی ولد محمد بخش صاحب
ڈیرہ غازی خان۔
۱۲۶- 〃 صوبیدار عبدالغفور صاحب ولد خوشحال خان صاحب
ٹوپی ضلع مردان۔
۱۲۷- 〃 نعمت اللہ خان صاحب ولد عنایت اللہ خان صاحب
علاقہ خوست۔ افغانستان
۱۲۸- 〃 مظہر علی صاحب ولد اکبر علی صاحب ڈگدیہ بنگال
۱۲۹- 〃 عبدالسلام صاحب ولد کالو حاجی صاحب چراگی 〃
۱۳۰- 〃 پی محمد صاحب ولد عبداللہ صاحب کنانور مالابار
۱۳۱- 〃 اللہ دتا صاحب ولد علی بخش صاحب۔
۱۳۲- 〃 محمد شریف صاحب ولد نبی بخش صاحب۔

۱۳۳۔ مکرم قریشی عبدالرشید صاحب سابق وکیل المال تحریک جدید ربوہ
۱۳۴۔ " نعمت اللہ صاحب قلعی گر ولد حکیم اللہ دتا صاحب قادیان
۱۳۵۔ " فیق احمد صاحب یونس ولد محترم ماسٹر محمد اسمٰعیل صاحب سابق مشرقی "
۱۳۶۔ " محمد یحییٰ صاحب " " " " "
۱۳۷۔ " محمد علی صاحب ولد چوہدری اکبر علی صاحب چک سکندر گجرات
۱۳۸۔ " مرزا محمد الدین صاحب ولد مرزا غلام محمد صاحب کالا ناوالی "
۱۳۹۔ " ملک غلام محمد صاحب ولد بڈھے خان صاحب ترگڑی "
۱۴۰۔ " امیر علی صاحب ولد عبدالمجید صاحب ساکن جہلم
۱۴۱۔ " محمد نواز صاحب ولد مہر دین صاحب فیروز والہ گوجرانوالہ
۱۴۲۔ " غلام رسول صاحب حجام ولد احمد دین صاحب کوٹ شاہ عالم "
۱۴۳۔ " سردار علی صاحب کھرل ولد غلام قادر صاحب چک ۲۲۴ لائلپور۔

فہرست ۵

بعض سابق درویشانِ قادیان

[مندرجہ ذیل احباب نے ۱۹۴۷ء میں مختلف قافلوں میں خدمت مرکز کے لئے قادیان تشریف لائے اور کچھ عرصہ خدمت کرنے کے بعد اپنی مجبوریوں یا سلسلہ کے فیصلہ سے قادیان سے چھوڑ گئے۔ جزاھم اللہ خیراً۔]

۱۔ حضرت بھائی عبدالرحیم صاحب مرحوم ولد جیدا سنگھ صاحب
۲۔ مکرم کیپٹن ڈاکٹر بشیر احمد صاحب حال ربوہ ولد محترم مہر دین صاحب۔ دسوہا ضلع ہوشیارپور۔
۳۔ " قناعت احمد صاحب ولد خوشی محمد صاحب قادیان
۴۔ " مولوی عبدالوہاب صاحب عمر ولد حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ

۵۔ مکرم محمد ابراہیم صاحب خادم مرحوم ولد مہتاب الدین صاحب قادیان
۶۔ " ماسٹر محمد یٰسین صاحب ولد علم دین صاحب کوئٹہ
۷۔ " صوفی خدا بخش صاحب زیروی ولد گوہر خان صاحب
۸۔ " میر محمد اکبر خان صاحب ولد میر محمد بخش صاحب ایڈووکیٹ گوجرانوالہ
۹۔ " مستری جان محمد صاحب ولد حسن بخش صاحب قادیان
۱۰۔ " محمد تسنیم صاحب ولد محی الدین صاحب سیلون۔
۱۱۔ " ملک محمد عبداللہ صاحب ولد ملک عبدالرحمٰن صاحب سیالکوٹ
۱۲۔ " ملک محمد یوسف صاحب ولد ملک علی محمد صاحب روتچہ۔ جہلم
۱۳۔ " دوست محمد صاحب ولد پیرن خان صاحب ڈیرہ غازی خان "
۱۴۔ " نور محمد صاحب باشکل ولد اللہ دتا صاحب قادیان
۱۵۔ " صدیق احمد صاحب ولد نور محمد صاحب "
۱۶۔ " شیخ محمد ذوقی صاحب مرحوم ولد تاج محمود صاحب چنیوٹ جھنگ
۱۷۔ " خواجہ ضیاء الحق صاحب ولد خواجہ عبدالحق صاحب گوجرہ لائلپور
۱۸۔ " چوہدری شکر دین صاحب مرحوم ولد چوہدری اچھے دین صاحب
بن باجوہ ضلع سیالکوٹ۔
۱۹۔ " عبدالکریم صاحب حجام ولد اللہ دتا صاحب تہہ گڑھی۔ گوجرانوالہ
۲۰۔ " چوہدری بابا صدر دین صاحب ولد چوہدری فضل داد صاحب
ککرالی ضلع گجرات۔

خاص ثواب کا موقعہ

درویشانِ کرام کی مالی مشکلات میں ان کی امداد کرنا بہت بڑے ثواب کا موجب ہے۔ ہم سب کو حسب توفیق اس میں حصہ لینا چاہیئے۔! (ایڈیٹر)

فہرست ۶

عرصۂ درویشی میں مہاجرین قادیان

۱۹۵۰ء میں قادیان کی احمدی آبادی کو ترقی دینے اور مرکزی جماعت کو مضبوط کرنے کے لئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے ماتحت ہندوستانی جماعتوں کے احباب کو قادیان میں آباد ہونے کی تحریک کی گئی۔ چنانچہ مندرجہ ذیل خاندان قادیان میں آ کر آباد ہوئے ان میں سے پہلے درج شدہ آٹھ خاندان مستقل طور پر قادیان میں مقیم ہو گئے اور بقیہ خاندان کچھ عرصہ کے بعد بسبب تقاضائے حالات واپس چلے گئے۔

۱۔ مکرم منشی عبد الرحیم صاحب ثاقب مع اہل وعیال امروہہ یو۔پی
۲۔ ″ حافظ سخاوت علی صاحب ″ ″ شاہجہانپور ″
۳۔ ″ جمیل احمد صاحب ولد علیم اللہ صاحب ″ ″ امروہہ ″
۴۔ ″ مظہر حسین صاحب ولد احمد حسین صاحب ″ ″ میران پور کٹرہ شاہجہانپور یو۔پی
۵۔ ″ حکمت اللہ صاحب ولد محمد عبد اللہ صاحب ″ ″ ″ ″
۶۔ ″ محمد حسین صاحب ″ ″ ″ ″ ″
۷۔ ″ ایچ حسین صاحب ″ ″ کنانور شمالی مالابار
۸۔ ″ محمد عمر صاحب ″ ″ مرزا پور۔ یو۔پی
۹۔ ″ حکیم خلیل احمد صاحب ولد واعظ علی صاحب مونگھیر مع اہل وعیال صوبہ بہار۔ آپ کو بطور ناظر تعلیم و تربیت اور ممبر صدر انجمن احمدیہ قادیان بھی خدمات سر انجام دینے کی کئی سال تک توفیق ملی۔
۱۰۔ مکرم ضمیر احمد صاحب مع اہل وعیال امروہہ یو۔پی
۱۱۔ ″ محمد علی صاحب ″ ″ ″ ″
۱۲۔ ″ ننھے میاں صاحب ″ ″ ″ ″
۱۳۔ ″ یوسف علی صاحب ″ ″ اوڈیشہ پور کٹیا ″
۱۴۔ ″ امام علی صاحب ″ ″ ″ ″
۱۵۔ ″ مبارک احمد صاحب ″ ″ ″ ″
۱۶۔ ″ اے عبد الرحمٰن صاحب ″ ″ کنانور۔ شمالی مالابار
۱۷۔ ″ کے محمد صاحب ″ ″ ″ ″
۱۸۔ ″ سید ظفر احمد صاحب ″ ″ مونگھیر۔ بہار
۱۹۔ ″ ماسٹر قمر الدین صاحب ″ ″ شاہجہانپور۔ یو۔پی
۲۰۔ ″ محمد علی صاحب ″ ″ امروہہ ″
۲۱۔ ″ سلیم احمد صاحب ″ ″ ″ ″
۲۲۔ ″ عبد المجید صاحب ″ ″ ″ ″

فہرست ۷

وفات یافتہ درویش

مِنْهُمْ مَنْ قَضٰى نَحْبَهٗ

ذیل میں اُن درویشوں کے اسماء درج کئے جاتے ہیں جنہوں نے زمانۂ درویشی میں جامِ وصال پیا۔ اور بہشتی مقبرہ میں مدفون ہوئے۔

(۱) محترم بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی ولد گورا ندتہ مل۔
تاریخ وفات ۵/۱/۶۱ بعمر ۸۰ سال۔ وصیت نمبر ۱۲۹

(۲) ″ حافظ صدر الدین صاحب ولد میاں محمد الدین صاحب۔
تاریخ وفات ۳/۹ بعمر ۶۹ سال۔ وصیت نمبر ۴۲۱۳

(۳) محترم بابا عبدالسبحان صاحب ولد میاں رحمن میر صاحب قادیان
تاریخ وفات ۲۳ ۳/۴۹ بعمر ۶۰ سال وصیت نمبر ۵۵۵۲

(۴) ″ سلطان احمد صاحب ولد نور احمد صاحب قادیان۔
تاریخ وفات ۱۲ ۳/۵۵ بعمر ۴۸ سال۔ وصیت نمبر ۳۰۴۸

(۵) ″ بابا محمد احمد خان صاحب المعروف محبوب خان صاحب
ولد غلام حسین صاحب مرڑ و عہ حال قادیان۔ تاریخ
وفات ۲۰ ۶/۵۶ بعمر ۷۰ سال وصیت نمبر ۲۲۲۵

(۶) ″ عبداللہ خان صاحب افغان ولد عبدالغفار صاحب
تاریخ وفات ۱۸ ۳/۵۴ وصیت نمبر ۱۹۲

(۷) ″ شمس الدین خان صاحب معذور ولد شیریں خان صاحب
ساکن کوہاٹ حال قادیان۔ تاریخ وفات ۱۱ ۴/۵۶
وصیت نمبر ۱۳۱۴

(۸) ″ بابا اللہ دتا صاحب ولد شہباز خان صاحب والیال
حال قادیان۔ تاریخ وفات ۱۰ ۶/۵۴ بعمر ۹۴ سال۔
وصیت نمبر ۹۱۱۶۔

(۹) ″ مجید احمد صاحب ولد غلام حسین صاحب قادیان۔
تاریخ وفات ۲ ۱۰/۴۹ وصیت نمبر ۱۰۹۱۱۔

(۱۰) ″ بھاگ دین صاحب درویش ولد محمد بخش صاحب قادیان
تاریخ وفات ۱۲ ۳/۵۴ بعمر ۸۰ سال وصیت نمبر ۲۷۶۹

(۱۱) ″ بابا کرم الٰہی صاحب ولد عیدا صاحب آف بھڈیار۔
تاریخ وفات ۲۵ ۹/۵۹ بعمر ۶۲ سال وصیت نمبر ۹۲۲۲

(۱۲) ″ میاں غلام محمد صاحب شہید ولد مستری غلام قادر صاحب
سیالکوٹ۔ تاریخ وفات ۲ ۱۱/۴۸ بلا وصیت۔

(۱۳) ″ میاں خدا بخش صاحب ولد گاگر صاحب طغلوالہ حال قادیان
تاریخ وفات ۲۵ ۵/۵۹ بعمر ۸۰ سال وصیت نمبر ۱۲۵۵۵

(۱۴) مکرم قدر محمد خان صاحب ولد مطیع اللہ خان صاحب قادیان
تاریخ وفات ۲۸ ۵/۶۱ بعمر ۶۲ سال وصیت نمبر ۲۲۴۳

(۱۵) ″ میاں احمد دین صاحب ولد حکیم اللہ بخش صاحب قادیان
تاریخ وفات ۱۶ ۶/۵۹ بعمر ۶۴ سال وصیت نمبر ۱۱۶۲۲

(۱۶) ″ عبدالرحیم صاحب ولد محمد جعفر صاحب قادیان۔
تاریخ وفات ۱۰ ۹/۶۱ بعمر ۶۰ سال وصیت نمبر ۱۱۵۰

(۱۷) ″ فضل الٰہی صاحب گجراتی ولد محمد عبداللہ صاحب آف
کھاریاں حال قادیان۔ تاریخ وفات ۹ ۷/۶۲
بعمر ۶۳ سال وصیت نمبر ۱۰۸۹۸

(۱۸) ″ حافظ نور الٰہی صاحب درویش ولد حافظ محمد عارف صاحب
تاریخ وفات ۲۶ ۷/۵۸ بعمر ۴۴ سال وصیت نمبر ۶۹۵۸

(۱۹) ″ سلطان احمد صاحب ولد محمد بخش صاحب ساکن کھاریاں
حال قادیان۔ تاریخ وفات ۲۹ ۳/۵۹ بعمر ۶۲ سال
وصیت نمبر ۱۰۸۰۱۔

(۲۰) ″ چوہدری محمد عبداللہ صاحب ولد علی گوہر صاحب ڈلیوری
تاریخ وفات ۲۴ ۳/۶۲ وصیت نمبر ۱۸۷۴

(۲۱) ″ حاجی ممتاز علی خان صاحب ولد حافظ صاحب مولوی
ذوالفقار علی خان صاحب مرحوم۔ تاریخ وفات ۱۹ ۷/۶۴
وصیت نمبر ۱۸۰۹

(۲۲) ″ فضل الدین صاحب ماشکی ولد نور محمد صاحب قادیان۔
تاریخ وفات ۱۸ ۱/۶۲ بعمر ۶۱ سال وصیت نمبر ۱۰۶۸۶

(۲۳) ″ میاں مولا بخش صاحب باورچی ولد خیرات اللہ صاحب
ساکن قادیان۔ تاریخ وفات ۲۴ ۷/۶۵ بعمر ۸۰ سال
وصیت نمبر ۱۰۵۲۲۔

(۲۴) ″ نیاز اللہ صاحب ولد شیخ نعیم اللہ صاحب فیض آبادی

حال قادیان۔ تاریخ وفات ۶ ۳/۵۵ بعمر ۷۰ سال۔
وصیت نمبر ۷۸۴

(۲۵) مکرم بابا بھاگ صاحب ولد جیوا صاحب قادیان
تاریخ وفات ۷/۵۶ ۱۸ وصیت نمبر ۱۹۰۲

(۲۶) ” شیخ احمد صاحب ولد غلام محمد صاحبؓ قادیان۔
تاریخ وفات ۲/۵۸ ۱۰ بعمر ۷۵ سال وصیت نمبر ۱۰۹۰۱

(۲۷) ” میاں عبدالرحیم خان صاحب افغان ولد سید امیر صاحب پٹھان۔ تاریخ وفات ۱۰/۶۲ ۳۱ بعمر ۸۴ سال وصیت نمبر ۲۱۰۱۔

میرے تین خواب

(بقیہ صـ۶۳)

رستہ میں امرتسر سٹیشن پر ڈاکٹر جگن ناتھ صاحب ملاقی ہوئے اور انہوں نے مجھے بتایا کہ آپ کا بڑا لڑکا شیش کمار کئی روز سے میعادی بخار میں مبتلا ہے۔ ایک روز اس کا ٹمپریچر بہت بڑھ گیا اور تشویش بڑھ گئی۔ جب میں قادیان پہنچا تو لڑکے کا ٹمپریچر ۱۰۲ تھا۔ جس رات میں نے دہلی میں خواب دیکھا تھا اسی رات ہی لڑکے کی حالت زیادہ خراب تھی۔ اور میں نے جو خواب میں حضرت صاحب اور فضل الٰہی اور دودھ وغیرہ کے نظارے دیکھے یہ خدا کی رحمت تھی جو میرے لڑکے کے شاملِ حال رہی اور اس کی حالت بہتر ہوگئی۔

خاکسار:-

ملک راج وائس پریذیڈنٹ
کانگرس کمیٹی قادیان
۱۴ ۷/۶۲

فہرست امراء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی قادیان سے ہجرت کے بعد قادیان کے امراء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ۳۱ راگست ۱۹۴۷ء کو ایک بجے بعد دوپہر کے قریب قادیان مقدس سے لاہور کے لئے روانہ ہوئے۔ حضور اقدس نے اپنے بعد حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے رضی اللہ عنہ کو قادیان اور ملحقہ علاقہ کے لئے **امیر** نامزد فرمایا۔ آپ حضور کے ارشاد پر ۲۳ ستمبر ۱۹۴۷ء کو لاہور پہنچ گئے۔ آپ کے تشریف لے جانے کے بعد ۲۴ ستمبر سے ۱۴ اکتوبر ۱۹۴۷ء تک حضرت مرزا عزیز احمد صاحب ایم۔ اے خلف الرشید حضرت مرزا سلطان احمد صاحبؓ امیر رہے۔ آپ کے زمانۂ امارت میں قادیان اور گردو پیش کے حالات زیادہ مخدوش ہوتے گئے۔ ۱۴ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو آپ کی جگہ مولنا جلال الدین صاحب شمسؔ امیر مقرر ہوئے جو صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ اور بعض دیگر اصحاب السابقین احباب کی معاونت سے امارت کے فرائض ۱۶ نومبر ۱۹۴۷ء تک سرانجام دیتے رہے۔ ۱۶ نومبر ۱۹۴۷ء سے امارت کے فرائض حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل کے سپرد ہوئے۔ دراصل زمانۂ درویشی کی ابتدا اِسی تاریخ سے ہوئی۔ محترم مولنا صاحب اُس تاریخ سے اب تک اِس ذمہ داری اور بارِ گراں کو اللہ تعالےٰ کی نصرت اور تائید سے سنبھالے ہوئے ہیں +

تعلیمی اور رفاہی کاموں کی ایک جھلک

زمانۂ درویشی میں احباب کی علمی ترقی

ادارہ جات مدرسہ احمدیہ، تعلیم الاسلام مڈل سکول، گرلز سکول اور احمدیہ شفاخانہ

زمانۂ درویشی کی ابتداء میں درویشوں کی زندگی محصوریت کی زندگی تھی۔ تقریباً ڈھائی سال تک قادیان میں سوائے عبادت، دعا اور اپنے طور پر مطالعہ کے اور کوئی میدان علمی ترقی کا درویش حضرات کے سامنے نہ تھا۔ ہاں مساجد میں قرآن کریم و احادیث اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا درس باقاعدہ ہوتا تھا اور صبر و رضا اور زہد و اتقاء پیدا کرنے کی تلقین ہوتی تھی۔ مندرجہ ذیل احباب مسجد مبارک اور مسجد اقصیٰ میں تدریس کا فریضہ ادا کرتے تھے:۔

(۱) محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب (۲) مولانا محمد ابراہیم صاحب فاضل (۳) مولانا شریف احمد صاحب امینی۔ (۴) مولوی عبد الحق صاحب فاضل (۵) مولوی عمر علی صاحب فاضل (۶) گیانی بشیر احمد صاحب (۷) مولوی محمد یوسف صاحب فاضل (۸) مولوی محمد حفیظ صاحب فاضل (۹) مولوی ولی الدین صاحب فاضل (۱۰) مولوی محمد عمر صاحب مالاباری فاضل (۱۱) قریشی عطاء الرحمٰن صاحب (۱۲) مولانا محمد سلیم صاحب فاضل (۱۳) مولانا بشیر احمد صاحب فاضل۔

رمضان المبارک کا مسجد اقصیٰ کا روایتی درس بھی باقاعدہ جاری رہا اور مندرجہ ذیل علماء کو اس خدمت کا موقعہ ملا:۔

(۱) صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب (۲) مولانا محمد ابراہیم صاحب فاضل (۳) مولوی محمد حفیظ صاحب فاضل (۴) مولوی عبد القادر صاحب فاضل (۵) مولوی عمر علی صاحب فاضل (۶) مولانا ابو العطاء صاحب جالندھری۔

جب حالات کسی قدر سازگار ہو گئے اور درویشوں کی محصوریت کی جگہ فعال زندگی شروع ہو گئی تو اگرچہ اس چھوٹی سی جماعت کے لئے ممکن نہ تھا کہ وہ حسب سابق وسیع پیمانے پر اپنے تعلیمی ادارے مثلاً تعلیم الاسلام کالج، تعلیم الاسلام ہائی سکول، نصرت گرلز ہائی سکول، کالج اور جامعہ احمدیہ وغیرہ کو جاری رکھ سکتے تاہم ایک حد تک وقتی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے مدرسہ احمدیہ، تعلیم الاسلام مڈل سکول، نصرت گرلز مڈل سکول، دیہاتی مبلغین کلاس اور حافظ کلاس ایسے ادارے درویشوں کی طرف سے قائم کر دیئے گئے۔ ان اداروں میں معلمین اور معلمات کے اسماء ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:۔

معلمین مدرسہ احمدیہ

(۱) مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل (۲) مولوی محمد حفیظ صاحب فاضل (۳) مولوی عمر علی صاحب فاضل (۴) مولوی محمد یوسف صاحب فاضل (۵) مولوی محمد صادق صاحب ناقد فاضل (۶) مولوی محمد نعمان صاحب فاضل دیوبند (۷) مولوی محمد عمر صاحب فاضل۔

معلمین تعلیم الاسلام مڈل سکول

(۱) ماسٹر گیانی بشیر احمد صاحب بی۔اے (۲) ماسٹر سید عبد الحی صاحب (۳) ماسٹر عبد الحق صاحب مالاباری بی۔اے (۴) ماسٹر نثار احمد صاحب (۵) ماسٹر نواب علی صاحب (۶) ماسٹر سید منظور شاہ صاحب (۷) ماسٹر مولوی عطاء اللہ صاحب (۸) سید شہامت علی صاحب (۹) قریشی فضل حق صاحب۔

معلّم حافظ کلاس :- حافظ الہ دین صاحب۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس وقت مدرسہ احمدیہ میں بھارت کے مختلف علاقوں سے آنے والے ۲۳ طلباء اعلیٰ تعلیم پا رہے ہیں۔ جن میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ مڈل سکول اور گرلز سکول کے طلباء و طالبات اس کے علاوہ ہیں۔

معلّمات نصرت گرلز مڈل سکول

(۱) استانی صادقہ خاتون صاحبہ اہلیہ محترم مولوی عبد الرحمٰن صاحب امیر جماعت ہیڈ مسٹرس (۲) استانی ربیعہ خانم صاحبہ ہیڈ مسٹرس پرائمری (۳) استانی خورشید بیگم صاحبہ (۴) استانی امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ۔ (۵) استانی معراج سلطانہ صاحبہ (۶) نصرت پروین صاحبہ۔ (۷) امۃ الرشید صاحبہ (۸) حلیمہ البشریٰ صاحبہ۔

خدا کے فضل سے ہمارے لڑکوں اور لڑکیوں کے سکول پرائمری تک یونیورسٹی کی طرف سے منظور ہو چکے ہیں اور امید ہے کچھ عرصہ بعد مڈل تک کی منظوری بھی ہو جائے گی۔

مدرسہ احمدیہ سے زمانۂ درویشی میں جن خوش نصیب نوجوانوں نے مولوی فاضل پاس کیا اور خدمات سلسلہ اور تبلیغ اسلام کے لئے عملی طور پر میدان میں نکل چکے ہیں ان کے اسماء درج ذیل ہیں :-

(۱) مولوی عبد الحق صاحب مولوی فاضل (۲) مولوی محمد صادق صاحب ناقد مولوی فاضل (۳) مولوی محمد یوسف صاحب مولوی فاضل (۴) مولوی عمر علی صاحب مولوی فاضل (۵) مولوی بشیر الدین صاحب سونگڑھوی مولوی فاضل (۶) مولوی ایم۔ کے محمد بشیر صاحب مالاباری مولوی فاضل (۷) مولوی محمد عمر صاحب مالاباری مولوی فاضل۔ (۸) مولوی کریم الدین صاحب حیدر آبادی مولوی فاضل (۹) مولوی ولی الدین صاحب حیدر آبادی مولوی فاضل (۱۰) مولوی محمد علی صاحب مالاباری مولوی فاضل (۱۱) مولوی عبد اللطیف صاحب ملکانہ مولوی فاضل۔

علاوہ ازیں مندرجہ ذیل نوجوانوں نے اپنے روزمرہ کے فرائض کی ادائیگی کے علاوہ زائد وقت میں اپنے علمی اشتیاق کو پورا کرنے کے لئے پرائیویٹ طور پر یونیورسٹی کی ڈگریاں حاصل کی ہیں اور حاصل کردہ علوم سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لئے مفید وجود ثابت ہو رہے ہیں۔

(۱) محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ فاضل فی التفسیر لکھنؤ یونیورسٹی (۲) چوہدری مبارک علی صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ فاضل فی التفسیر لکھنؤ یونیورسٹی (۳) مولوی منظور احمد صاحب گھنوکے مبلغ سلسلہ احمدیہ فاضل فی التفسیر لکھنؤ یونیورسٹی (۴) چوہدری عبد القدیر صاحب ادیب فاضل۔ ایف۔ اے (۵) بدر الدین صاحب عامل ادیب فاضل —— (۶) یونس احمد صاحب اسلم ادیب فاضل (۷) عبد الغفور صاحب ادیب فاضل ——

(۸) زین العابدین صاحب انور ادیب فاضل۔ ایف۔ اے۔ (۹) عبد الحمید صاحب مومن ادیب فاضل —— (۱۰) مسعود احمد صاحب انیس ادیب فاضل —— (۱۱) گیانی بشیر احمد صاحب ناصر بی۔ اے فاضل فی التفسیر لکھنؤ یونیورسٹی گیانی ——

(۱۲) سیّد شجاعت علی صاحب۔ پربھاکر (ہندی ڈگری) ساہتیہ رتن (ہندی کی اعلیٰ ڈگری) اور ادیب فاضل (۱۳) محترمہ خورشید بیگم صاحبہ اہلیہ ٹھیکیدار بشیر احمد صاحب ادیب فاضل، ایف۔ اے۔ (۱۴) عبد الحق صاحب مالاباری بی۔ اے پنجاب یونیورسٹی (۱۵) مولوی خورشید احمد صاحب پربھاکر، ایف۔ اے (۱۶) عطاء الرحمٰن صاحب عباسی ادیب فاضل (۱۷) گیانی عبد اللطیف صاحب بدھی مان۔

مندرجہ ذیل عزیزوں اور بچیوں نے زمانۂ درویشی میں پنجاب

یونیورسٹی سے میٹرک کا امتحان پاس کیا :-

(۱) یونس احمد صاحب اسلم (۲) سید شہامت علی صاحب (۳) زین العابدین صاحب انور (۴) عبدالحق مالاباری (۵) حبیب الرحمٰن صاحب (۶) محمد حنیف صاحب (۷) مولوی عمر علی صاحب - (۸) مولوی محمد عمر صاحب مالاباری (۹) امۃ اللطیف بشریٰ بنت ٹھیکیدار بشیر احمد صاحب (۱۰) امۃ الرشید بشریٰ " " " " (۱۱) حلیمہ بشریٰ بنت مولوی محمد حفیظ صاحب فاضل (۱۲) نعیمہ شمیم بنت شیخ عبدالحمید صاحب عاجز ناظر بیت المال (۱۳) نصرت پروین بنت قریشی فضل حق صاحب (۱۴) نصرت بنت غلام حسین صاحب -

---

احمدیہ شفاخانہ

صدر انجمن احمدیہ قادیان نے اپنے نہایت ہی محدود ذرائع اور غیر معمولی مخالفانہ حالات کے باوجود اپنی انسانی ہمدردی کی روایات کو قائم رکھتے ہوئے ملکی تقسیم یعنی ۱۹۴۷ء سے اپنی طرف سے ایک خیراتی شفاخانہ کھول رکھا ہے جو کہ احمدیہ شفاخانہ کے نام سے موسوم ہے - فسادات ۱۹۴۷ء سے پہلے انجمن کی طرف سے جدید آلات سے مکمل طور پر آراستہ ایک ہسپتال (**نور ہسپتال**) قائم تھا جو اب سرکاری ہسپتال کے طور پر استعمال ہو رہا ہے - چونکہ یہ ہسپتال حکومت وقت کے قبضہ میں جا چکا تھا اس لئے جماعت احمدیہ نے اپنے محلہ میں ایک موزوں بلڈنگ میں **خیراتی شفاخانہ** کا انتظام کیا جو اسی وقت سے ہر مذہب و ملت کے افراد کے لئے یکساں طور پر نہایت ہمدردی کے ساتھ طبی امداد پہنچاتا چلا جا رہا ہے۔

۱۹۴۷ء سے لے کر اب تک شفاخانہ احمدیہ نے ۹۴۳۴۴ مسلم اور ۲۵۱۰۵۹ غیر مسلم مریضوں کا آؤٹ ڈور کے طور پر اور ۵۲۹ مسلم و غیر مسلم مریضوں کا شفاخانہ میں داخل رکھ کر علاج معالجہ کیا ہے - اس کے انچارج اس وقت ڈاکٹر غلام ربانی صاحب ہیں -

علاوہ ازیں اکتوبر ۱۹۵۵ء میں جن دنوں علاقہ بیٹ میں سیلاب آیا ہوا تھا صدر انجمن احمدیہ نے شفاخانہ احمدیہ کے زیر نگرانی طبی امداد کے لئے والنٹیر بھجوا کر علاقہ بیٹ کے موضع بھیرو پیچی میں ۱½ ماہ تک احمدیہ کیمپ کھولے رکھا - اس دوران میں علاقہ بیٹ کے ۲۲ چھبیس سیلاب زدہ دیہات میں طبی امدادی پارٹی نے ہزاروں مریضوں کا مفت علاج کیا - شفاخانہ کی کارکردگی کے سلسلہ میں چند آراء درج ذیل ہیں :-

(۱) جناب سردار گوربچن سنگھ صاحب باجوہ وزیر صحت پنجاب تحریر فرماتے ہیں :-

"مجھے اس خیراتی شفاخانہ کا معائنہ کر کے خوشی ہوئی ہے جو احمدیہ جماعت کی طرف سے چلایا جا رہا ہے - اس شفاخانہ میں ہر مذہب و ملت کے اشخاص کو داخل کر کے علاج کیا جاتا ہے - اس کا انتظام بہتر اور قابل تعریف ہے - اس شفاخانہ میں روزانہ مریضوں کی تعداد تقریباً ۱۵۰ ہے - اور اس وقت اس میں چار اندڈور مریض داخل ہیں - معلوم ہوتا ہے کہ اس شفاخانہ کا ڈاکٹر انچارج قابل اور ہر دلعزیز ہے جیسا کہ کافی تعداد مریضان سے ظاہر ہوتا ہے جو اس شفاخانہ

سے دوائی حاصل کرتے ہیں۔ درحقیقت
اس ذریعہ سے عام پبلک کے لئے بہت مدد اور
خدمت کی جا رہی ہے جو قابلِ تعریف ہے
میں ڈاکٹر انچارج کو مبارکباد دیتا ہوں اور
انجمن کو بھی جنہوں نے یہ اچھا کام کیا ہے اور
کر رہے ہیں۔ میں اس کی کامیابی اور ترقی
کے لئے دعا کرتا ہوں۔"

(۲) جناب چندر بھان صاحب ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر گورداسپور لکھتے ہیں :-

"میں نے آج احمدیہ ہسپتال قادیان کا
معائنہ کیا۔ یہ شفاخانہ بہت صاف اور
ستھرا پایا گیا۔ ادویات باقاعدہ ترتیب سے
رکھی ہوتی ہیں اور ان پر باقاعدہ لیبل
لگے ہوتے ہیں۔ نئے مریضوں کی حاضری
تقریباً دس ہزار ہے۔ یہ تعداد بہت زیادہ
ہے اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ ادارہ
لوگوں میں ہر دلعزیز ہے۔ اور یہ شہر کے
مرکز میں مناسب موقع پر بھی ہے۔ یہ
ہسپتال تمام مذاہب و اقوام کے لوگوں
کے لئے کھلا ہے اور بڑی عمدگی سے
مفید خدمت پبلک کی کر رہا ہے۔"
دستخط چندر بھان ڈی۔ ایم۔ او۔ ایچ
D.M.O.H. ۲۰ $\frac{۱۲}{۵۹}$

(۳) جناب چوہدری طیب حسین خان صاحب ڈپٹی منسٹر محکمہ صحت حکومت پنجاب چنڈی گڑھ تحریر فرماتے ہیں :-

"ہسپتال اچھی حالت میں چل رہا ہے
اس کی صفائی کی حالت اچھی ہے۔ اس
شفاخانہ کے منتظمین جو خدمت قادیان
کے لوگوں کی خاص طور پر گرد و پیش
کے دیہات کے لوگوں کی عام طور پر
کر رہے ہیں وہ قابلِ قدر ہے۔"
دستخط طیب حسین خان D.M.H.
۳۱ $\frac{۵}{۶۲}$

ان چند آراء کے بعد یہ بتا دینا بھی بہتر ہے کہ اس خیراتی شفاخانہ کے چلانے کے سلسلہ میں جماعت احمدیہ نے عملہ کے اخراجات کے علاوہ صرف ادویات وغیرہ پر اس وقت تک مبلغ اکاسی ہزار تین سو چورانوے روپے (۸۱۳۹۴) خرچ کئے ہیں۔

درویش بھائیوں کے اخلاق

(۱) ایک غیر مسلم اخبار "غریب جنتا" گورداسپور لکھتا ہے :-

"ضلع گورداسپور میں سوائے
قادیان کے کہیں مسلمان نہیں اور قادیان
کے مسلمان نہایت صلح کن اور شریف
ثابت ہوئے ہیں۔ ان سے کسی کو کبھی
شکایت کا کوئی موقعہ نہیں ملا۔"
("غریب جنتا" گورداسپور ۸ فروری ۱۹۵۷ء)

چودھری مبارک علی صاحب درویش - حج بیت‌الله مکہ معظمہ پر جانے والے پہلے درویش حیدرآباد میں تقریر کررہے ہیں - سیٹھ معین الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ صدارت کررہے ہیں -

شیخ مسعود احمد صاحب درویش
ادیب فاضل قادیان
(بھارت میں الفرقان کے نمائیندہ)

عزیز اسمعیل نوری ابن مولوی
عبدالقادر صاحب دانش - ۱۹۴۷ کے بعد
زمانۂ درویشی میں قادیان میں پیدا ہونے
والا پہلا بچہ -

مزار مقدس حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت مولانا نورالدین
خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ
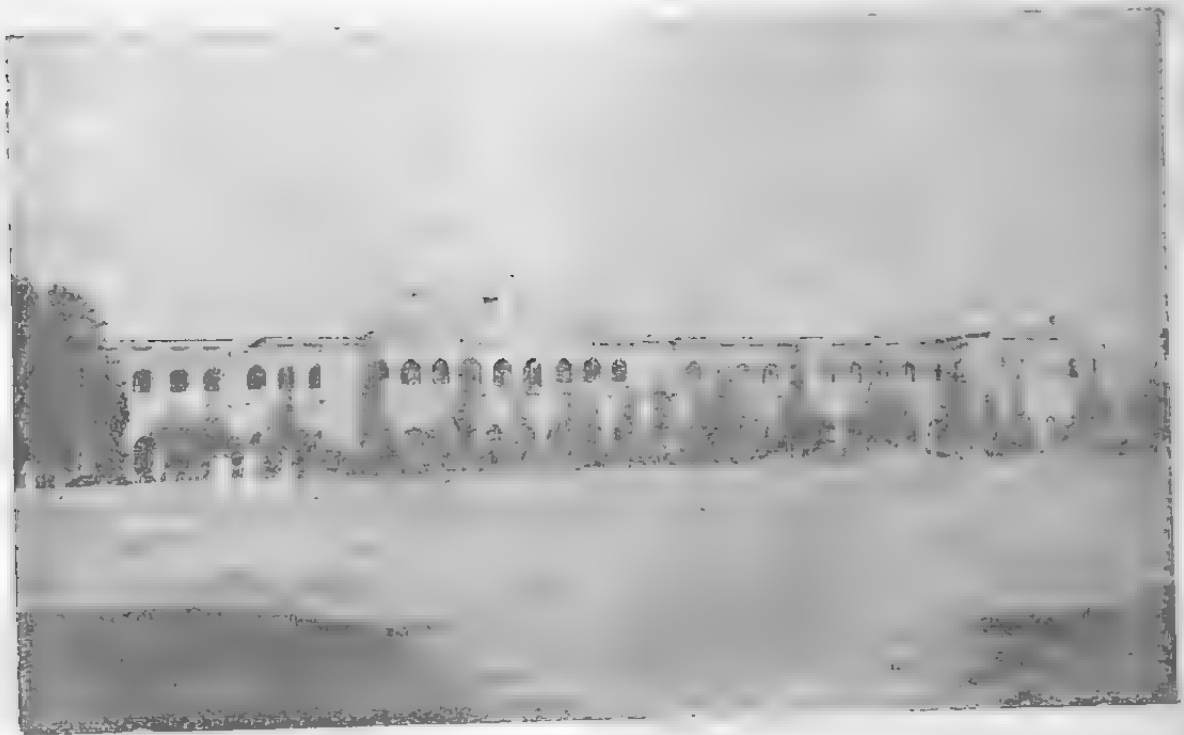
تعلیم الاسلام کالج قادیان کی عمارت

"بہشتی مقبرہ" صداقتِ احمدیت پر ایک درخشندہ دلیل ہے

یہ آسمانی نظام ہمیشہ جاری و ساری رہے گا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دسمبر ۱۹۰۵ء میں رسالہ الوصیت شائع فرمایا اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت بہشتی مقبرہ کی بنیاد رکھی۔ اس مقبرہ میں دفن ہونے کے لئے محرمات سے بچنے والا، دیندار اور متقی ہونے کے علاوہ خدمتِ دین کے لئے مسلسل اور معتدبہ مالی قربانی کرنے والا ہونا بھی ضروری قرار دیا گیا۔ یہ نظام اس وقت قائم کیا گیا جبکہ آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے متواتر الہامات ہو چکے تھے کہ آپ کی **وفات** بالکل قریب ہے اور آپ جلد رحلت فرمانے والے ہیں۔ بلکہ آپ کو آپ کی قبر کی جگہ بھی دکھائی جا چکی تھی۔

آپ نے رسالہ الوصیت میں تحریر فرمایا ہے کہ:۔

> "خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ ایسے **کامل الایمان** ایک ہی جگہ دفن ہوں تا آئندہ نسلیں ایک ہی جگہ اُن کو دیکھ کر اپنا ایمان تازہ کریں اور تا اُن کے کارنامے یعنی جو خدا کے لئے انہوں نے دینی کام کئے ہمیشہ کے لئے قوم پر ظاہر ہوں۔"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس تحریک کے نتیجہ میں آنے والے اموال کے اشاعتِ اسلام وغیرہ میں خرچ کے بارے میں انجمن کو تفصیلی ہدایات دیتے ہوئے اپنے **توکل علی اللہ** کا ان الفاظ میں ذکر فرمایا ہے کہ:۔

> "یہ مت خیال کرو کہ یہ صرف دور از قیاس باتیں ہیں بلکہ یہ اس قادر کا ارادہ ہے جو زمین و آسمان کا بادشاہ ہے۔ مجھے اس بات کا غم نہیں کہ یہ اموال کیونکر جمع ہوں گے اور ایسی جماعت کیونکر پیدا ہوگی جو ایمانداری کے جوش سے یہ مردانہ کام دکھلائے بلکہ مجھے یہ فکر ہے کہ ہمارے زمانہ کے بعد وہ لوگ جن کے سپرد ایسے مال کئے جائیں وہ **کثرتِ مال** کو دیکھ کر ٹھوکر نہ کھائیں اور دنیا سے پیار نہ کریں۔ سو میں دعا کرتا ہوں کہ ایسے امین ہمیشہ اس سلسلہ کو ہاتھ آتے رہیں جو خدا کے لئے کام کرتے رہیں۔"

۱۹۰۸ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد خود آپ کا مدفن بھی بہشتی مقبرہ ہی بنا۔ سینکڑوں ہزاروں احمدیوں نے نیکی و تقویٰ کی زندگی کے ساتھ ساتھ اپنے اموال کے کم از کم دسویں حصے کی وصیت اشاعتِ اسلام کے لئے

کی اور ان میں سے وفات پانے والے مقدسین ان مقبروں میں دفن ہوتے گئے۔ ۱۹۴۷ء کے سانحۂ عظیمہ کے بعد بہت بڑا انقلاب آگیا اور ملکی حالات یکسر بدل گئے۔ مشرقی پنجاب میں خانقاہیں، مقابر اور مساجد ویران ہوگئیں اور دوسرے مسلمانوں کے مذہبی مراکز معدوم ہوگئے لیکن اللہ تعالیٰ نے قادیان کے مرکزِ اشاعتِ اسلام کو قائم رکھا اور اُسے ترقی دے رہا ہے۔ مقبرہ بہشتی اسی طرح موجود ہے بلکہ پہلے سے بھی زیادہ آن بان اور رونق سے موجود ہے۔ بہشتی مقبرہ کا قیام و بقا اِن حالات میں خود صداقتِ احمدیت کی ایک زبردست دلیل ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی شدید مخالفت کے ایام میں رئیس المکفرین مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کو مخاطب کرتے ہوئے بطور پیشگوئی اعلان فرمایا تھا ؎

ھم یذکرونك لاعنین وذکرنا
فی الصالحات یعد بعد فنا

کہ آئندہ زمانہ میں لوگ آپ کی اچھی یاد قائم نہ کریں گے مگر ہمارا ذکر مرنے کے بعد بھی نیکیوں میں شمار کیا جائے گا اور لوگ اچھے طور پر یاد کریں گے۔"

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد دس گیارہ سال زندہ رہے۔ مجھے آخری سالوں میں اُن سے دو دفعہ بٹالہ میں اُن کے گھر میں اور اُن کی مسجد میں ملاقات کا موقعہ ملا تھا۔ اور جب ان کی وفات ہوگئی تو میں نے بعد تلاشِ بسیار ان کی قبر کا پتہ لگایا تھا جو سخت ناقابلِ رشک جگہ و حالت میں تھی۔ اب ۱۹۹۱ء کی ہجرت کے بعد مجھے بارہا زیارتِ قادیان کا موقعہ ملا ہے۔ ایک دفعہ میں نے بٹالہ میں جاکر مولوی صاحب کی قبر بھی دیکھی جو قریباً بے نشان ہو رہی ہے اور کس مپرسی کے عالم میں تھی۔ دوسری طرف قادیان کے بہشتی مقبرہ میں آج بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مزار مبارک پر درود پڑھنے اور دعا کرنے والوں کا تانتا بندھا رہتا ہے۔ جلسہ سالانہ کے ایام میں تو صبح و شام ہر وقت ایک انبوہِ کثیر آپ کیلئے دعائیں کرتا نظر آتا ہے۔ جن کے آنسو جاری ہوتے ہیں اور دل محبت سے لبریز۔ یہ واقعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا کتنا زبردست ثبوت ہے۔ کیا کوئی دردمند خدا ترس انسان اِس نشان کا انکار کرسکتا ہے؟

بہشتی مقبرہ ہر جہت سے احمدیت کی سچائی کا ایک نادر برہان ہے۔ اس وقت تک اِس مقدس مقبرہ میں ۱۲۶۱ بزرگ مرد و خواتین دفن ہوچکے ہیں اور جو موصی حالات کی مجبوری سے وہاں نہیں پہنچ سکے اُن میں سے ۷۲۷ کے یادگاری کتبے بہشتی مقبرہ قادیان میں نصب ہیں۔ ربوہ کے بہشتی مقبرہ میں پاکستان کے موصی دفن ہوتے ہیں۔ اِس وقت تک بھارت کے علاوہ پاکستان اور دیگر ممالک کے موصیوں کی کل تعداد ۱۷۱۵۳ ہے۔

۱۹۴۷ء کے بعد بہشتی مقبرہ قادیان کے تفصیلی حالات پر دو مقالے آئندہ صفحات میں درج ہیں۔

(ابوالعطاء)

بہشتی مقبرہ اور اس کی چار دیواری

(حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان کے قلم سے)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح محمدی کے متعلق پیشگوئی فرمائی تھی کہ یُحَدِّثُهُم بِدَرَجَاتِهِم فِی الْجَنَّةِ (مسلم) یعنی وہ اپنی جماعت کے لوگوں کو اُن کے جنّت میں درجات کے بارہ میں اطلاع دے گا۔ اس پیشگوئی میں مخبرِ صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے لطیف پیرائے میں ایک **بہشتی مقبرہ** کی طرف اشارہ فرمایا تھا جس کا مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں بننا مقدر تھا۔ چنانچہ اسی کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کشفی رنگ میں ایک جگہ دکھائی گئی کہ یہ تیری قبر ہے۔ اسی طرح آپ کو کشفی طور پر ایک قبر دکھائی گئی جو چاندی سے زیادہ چمکتی تھی اور اس کی مٹی چاندی کی تھی۔ اور کہا گیا کہ یہ تیری قبر ہے۔ نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک جگہ دکھائی گئی اور اس کا نام **بہشتی مقبرہ** رکھا گیا۔ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قادیان کے بہشتی مقبرہ کے متعلق فرمایا تھا کہ میرے دل میں خیال ہے کہ اپنے اور اپنی جماعت کے لئے خاص طور پر ایک قبرستان بنایا جائے۔ جس طرح مدینہ منورہ میں بنایا گیا تھا۔ . . . . . یہ بھی ایک وسیلہ مغفرت ہوتا ہے جس کو شریعت میں معتبر سمجھا گیا ہے۔ اس قبرستان کی فکر میں ہوں کہ کہاں بنایا جائے۔ امید ہے کہ خدا تعالیٰ کوئی جگہ میسّر کر دے گا اور اس کے اردگرد **ایک دیوار** چاہیئے۔ (خط بنام حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ مطبوعہ در تاریخ احمدیت جلد سوم)

قبرستان "بہشتی مقبرہ" کا قیام تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہدِ سعادت میں اواخر ۱۹۰۵ء میں عمل میں آگیا تھا لیکن اس کے اردگرد دیوار نہ حضرت اقدس علیہ السلام کی زندگی میں اور نہ ہی ایک لمبا عرصہ بعد تک بن سکی۔ یہاں تک کہ تقسیم ملک کے فوراً بعد حفاظتی نقطۂ نگاہ سے ایک معمولی کچی دیوار بہشتی مقبرہ کے مغربی، جنوبی اور مشرقی جانب بنائی گئی۔ جو وقتی ضرورت کے لئے تھی۔ لیکن اس سے سیدنا حضرت اقدس علیہ السلام کے منشاء کی پورے طور پر تکمیل نہ ہوتی تھی۔ چنانچہ زمانہ درویشی میں اللہ تعالیٰ نے توفیق دی کہ بعض مخلص احباب سلسلہ کے تعاون سے قریباً پینتیس ہزار (-/35000) روپیہ کے خرچ سے یہ چار دیواری حسب منشاء سیدنا حضرت اقدس علیہ السلام پختہ اور دیدہ زیب تیار ہو گئی۔

یہ چار دیواری نہ صرف بہشتی مقبرہ کے اردگرد بنائی گئی ہے بلکہ باغ بہشتی مقبرہ یعنی بڑا باغ بھی اس کے اندر شامل کر دیا گیا ہے۔ مشرقی جانب ایک آہنی گیٹ جو نہایت خوبصورت ہے لگایا گیا ہے۔ جن احباب نے اس چار دیواری کی تعمیر کے لئے خاص طور پر مالی اعانت فرمائی ہے اُن کے اسماء ذیل میں دوستوں کی اطلاع اور دعا کے لئے تحریر کئے جاتے ہیں۔

۱۔ مکرم سیٹھ معین الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد	۲۵۰۷—۰۰
۲۔ مکرم صدیق امیر علی صاحب موگراں۔ الٰہ آباد	۱۹۰۰—۰۰
۳۔ مکرم بابا عبداللہ بخش صاحب درویش قادیان مرحوم سابق تحلی	۱۲۸۷—۰۰
۴۔ مکرم سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی کلکتہ	۱۵۰۰—۰۰
۵۔ مکرم سیٹھ محمد بشیر صاحب بنگل کلکتہ	۵۰۰—۰۰
۶۔ مکرم سیٹھ محمد عمر صاحب بنگل ”	۵۰۰—۰۰
۷۔ مکرم الحاج میر کلیم اللہ صاحب شموگہ	۵۰۰—۰۰
۸۔ مکرم بی عبدالرحیم صاحب بنگلور	۵۰۰—۰۰
۹۔ مکرم سید محی الدین صاحب ایڈووکیٹ رانچی	۵۰۰—۰۰
۱۰۔ مکرم مرزا کشیر علی صاحب اڈیسہ	۵۰۰—۰۰

علاوہ چار دیواری کے اللہ تعالیٰ کے فضل سے زمانہ درویشی میں جنازہ گاہ جہاں حضرت اقدس علیہ السلام کا جنازہ پڑھا گیا۔ اور مقام بیعت خلافت اولیٰ کی تعیین حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی رضی اللہ عنہ کے ذریعہ کروا کر اس کی صفائی و درستی اور نشان دہی بھی کروا دی گئی ہے۔ اور باغ بہشتی مقبرہ میں جو شانشین حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنوائی تھی اور غیر مسقف تھی اس کو بھی مسقف کر دیا گیا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی رضا کے ماتحت خدمتِ مقدس مقامات کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے اور ساری جماعت کا حافظ و ناصر ہو۔

بہشتی مقبرہ قادیان

تقسیمِ ملک کے بعد کی مفصل رُوداد

(مرتبہ جناب چوہدری فیض احمد صاحب گجراتی سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

تقسیمِ ملک کا حادثۂ فاجعہ ایک زبردست اور تیز و تند بگولے کی طرح اپنی راہ میں آنے والی ہر شے کو اپنی زد اور لپیٹ میں لیتا ہوا اور خس و خاشاک کی طرح غلطاں کرتا ہوا گزرا۔ بے سروسامان انسان اس کی زد میں آکر یوں لڑھکتے چلے گئے جیسے ہپناٹزم کا معمول اپنے عامل کے رحم و کرم پر ہوتا ہے اور عامل جدھر چاہے موم کی ناک کی طرح اسے

بہشتی مقبرہ اور اس کی چار دیواری

(حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان کے قلم سے)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح محمدی کے متعلق پیشگوئی فرمائی تھی کہ یُحَدِّثُهُمْ بِدَرَجَاتِهِمْ فِی الْجَنَّةِ (مسلم) یعنی وہ اپنی جماعت کے لوگوں کو ان کے جنت میں درجات کے بارہ میں اطلاع دے گا۔ اس پیشگوئی میں مخبرِ صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے لطیف پیرائے میں ایک **بہشتی مقبرہ** کی طرف اشارہ فرمایا تھا جس کا مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں بننا مقدر تھا۔ چنانچہ اسی کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کشفی رنگ میں ایک جگہ دکھائی گئی کہ یہ تیری قبر ہے۔ اسی طرح آپ کو کشفی طور پر ایک قبر دکھائی گئی جو چاندی سے زیادہ چمکتی تھی اور اس کی مٹی چاندی کی تھی۔ اور کہا گیا کہ یہ تیری قبر ہے۔ نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک جگہ دکھائی گئی اور اس کا نام **بہشتی مقبرہ** رکھا گیا۔ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قادیان کے بہشتی مقبرہ کے متعلق فرمایا تھا کہ میرے دل میں خیال ہے کہ اپنے اور اپنی جماعت کے لئے خاص طور پر ایک قبرستان بنایا جائے۔ جس طرح مدینہ منورہ میں بنایا گیا تھا...... یہ بھی ایک وسیلہ مغفرت ہوتا ہے جس کو شریعت میں معتبر سمجھا گیا ہے۔ اس قبرستان کی فکر میں ہوں کہ کہاں بنایا جائے۔ امید ہے کہ خدا تعالیٰ کوئی جگہ میسر کر دے گا اور اس کے اردگرد **ایک دیوار** چاہیئے۔ (خط بنام حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ مطبوعہ در تاریخ احمدیت جلد سوم)

قبرستان "بہشتی مقبرہ" کا قیام تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہدِ سعادت میں اواخر ۱۹۰۵ء میں عمل میں آ گیا تھا لیکن اس کے اردگرد دیوار نہ حضرت اقدس علیہ السلام کی زندگی میں اور نہ ہی ایک لمبا عرصہ بعد تک بن سکی۔ یہاں تک کہ تقسیم ملک کے فوراً بعد حفاظتی نقطۂ نگاہ سے ایک معمولی کچی دیوار بہشتی مقبرہ کے مغربی، جنوبی اور مشرقی جانب بنائی گئی۔ جو وقتی ضرورت کے لئے تھی۔ لیکن اس سے سیدنا حضرت اقدس علیہ السلام کے منشاء کی پورے طور پر تکمیل نہ ہوتی تھی۔ چنانچہ زمانۂ درویشی میں اللہ تعالیٰ نے توفیق دی کہ بعض مخلص احباب سلسلہ کے تعاون سے قریباً پچیس ہزار (۲۵۰۰۰/-) روپیہ کے خرچ سے یہ چار دیواری حسبِ منشاء سیدنا حضرت اقدس علیہ السلام پختہ اور دیدہ زیب تیار ہو گئی۔

یہ چار دیواری نہ صرف بہشتی مقبرہ کے ارد گرد بنائی گئی ہے بلکہ باغ بہشتی مقبرہ یعنی بڑا باغ بھی اس کے اندر شامل کر دیا گیا ہے۔ مشرقی جانب ایک آہنی گیٹ جو نہایت خوبصورت ہے لگایا گیا ہے۔ جن احباب نے اس چار دیواری کی تعمیر کے لئے خاص طور پر مالی اعانت فرمائی ہے اُن کے اسماء ذیل میں دوستوں کی اطلاع اور دعا کے لئے تحریر کئے جاتے ہیں۔

۱۔ مکرم سیٹھ معین الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد ۲۵۰۷–۰۰

۲۔ مکرم صدیق امیر علی صاحب موگراں۔ الہ آباد ۱۶۰۰–۰۰

۳۔ مکرم بابا اللہ بخش صاحب درویش قادیان مرحوم سابق آف علی ۱۲۸۷–۰۰

۴۔ مکرم سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی کلکتہ ۱۵۰۰–۰۰

۵۔ مکرم سیٹھ محمد بشیر صاحب بھنگل کلکتہ ۵۰۰–۰۰

۶۔ مکرم سیٹھ محمد عمر صاحب بھنگل " ۵۰۰–۰۰

۷۔ مکرم الحاج میر کلیم اللہ صاحب شموگہ ۵۰۰–۰۰

۸۔ مکرم بی عبدالرحیم صاحب بنگلور ۵۰۰–۰۰

۹۔ مکرم سید محی الدین صاحب ایڈووکیٹ مانپی ۵۰۰–۰۰

۱۰۔ مکرم مرزا کستیر علی صاحب اڈیسہ ۵۰۰–۰۰

علاوہ چار دیواری کے اللہ تعالیٰ کے فضل سے زمانۂ درویشی میں جنازہ گاہ جہاں حضرت اقدس علیہ السلام کا جنازہ پڑھا گیا۔ اور مقام بیعت خلافتِ اولیٰ کی تعیین حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی رضی اللہ عنہ کے ذریعہ کروا کر اس کی صفائی و درستی اور نشان دہی بھی کروا دی گئی ہے۔ اور باغ بہشتی مقبرہ میں جو شاہ نشین حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنوائی تھی اور غیر مسقف تھی اس کو بھی مسقف کر دیا گیا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی رضا کے ماتحت خدمتِ مقدس مقامات کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے اور ساری جماعت کا حافظ و ناصر ہو۔

بہشتی مقبرہ قادیان

تقسیمِ ملک کے بعد کی مفصل رُوداد

(مرتبہ جناب چوہدری فیض احمد صاحب گجراتی سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

تقسیمِ ملک کا حادثۂ فاجعہ ایک زبردست اور تیز و تند بگولے کی طرح اپنی راہ میں آنے والی ہر شے کو اپنی زد اور لپیٹ میں لیتا ہوا اور خس و خاشاک کی طرح غلطاں کرتا ہوا گزرا۔ بے سرو سامان انسان اس کی زد میں آ کر یوں اڑ چلے گئے جیسے ہپناٹزم کا معمول اپنے عامل کے رحم و کرم پر ہوتا ہے اور عامل جدھر چاہے موم کی ناک کی طرح اسے

مروڑ دیتا ہے۔

مذاہب اور بانیانِ مذاہب کی عزت و تکریم کو قائم کرنے والی قادیان کی مقدس بستی جب خالی ہو رہی تھی تو مسجد اقصیٰ میں بلند و بالا منارۃ المسیح چاروں طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہا تھا اور حیرت و استعجاب میں ڈوبا ہوا تھا کہ یہ کونسا مذہب باقی رہ گیا تھا جس کی حمد میں قادیان نے گیت نہیں گائے تھے۔۔! اس نے سر اٹھا کر دیکھا۔ اپنے ماحول کی افسردگی اور سراسیمگی دیکھی۔ اس نے بھاگتے ہندوؤں اور تعاقب کرتے مسلح آدمیوں کو دیکھا۔ وہ لوٹنے اور لٹنے والوں کو دیکھتا رہا ـــــ اداس اور مغموم ـــــ دیکھتا رہا۔ بے منزل لُٹے پِٹے قافلوں کو۔ اُن ننگے سروں کو جنہیں کبھی دھوپ کی کرنوں نے بھی مس نہ کیا تھا۔ اور آج وہ ردِاؤں سے بھی محروم تھے۔ وہ زور سے گرجا "اللہ اکبر" بندوق کی ایک گولی اس کی شمالی آنکھ میں لگی اور اس نے پہچان لیا کہ وہ کونسا مذہب تھا جس کی حمد میں اُس نے گیت نہ گائے تھے۔ وہ مذہب "درندگی" تھا۔ اذان کی صدا بلند ہوتی رہی اور گھڑیال کے گولی کھائے ہوئے شیشے کی کرچیاں گرتی رہیں۔! اور درندگی اپنا کام کرتی رہی۔

دسمبر ۱۹۴۷ء میں جب یہ طوفانِ عظیم ذرا تھم گیا اور طوفان زدگان نے سنبھل کر آنکھیں کھولیں تو کوئی نہیں جانتا تھا کہ کون کہاں ہے۔ باپ کی شفقتِ پدری بیٹے کی تلاش میں سرگرداں تھی اور ماں کی ممتا اپنے لختِ جگر کو ڈھونڈتے ہوئے اپنی بینائی سے محروم ہو رہی تھی۔ ملک بھر میں ایک افراتفری اور انتشار کا عالم برپا تھا اور تسبیح کے دانے بکھر چکے تھے ـــــ!!

ظاہر ہے کہ ایسے حالات کا لازمی نتیجہ سراسیمگی اور انتشار تھا اور کیفیت کچھ اس قسم کی تھی کہ ؎

جس جگہ یہ جا لگی وہی کنارا ہو گیا

وحشت، ظلم اور درندگی کی چکی چلتی رہی لیکن کچھ دانے ایسے بھی تھے جو "مانی" کے ساتھ لگے رہے۔ یہی وہ دانے تھے جو درویش کہلائے اور یہی وہ درویش تھے جنہوں نے غیر معمولی اور سخت مخالفانہ حالات میں صبر و ثبات کا وہ نمونہ دکھایا کہ ہماری جماعت کے لئے سرمایۂ فخر و مباہات ہے۔

اب وقت گزشتہ کو یاد کر کر کے رونے کا نہ تھا بلکہ ضرورت تھی کہ انتھک مساعی کو جاری کر کے تسبیح کے بکھرے ہوئے دانوں کو تلاش کیا جائے۔ گو کہ حالات کی ناموافقت دامنگیر تھی، گو کہ اضطرابات کی ظلمت اتنی شدید تھی کہ متلاشی نگاہوں اور بکھرے ہوئے دانوں کے درمیان ظلمت کا ایک دبیز پردہ حائل تھا لیکن تقاضائے اجتماعیت یہی تھا کہ مرکز اپنی تنظیمی صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر اپنے اندر فعالیت اور مقناطیسیت پیدا کرے۔

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا اعجازی کمال کہ ہماری جماعت کے اندر تنظیمی صلاحیت بدرجہ اتم موجود رہی ہے۔ اور پھر ہمارے مقدس مرکز کے اندر ایک پُرکشش مرکزیت ہے۔ لہٰذا ہمیں "اب کون کہاں ہے" کی مہم کو وسیع پیمانہ پر جاری کرنا تھا۔ تا کہ مرکز اپنی فعالی شان کو بحال کر سکے۔

مجھے اپنے صیغہ (بہشتی مقبرہ) کے متعلق ہی عرض

کرنا ہے۔ اس لئے اس مختصر ابتدائیہ کے بعد میں صرف اپنے صیغہ کے متعلق ہی اختصاراً عرض کرتا ہوں۔

یہ وقت ایسا تھا کہ مرکز کو قطعاً علم نہ تھا کہ کون اس طوفان کے ریلے میں اُدھر چلا گیا ہے اور کون اِدھر ہے۔ علی الخصوص موصی احباب کی تلاش تو اور بھی ضروری تھی کیونکہ مرکزی بجٹ میں ان کا ایک معتدبہ حصہ ہوتا ہے۔ لہٰذا یہ مہم خط و کتابت کے ذریعہ سے بڑی تیزی کے ساتھ چلائی گئی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے کامیاب رہی اور منتشر دانے ایک سلک میں پروئے جانے لگے۔

ایک مشکل ہمیں یہ پیش آئی کہ ہمارا سارا ریکارڈ منتشر ہو چکا تھا۔ صرف کچھ میزیں اور کرسیاں تھیں جن پر "بہشتی مقبرہ" لکھا ہوا تھا۔ تاہم یہ ایک نشان تو تھا۔! اور پھر اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہشتی مقبرہ خود ہمارے پاس تھا جو اپنے چاہنے والوں کو دنیا کے دور دراز کناروں سے کھینچ کر لایا کرتا تھا اور اب بھی لا سکتا تھا۔

وصیتوں کی کچھ مسلیں ہمارے پاس تھیں لیکن یہ معلوم نہ تھا کہ وہ موصی کہاں ہیں۔ اور بعد میں معلوم ہوا کہ وہ مسلیں اکثر طور پر ایسے موصیوں کی ہیں جو ہجرت کر کے جا چکے ہیں۔ تاہم کچھ عرصہ کی خط و کتابت کے بعد بھارت کے موصیوں کے پتے منگوا لئے گئے اور کام جاری کیا گیا۔ لیکن اس ترتیب میں ہمارے قریباً اڑھائی سال لگ گئے۔

بہر حال ۱۹۵۰ء میں ہمارا دفتری کام صحیح طور پر مربوط اور مرتب ہوا اور دفتری ریکارڈ آگے چلنے کے قابل ہو گیا لیکن جب اسی دوران میں موصیوں کی تعداد کا اندازہ لگایا گیا تو معلوم ہوا کہ بھارت میں تو صرف ایک سو (۱۰۰) کے قریب موصی رہ گئے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کا یہ فضل ہوا کہ قادیان کے قریباً تمام درویشوں نے وصیتیں کر دیں اور کمی تعداد کا جو ذہنی اثر تھا وہ زائل ہو گیا اور وصایا کی تعداد ساڑھے تین سو (۳۵۰) کے قریب ہو گئی۔ لیکن ابھی تک آمد کا مسئلہ محلِ فکر بنا ہوا تھا۔ کیونکہ درویشوں کی وصایا سے تعداد تو بڑھ گئی تھی لیکن درویشوں کی آمدنیاں کم تھیں بلکہ نہ تھیں۔ لہٰذا اس سلسلہ میں بڑی جد و جہد سے کام لینا پڑا۔

ہندوستان کی بیرونی جماعتوں میں وصیت کی تحریک کو عام کیا گیا اور نظامِ وصیت کے نتائج و فوائد کی روشنی میں "الوصیت" کا پیغام جماعت تک پہنچایا گیا اور الحمد للہ کہ آہستہ آہستہ تدریج کے ساتھ وصایا میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ اور اس وقت جب میں یہ سطور لکھ رہا ہوں بھارت میں موصیوں کی تعداد ساڑھے سات سو (۷۵۰) ہے۔

تقسیم ملک کے بعد شروع ایام میں صیغہ بہشتی مقبرہ میں محترم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے سیکرٹری بہشتی مقبرہ تھے اور خاکسار راقم اسسٹنٹ سیکرٹری تھا۔ وسط ۱۹۵۲ء سے وسط ۱۹۵۳ء تک خاکسار ہی اس صیغہ میں کام کرتا رہا۔ وسط ۱۹۵۳ء میں مکرم قریشی عطاء الرحمٰن صاحب آ گئے اور وسط ۱۹۵۴ء میں مکرم مولوی محمد عبد اللہ صاحب نے چارج سنبھالا جو ۲۳ اکتوبر ۱۹۶۰ء تک یعنی سوا چھ سال تک رہے۔ اور ۲۴ اکتوبر ۱۹۶۰ء سے خاکسار اس صیغہ کا انچارج ہے۔

بہشتی مقبرہ کے اندر یادگاری کتبے لگانے کا کام جاری رہا۔ چنانچہ تقسیم کے بعد سے اب تک کافی کتبے لگائے جا چکے ہیں اور تین سو کتبے اس وقت تیار ہو رہے ہیں جو عنقریب

لگ جائیں گے انشاء اللہ۔ (ان سطور کے شائع ہونے کے وقت وہ لگائے جا چکے ہیں۔ ایڈیٹر)

بہشتی مقبرہ کے مدفونین کی فہرستیں بھی تیار کی جانی زیرِ غور ہیں جو دو قسم کی ہوں گی۔ (۱) نمبر وصایا کی ترتیب سے اور (۲) ناموں کی ترتیب سے۔ یعنی ابجد کے لحاظ سے۔ یہ فہرستیں شائع بھی کی جائیں گی اور مزار مبارک کے قریب بہشتی مقبرہ کے چوک میں بھی لگائی جائیں گی۔ یہ کام شروع کر دیا گیا ہے جس پہ ایک سال لگ جائے گا۔ اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ صرف نام کا علم ہونے سے فوراً معلوم ہو سکے گا کہ وہ موصی کہاں دفن ہیں۔ اس سلسلہ میں عام طور پہ زائرین کو مشکل پیش آتی رہتی ہے جس کا ازالہ جلد کر دیا جائے گا۔ انشاء اللہ

تقسیم ملک کے بعد بڑے باغ کے اندر ایک نئی چیز وجود میں آئی ہے جو اپنی ذات میں تو پرانی ہے اور ایک مقدس تاریخی یادگار ہے لیکن اس اعتبار سے نئی ہے کہ اسکی تشکیل پارٹیشن کے بعد ایک مبارک انسان اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک جلیل القدر صحابی کے ہاتھوں ہوئی۔ یعنی حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی رضی اللہ عنہ نے دن رات ایک کر کے اپنے بوڑھے ہاتھوں اپنی بوڑھی کمر مگر عزم جواں کے ساتھ اسے تعمیر کر دیا۔ یہ مقدس تاریخی یادگار "جنازہ گاہ" کے نام سے موسوم ہے۔ جہاں یہ نشان دہی کر دی گئی ہے کہ کس جگہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا جسدِ مبارک لاہور سے لا کر رکھا گیا تھا۔ اور کس جگہ خلافتِ اولیٰ کی بیعت ہوئی تھی۔ یعنی قدرتِ ثانیہ کی حقیقت اور ضرورت کو ساری جماعت نے متفقہ طور پر تسلیم کیا تھا۔ وہ جماعت جس میں ہمارے بچھڑ جانے والے "لاہوری" بھائی بھی شامل تھے۔!

محلہ احمدیہ سے بہشتی مقبرہ کی طرف جائیں تو ڈھاب کے پل کے پاس پہنچ کر ایک بلند اور مضبوط اور طویل دیوار نظر آتی ہے جو ڈھاب سے شروع ہو کر تکیہ پیر شاہ چراغ تک بطرف شمال چلی گئی ہے اور وہاں سے مغرب کی طرف مڑ کر سارے بڑے باغ کے گرد اگرد ہوتی ہوئی ڈھاب کے کنارے کنارے وہیں پہنچ گئی ہے۔ یہی وہ چار دیواری بہشتی مقبرہ ہے جو جماعت کے مخلص و مخیر احباب کے ایثار و تعاون کی ایک یادگار ہے اور بہترین یادگار۔ لیکن اسکے ساتھ ہی یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اس کی تعمیر اور اس کے لئے روپیہ کی فراہمی کا سہرا محترم جناب شیخ عبدالحمید صاحب عاجز ناظر بیت المال کے سر ہے جنہوں نے قریباً دس سال کی متواتر اور انتھک مساعی سے تحریکات کر کر کے اسے مکمل کروایا۔ اور پھر ان تحریکات میں حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ کا بھی بڑا حصہ ہے جنہوں نے اپنے ذاتی اثر و رسوخ سے اور ذاتی دلچسپی سے دوستوں کو تحریکیں کیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر بخشے آمین۔

چار دیواری کے لئے عطیات دینے والوں کے نام سنگِ مرمر کے کتبوں پہ کندہ کروا کر مزار مبارک حضرت مسیح موعود والی چار دیواری کی غربی دیوار میں نصب کئے گئے ہیں۔ اس عظیم الشان دیوار میں جہاں بیرونجات کے مخلص احباب نے گراں قدر عطیات دیئے ہیں وہاں ہمارے بعض درویشوں نے بھی ایک ایک سو روپیہ چندہ دیا ہے۔ اور ہمارے مرحوم درویش بھائی میاں خدا بخش صاحب قلی نے تو

ایسا ہی -/۱۳۸۷ روپیہ کا عطیہ دیکر درویشوں کی لاج رکھ لی۔
جزاھم اللہ جمیعًا احسن الجزاء۔

چاردیواری بہشتی مقبرہ کی تعمیر کے سلسلہ میں یہ ذکر کرنا بھی ضروری ہے کہ موجودہ پختہ دیوار کی تعمیر سے قبل بہشتی مقبرہ کے اردگرد ایک دیو ہیکل خام دیوار مٹی کی بنائی گئی تھی جسے ہمارے درویش بھائیوں نے اپنے ہاتھوں سے تعمیر کیا تھا۔ اور حقیقتًا یہ درویشوں کا ایک بہت بڑا کارنامہ تھا اور وہ منظر بڑا دل افروز ہوتا تھا جب درویش اپنے سروں پر مٹی ڈھو کر دیوار کی تعمیر کر رہے ہوتے تھے۔ اور اس یادگاری وقار عمل میں حصہ لیتے تھے۔ اور یہ مظاہرہ ہوتا تھا اس امر کا کہ ہم بے سروسامان ہوتے ہوئے بھی خود سروسامان ہیں۔

عشق ہر جا می رود ما را بساماں می برد۔

اس پکی چاردیواری کے اندر ایک اور نئی چیز اب زائرین کو نظر آتی ہے۔ چاردیواری کا بڑا گیٹ جو محلہ ناصرآباد کے بالمقابل بنایا گیا ہے۔ اس گیٹ سے لے کر ایک سڑک جنازہ گاہ تک اور دوسری سڑک مزار مبارک کی چاردیواری تک بنائی گئی ہے جو چودہ فٹ چوڑی ہے (اسے اگلے سال پندرہ فٹ کر دیا جائے گا کیونکہ سیدی حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی نے یہ ہدایت فرمائی ہے) اس سڑک کے دو رویہ پھولوں کی کیاریاں لگائی گئی ہیں اور پھولوں کے مستقل پودے بھی لگائے گئے اور سڑک کے دونوں جانب پائے تاکہ ان پر پھولوں کے گملے بھی رکھے جاتے ہیں۔

بہشتی مقبرہ کی زینت و آرائش کے لئے بعض مخلصین جماعت نے طوعی تعاون بھی کیا ہے جن میں سے قابل ذکر محترم مولوی محمد سلیم صاحب فاضل کلکتہ، محترم سیٹھ محمد الیاس صاحب یادگیر، محترم سیٹھ محمد یوسف صاحب بانی کلکتہ اور محترم میاں محمد شمس الدین صاحب کلکتہ (مع فیملی) کے عطیات ہیں۔ محترم رحمت اللہ خان صاحب عمدہ جات دہلی نے اپنے کارخانہ کے بنے ہوئے چپس کے بڑے سائز کے گملے بھی ایک درجن دیئے ہیں۔ اور محترم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب یادگیری نے اپنے ایک خواب کی بناء پر مزار مبارک پر روشنی کرنے کے لئے عطیہ دیا ہے۔ جزاھم اللہ تعالیٰ۔ انہی احباب کے تعاون سے چپس کے گیارہ بنچ تیار کروا کر بہشتی مقبرہ میں رکھے گئے۔

بہشتی مقبرہ کے اندر پھلدار پودے لگانے کا کام بھی ہو رہا ہے۔ چنانچہ گزشتہ دو سالوں میں چار درجن پودے (آم و مالٹا) لگائے گئے ہیں اور آئندہ سالوں میں مزید لگانے کا پروگرام ہے۔ بہشتی مقبرہ کے اندر کنوئیں کے قریب ایک ٹیوب ویل بھی بجلی سے چلنے والا لگایا گیا ہے۔ اس سے بہشتی مقبرہ کے پودوں اور فصلوں کو پانی دیا جاتا ہے اور آمد بھی پیدا کی جاتی ہے۔

صیغہ ہذا کی طرف سے نئی وصایا کی تحریک کے لئے اخبار بدر میں رسالہ "[illegible]" اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات کے اقتباسات شائع کروائے جاتے ہیں۔ جماعتوں کے صدر صاحبان اور مبلغین کے ذریعہ تحریک کی جاتی ہے اور انفرادی طور پر بھی غیر موصی احباب کو خطوط بھجوا کر وصیت کی اہمیت بتائی جاتی

ہے اور مختلف تحریکات چھپوا کر بھی جماعتوں کو بھجوائی جاتی ہیں۔

گزشتہ دو سال سے مرکز کے بجٹ کو مضبوط بنانے کے لئے حصہ جائداد کی وصولی کے سلسلہ میں خاص کوششیں کی گئی ہیں اور الحمد للہ کہ موصی حضرات نے اس سلسلہ میں کافی تعاون کیا ہے جو ان گوشواروں سے ظاہر ہے جو آگے دیئے جا رہے ہیں۔ ان دو سالوں کے اندر مجموعی طور پر -/۵۶۶۱۶ روپیہ حصہ جائداد میں وصول ہوا۔ الحمد للہ۔

حصہ آمد میں بھی خدا کے فضل سے اضافہ ہوا ہے اور ۶۱-۱۹۶۰ء میں پچھلے سات سال کے ریکارڈ توڑ کر -/۶۴۰۰۰ روپیہ کی وصولی ہوئی تھی اور ۶۲-۱۹۶۱ء میں یہ ریکارڈ بھی ٹوٹ گیا اور -/۷۴۱۰۹ وصولی ہوئی۔ گویا اللہ تعالیٰ کے فضل سے تدریجی ترقی ہو رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے نئی وصایا کی رفتار بھی ترقی پذیر ہے اور اسے مزید بڑھانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اس کی رفتارِ ترقی بھی آنے والے گوشوارہ سے ظاہر ہے۔

اس وقت مجلس کارپرداز مصالح قبرستان کے ممبر یہ ہیں:-

۱- مکرم ناظر صاحب اعلیٰ (حضرت مولوی عبد الرحمٰن صاحب فاضل)
۲- مکرم ناظر صاحب بیت المال (مکرم جناب شیخ عبد الحمید صاحب عاجز بی۔اے)
۳- مکرم مولانا محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیانی۔
۴- سیکرٹری بہشتی مقبرہ (خاکسار چوہدری فیض احمد گجراتی)

چونکہ یہ رپورٹ پندرہ سال کے طویل عرصہ پر مشتمل ہے اس لئے یہ امر بہت مشکل ہے اور طوالت طلب بھی کہ تفصیلی رپورٹ دی جائے۔ اس لئے اختصار اور اجمال کو ملحوظ رکھ کر بعض اعداد و شمار دیئے جا رہے ہیں۔ جن سے رفتارِ ترقی کا اندازہ ہو سکیگا۔ اور یہ امر سامنے آجائے گا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہم حرکت میں ہیں اور جو جمود اور ٹھہراؤ تقسیم ملک کے حادثہ نے پیدا کر دیا تھا اسے عمل، ہمت اور متواتر مساعی کی چوٹوں نے توڑ دیا ہے اور الحمد للہ کہ ہمارا ہر قدم ترقی کی طرف اٹھ رہا ہے۔

گوشوارہ سالانہ وصولی حصہ آمد و حصہ جائداد از موصیان بھارت

نمبر شمار	سال	وصولی حصہ آمد	وصولی حصہ جائداد	
۱	۴۸-۱۹۴۷ء	ریکارڈ نہیں مل سکا	۱۰ — ۰۰	
۲	۴۹-۱۹۴۸ء		۱۶ — ۱۲	
۳	۵۰-۱۹۴۹ء	۱۱,۱۳۱ — ۲۲	۹,۶۵۱ — ۳۱	
۴	۵۱-۱۹۵۰ء	۵۱,۶۰۵ — ۹۴	۱,۴۰۳ — ۰۰	
۵	۵۲-۱۹۵۱ء	۴۰,۵۸۹ — ۵۶	۵,۱۳۲ — ۷۵	
۶	۵۳-۱۹۵۲ء	۶۵,۴۴۵ — ۸۰	۲,۱۰۳ — ۷۵	
۷	۵۴-۱۹۵۳ء	۵۲,۵۳۹ — ۵۵	۲۰۶ — ۰۰	

نمبر شمار	سال	وصولی حصہ آمد	وصولی حصہ جائداد
۸	۱۹۵۴-۵۵ء	۵۰,۴۶۰—۲۴	۶,۵۱۳—۲۷
۹	۱۹۵۵-۵۶ء	۴۷,۵۱۲—۸۶	۲۸۴—۲۵
۱۰	۱۹۵۶-۵۷ء	۵۵,۶۲۷—۱۱	۲,۱۸۱—۱۲
۱۱	۱۹۵۷-۵۸ء	۵۱,۷۹۹—۰۶	۷۰۶—۲۴
۱۲	۱۹۵۸-۵۹ء	۴۸,۶۷۸—۰۷	۶۴۴—۴۲
۱۳	۱۹۵۹-۶۰ء	۴۷,۸۱۲—۲۲	۱,۶۴۹—۲۵
۱۴	۱۹۶۰-۶۱ء	۶۴,۰۷۹—۹۸	۳۲,۳۳۹—۳۹
۱۵	۱۹۶۱-۶۲ء	۷۴,۱۸۸—۹۷	۲۴,۲۷۶—۴۸
۱۶	۱۹۶۲-۶۳ء	۷۵,۱۳۵—۳۲	۲۱,۴۴۰—۱۰

نقشہ جماعت وار تعداد موصیان بھارت

نمبر شمار	نام جماعت	تعداد موصیان	نمبر شمار	نام جماعت	تعداد موصیان
۱	قادیان	۳۱۱	۱۲	شاہجہانپور　یوپی	۵
۲	کشن گڑھ - راجستھان	۱	۱۳	انبیٹہ　"	۱
۳	کانپور　یوپی	۹	۱۴	سرداز نگر　"	۳
۴	بجوپورہ　"	۱	۱۵	صالح نگر　"	۱
۵	فیض آباد　"	۱	۱۶	امروہہ　"	۲
۶	مسکرا　"	۴	۱۷	گونڈہ　"	۱
۷	موودہا　"	۲	۱۸	متفرق　"	۲
۸	علی پور کھیڑا　"	۲	۱۹	پورینی　بہار	۱
۹	راٹھ　"	۵	۲۰	موسی بنی مائینز　"	۶
۱۰	بریلی　"	۷	۲۱	پٹنہ　"	۲
۱۱	ساندھن　"	۲	۲۲	جمشید پور　"	۱۰

نمبر شمار	نام جماعت		تعداد [illegible]
۲۳	مظفرپور	بہار	۴
۲۴	بھاگلپور	〃	۱
۲۵	اُورین	〃	۲
۲۶	متفرق	〃	۱
۲۷	بھرت پور	بنگال	۸
۲۸	کلکتہ	〃	۱۷
۲۹	متفرق	〃	۲
۳۰	ڈبروگڑھ	آسام	۱
۳۱	زنگاؤں	اڑیسہ	۲
۳۲	سری پار	〃	۱
۳۳	سونگڑہ	〃	۲۹
۳۴	پنکال	〃	۱۱
۳۵	کیرنگ	〃	۳۷
۳۶	بھدرک	〃	۸
۳۷	نیوکیپٹل	〃	۱
۳۸	کٹک	〃	۲
۳۹	متفرق	〃	۲
۴۰	بمبئی		۴
۴۱	تندگڑھ	میسور	۲
۴۲	باندہ	〃	۲
۴۳	وینگورلہ	〃	۱
۴۴	دیوروگ	〃	۷
۴۵	تیماپور	〃	۲
۴۶	یادگیر	〃	۴۴
۴۷	رائچور	میسور	۳
۴۸	بنگلور	〃	۹
۴۹	ہبلی	〃	۴
۵۰	شیموگہ	〃	۴
۵۱	حیدرآباد	آندھرا	۵۲
۵۲	ظہیرآباد	〃	۱
۵۳	عادل آباد	〃	۲
۵۴	سکندرآباد	〃	۱۶
۵۵	مشیرآباد	〃	۲
۵۶	کرنول	〃	۲
۵۷	چنت کنٹہ	〃	۱۸
۵۸	اُوٹکور	〃	۴
۵۹	مدراس		۱
۶۰	کرڈاپلی	اڑیسہ	۴
۶۱	ستان کولم	کیرالہ	۱
۶۲	پینگاڈی	〃	۵
۶۳	کالیکٹ	〃	۱
۶۴	تیلی چیری	〃	۲
۶۵	موگرال	〃	۲
۶۶	چارکوٹ	کشمیر	۱۰
۶۷	ہیچہ مرگ	〃	۱
۶۸	جموں	〃	۱
۶۹	باندوچن	〃	۱
۷۰	آسنور	〃	۶

نمبر شمار	نام جماعت		تعداد موصیان
۷۱	باڑی پورہ	کشمیر	۸
۷۲	کالدین کوٹھی	"	۲
۷۳	سنگیوٹ	"	۱
۷۴	بھدرواہ	"	۱
۷۵	ٹائیں منکوٹ	"	۲
۷۶	پٹھانہ تیر	"	۳
۷۷	متفرق	"	۵

نقشہ صوبہ وار بہ تعداد موصیان

نمبر شمار	نام صوبہ	تعداد موصیان
۱	پنجاب (صرف قادیان)	۳۱۱
۲	کشمیر	۴۰
۳	کیرالہ	۱۱
۴	مدراس	۱
۵	آندھرا	۹۷
۶	میسور	۷۸
۷	بمبئی	۴
۸	اڑیسہ	۹۷
۹	آسام	۱
۱۰	بنگال	۲۷
۱۱	بہار	۲۷
۱۲	یوپی	۴۸
۱۳	راجستھان	۱
	میزان وصایا	۷۴۳

بہشتی مقبرہ کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعا

"میں دعا کرتا ہوں کہ خدا اس میں برکت دے اور اسی کو بہشتی مقبرہ بنا دے اور یہ اس جماعت کے پاک دل لوگوں کی خوابگاہ ہو جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کر لیا اور دنیا کی محبت چھوڑ دی اور خدا کے لئے ہو گئے اور پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کر لی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی طرح وفاداری اور صدق کا نمونہ دکھلایا آمین یا رب العالمین"

(الوصیت ص۱۷)

قادیاں کو دیکھ کر

(جناب ماسٹر محمد شفیع صاحب اسلم بر جلسہ سالانہ ۱۹۴۹ء)

مضمحل تھا انقلابِ آسماں کو دیکھ کر
دل مگر سنبھلا ذرا دار الاماں کو دیکھ کر

کچھ نہ کچھ تو عندلیبِ زار کی ڈھارس بندھی
بعد اک مدت کے اپنے گلستاں کو دیکھ کر

کچھ مسرت بھی ہے دل میں اور کچھ حسرت بھی ہے
اس زمیں کو دیکھ کر اس آسماں کو دیکھ کر

وہ محبت کی پُرانی مجلسیں یاد آ گئیں
ہر مکاں کو دیکھ کر ہر مہرباں کو دیکھ کر

اے مسیحِ پاک کی بستی تجھے معلوم ہے؟
تجھ میں آ بیٹھے تھے ہم سارے جہاں کو دیکھ کر

نقش دل میں بیٹھ جاتا ہے خدا کے حُسن کا
تیرے ہر کوچے کو، تیرے ہر مکاں کو دیکھ کر

وہ کشش رکھی ہے قدرت نے تری اس خاک میں
آسماں جھکتا ہے تیرے آستاں کو دیکھ کر

ساری دُنیا میں مچی ہے دھوم تیرے نام کی
غیر بھی حسرت زدہ ہیں اس نشاں کو دیکھ کر

آ کے اس بستی میں جانے کو نہیں جا ہتا ہے جی
دل مچل بیٹھا ہے میرا دار الاماں کو دیکھ کر

بُلبلِ ناشاد یا رو اُور جائے بھی کہاں
گلستاں میں اپنے پیارے آشیاں کو دیکھ کر

غم نہ کر اسلم تو اب تیرا مکاں کوئی نہیں
رکھ تسلّی اپنے یارِ لامکاں کو دیکھ کر

عقیدت کا سلام

(از جناب پنڈت میلا رام صاحب وفا ایڈیٹر ویر بھارت دہلی)

نیک بندوں سے کبھی خالی نہیں ہوتا جہاں
ابتدائے آفرینش سے ہے ایسا انتظام

آج بھی مرزا بشیر الدین احمدؐ اے ندیم
اس جہاں میں ایک ہیں نیکی مجسم لا کلام

موجزن سینے میں ہر دم اپنے بیگانے کا درد
اور خواہاں دیکھنے کے ہر کسی کو شاد کام

خلق کی خدمت میں حاجت مند کی امداد میں
امتیازِ ہندو و مسلم سے بالاتر مدام

سینکڑوں بیوائیں تقسیم وطن کے بعد بھی
دل کی گہرائی سے ہیں ان کی دعا گو صبح و شام

بیسیوں محتاج ہندو، درجنوں محتاج سکھ
سب وظیفے پا رہے ہیں آج تک بالالتزام

قادیاں میں اور گرد و پیش کے دیہات میں
ہے زباں زد ان کے خیراتی شفاخانے کا نام

مختصر یہ ہے کہ ہر انداز سے ہر رنگ میں
ہر طرف جاری ہے سال و ماہ جوئے فیضِ عام

اور پیرو ان کے یعنی احمدی فرقہ کے لوگ
گامزن رہتے ہیں راہِ حق پہ روز و شب تمام

آدمیت کا نمونہ ان کا ہے ایک ایک فرد
سر بسر انسانیت کے پیکر ان کے خاص و عام

حلم کی، اخلاص کی، اخلاق کی زندہ مثال
خوش مزاج و خوش خصال و خوش خیال و خوش کلام

آشتی و امن ہے ان کا اصولِ اولیں
اور سارے مذہبوں کے ہادیوں کا احترام

مسلک ان کا حافظِ شیراز کا یہ قول ہے
"با مسلماں اللہ اللہ با برہمن رام رام"

سمجھو ہر شر نادھی کو اپنا ایمانِ عزیز
ان کا ہے جزوِ عمل حضرت کا یہ زرّیں پیام

ان روایاتِ حسیں کا جو علم بردار ہے
پہنچے اس فرقہ کے رہبر کو عقیدت کا سلام

درویش کا اعلان!

(جناب مولوی محمد شفیع صاحب اشرف مولوی فاضل)

درِ حبیب پہ دھونی رما کے بیٹھا ہوں
ہوا و حرص کی دنیا مٹا کے بیٹھا ہوں

مَیں اپنے آپ کو بالکل بھلا کے بیٹھا ہوں
مگر مَیں پھر بھی زمانے پہ چھا کے بیٹھا ہوں

کسی کو سامنے اپنے بٹھا کے بیٹھا ہوں
حجاب ہائے تکلّف اُٹھا کے بیٹھا ہوں

جمالِ حسنِ ازل کے حسیں تأثر سے
تصورات کی دنیا بسا کے بیٹھا ہوں

خمار جس کا ابد تک کبھی نہ اُترے گا
کسی کی آنکھ سے وہ مے لنڈھا کے بیٹھا ہوں

جو آگ طور سے فاراں پہ آ کے چمکی تھی
وہ آگ قلب و جگر میں دبا کے بیٹھا ہوں

انہوں نے بھی مجھے دل میں بٹھا کے رکھا ہے
مَیں جن کی راہ میں آنکھیں بچھا کے بیٹھا ہوں

خیالِ سود و زیاں سے بلند تر ہو کر
مَیں اپنی جان کی بازی لگا کے بیٹھا ہوں

رفیقو! چلو قادیاں دیکھ آئیں

(جناب عبدالسلام اختر ایم۔اے پرنسپل گھٹیالیاں کالج۔ ضلع سیالکوٹ)

ذیل کے اشعار قافلۂ قادیان کی روانگی کے موقعہ پر لکھے گئے تھے۔

رفیقو! چلو قادیاں دیکھ آئیں
حریمِ دل و رُوح و جاں دیکھ آئیں

جہاں سے چلے مدّتیں ہو گئی ہیں
وہ باغِ عدن وہ جناں دیکھ آئیں

مقامِ حبیبِ جہاں کی لگن ہے
مقامِ حبیبِ جہاں دیکھ آئیں

ہے جس مجلسِ دوستاں کا تصوّر
وہی مجلسِ دوستاں دیکھ آئیں

نگاہوں پہ جو چھا رہا ہے ابھی تک
وہ سایۂ ابرِ رواں دیکھ آئیں

جہاں کو ہے دارالاماں کی ضرورت
چلو چل کے دارالاماں دیکھ آئیں

تقاضائے دَورِ جہاں کو تو سمجھیں
تمنائے دَورِ جہاں دیکھ آئیں

اُٹھو اُٹھ کے پائیں نئی زندگی کو
زمیں پر نیا آسماں دیکھ آئیں

رواں ہے خموشی سے جو سُوئے منزل
کبھی جا کے وہ کارواں دیکھ آئیں

جہاں زندگی پرورش پا کے نکلی
اُٹھو۔ وہ قدیم آشیاں دیکھ آئیں

دل و جاں کی تشنہ لبی کو بجھا لیں
محبت کی جُوئے رواں دیکھ آئیں

نہ پائیں گے صبر و رضا۔ آپ بے شک
بجز قادیاں۔ کُل جہاں دیکھ آئیں

خاکسار کو ۱۳۷۵ھ (۱۹۵۶ء) کا رمضان المبارک قادیان دارالامان میں گذارنے اور
سارے قرآن مجید کا درس دینے کی توفیق ملی ۔ یہ فوٹو اسی وقت کا ہے ۔ درمیان میں محترم
حضرت بھائی عبدالرحمان صاحب قادیانی درویش رضی اللہ عنہ تشریف فرما ہیں ۔ دائیں طرف
جناب حکیم خلیل احمد صاحب مونگھیری بیٹھے ہیں ۔ پیچھے عزیز عطاءالمجیب راشد (بی اے)
کھڑا ہے ۔ جو اس سفر میں میرے ہمراہ تھا ۔ (ابوالعطاء جالندھری)

تبلیغی لٹریچر کی پیشکش کا ایک اور منظر
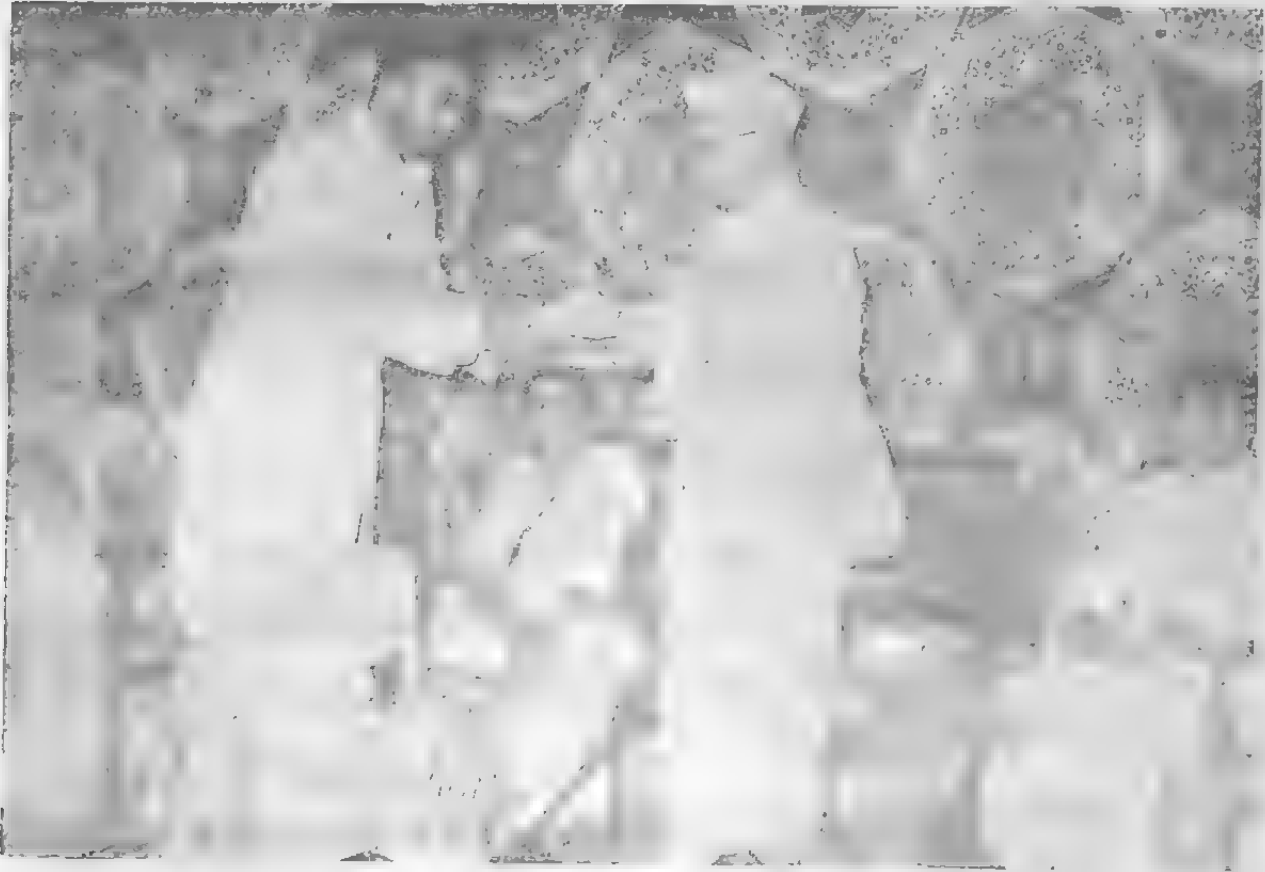
محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مدرسہ احمدیہ قادیان کے صحن میں مورخہ ۹-۴-۵۹ کو جناب این وی گاڈگل گورنر پنجاب کو قرآن کریم اور دیگر اسلامی لٹریچر پیش کر رہے ہیں۔

۱۹۵۵ء میں قادیان دار الامان میں موجود جملہ

صحابۂ کرام کا اجتماعی فوٹو

(دائیں سے بائیں) کھڑے ہوئے: میاں بھاگ صاحب مرحوم رضؓ قادیانی۔ میاں صدر الدین صاحب مرحوم رضؓ قادیانی میاں غلام محمد صاحب سیالکوٹی۔ حاجی محمدالدین صاحب تہالوی (گجرات) حضرت مولوی عبدالرحمان صاحب فاضل۔ حضرت بھائی عبدالرحمان صاحب مرحوم رضؓ قادیانی۔ میاں شیخ احمد صاحب مرحوم رضؓ قادیانی۔ حضرت بھائی شیر محمد صاحب تاجر۔

(کھڑے ہوئے) میاں کرم الٰہی صاحب مرحوم رضؓ۔ مستری عبدالسبحان صاحب مرحوم رضؓ میاں سلطان احمد صاحب مرحوم رضؓ۔ میاں نور احمد صاحب باورچی۔ ڈاکٹر عطرالدین صاحب۔ میاں اللہ بخش صاحب رضؓ قادیانی ــ (مقام مسجد اقصیٰ قادیان)

۱۹۴۷ء کے بعد جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی

بھارت میں آسمانی ہدایت کی اشاعت

- بھارت کے مبلغین کرام اور ان کی جدوجہد
- تبلیغی لٹریچر کی وسیع اشاعت
- زائرین کی قادیان میں آمد

اور

- غیر مسلم معززین کے تاثرات

جماعت احمدیہ کے قیام کا بنیادی مقصد

جماعت احمدیہ کے قیام کا بنیادی مقصد احیاءِ دینؐ اشاعتِ اسلام ہے۔ ہندوستان کے کفرستان میں جب اسلام پر چاروں طرف سے یورش ہو رہی تھی، آریہ پنڈت ایک طرف اور عیسائی پادری دوسری طرف اسلام کے مٹانے کے لئے جدوجہد کر رہے تھے۔ الحادی تحریکیں اسلام کے چمن میں خزاں پیدا کرنے میں کوشاں تھیں اور مسلمان بے کسی کے عالم میں تھے۔ ان میں دفاع کی طاقت نہ تھی، علماء باہم خلفشار میں مبتلا تھے۔ غرض اسلام کی حالت یہ تھی کہ ؎

ہر طرف کفر است جوشاں ہمچو افواجِ یزید
دینِ حق بیمار و بیکس ہمچو زین العابدین

ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قادیان کی بستی میں مبعوث فرمایا اور آپ نے تن تنہا اسلام کی **دفاعی جنگ** کا نعرہ بلند فرمایا۔ یہ کبھی لڑائی لڑی اور دشمنانِ اسلام کو **روحانی ہتھیاروں اور عقلی دلائل** سے وہ شکست دی جس کا اعتراف دشمنوں کو بھی کرنا پڑا۔ اس کامیاب جرنیل کو جب اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ آپ کی وفات کا وقت آپہنچا ہے تو آپ نے اپنے اردگرد جمع ہونیوالے پروانوں کو یہ اطلاع دیتے ہوئے ان کو **اصل فرض** کی طرف اِن الفاظ میں توجہ دلائی کہ:-

"خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا۔ ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دینِ واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا **مقصد** ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اِس **مقصد کی پیروی کرو** مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے۔" (الوصیت صفحہ)

جماعت احمدیہ نے اِس ہدایت کی تعمیل حرف بحرف کی اور **تبلیغِ اسلام** کو اپنا **مقصدِ وحید** قرار دیا، جان و مال سے اِس راہ میں جہاد کیا۔ ۱۹۴۷ء سے پہلے جماعت احمدیہ قادیان کے ذریعہ بالخصوص خلافتِ ثانیہ کے عہد میں دنیا کے کناروں تک اسلام کا نام پھیلا۔ ۱۹۴۷ء کے انقلاب سے حالات بدل گئے لیکن اللہ تعالیٰ کا عظیم الشان فضل و احسان ہے کہ جہاں پر پاکستان کے مرکز (ربوہ) سے پہلے کی طرح واقفینِ زندگی مبشرین دنیا کے اطراف و اکناف میں جا رہے ہیں اور سلسلہ احمدیہ روز افزوں ترقی کر رہا ہے وہاں پر انتہائی خطرناک حالات کے باوجود بھارت کی صدر انجمن احمدیہ کی زیرِ نگرانی بھی ہندوستان کے کونے کونے میں اسلام کا نام بلند ہو رہا ہے اور توحید کی طرف دعوت دی جا رہی ہے۔ کشمیر سے لیکر مدراس و جنوبی ہند تک، اور کلکتہ سے بمبئی و ساحل مالابار تک، ہر جگہ احمدی مبلغین خدا تعالیٰ کے دین کا ڈنکا بجا رہے ہیں اور غیر مسلموں کو اسلام کی طرف

دعوت دے رہے ہیں۔ ۱۹۴۷ء کے بعد سے جس سرفروشانہ طور پر یہ کام ہوا ہے اس کا کچھ ذکر پہلے ہو چکا ہے اور کچھ آئندہ صفحات میں آ رہا ہے۔ یہ سب واقعات حق پسند انسان کے لئے اس امر کی ایک زندہ شہادت ہیں کہ دینِ اسلام کی نشأۃِ ثانیہ کا جو فیصلہ اس آخری زمانہ کیلئے ہو چکا ہے وہ ہر حال میں نافذ ہوگا اور آسمانی تقدیر ضرور پوری ہوگی اور اسلام دنیا میں غالب آ کے گا اور اسلامی شریعت کی حقانیت ہر جگہ تسلیم کی جائے گی کیا ہی خوش قسمت وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کے پیارے دینِ اسلام اور اس کے زندہ و عالمگیر رسول حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کے نام کو بلند کرنے کی توفیق ملتی ہے۔ جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ روحانی زندگی پاکر اسلام کی خاطر ہر چیز کو قربان کر دیا اور کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب پر یہاں بھی اور اگلے جہان میں بھی غیر معمولی برکات کا نزول فرمائے۔ نیز ہمارے بھارتی مجاہدینِ اسلام کو اللہ تعالیٰ اپنی خاص تائیدات سے نوازے اور جلد تر اس حصہ میں بھی اسلام کو مینارِ بلند تر کی حیثیت حاصل ہو اللّٰھم اٰمین یارب العالمین۔

(۱) ہندوستان کے مبلّغین

ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ اپنے حلقہ میں تبلیغِ اسلام کرے۔ بالِ تقسیم ملک کے بعد جو باقاعدہ مبلغین نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان کے زیر اہتمام پورے وقت کے لئے اعلاء کلمۃ السلام و تبلیغ دین کی خدمات سرانجام دے رہے ہیں وہ دو اقسام پر مشتمل ہیں:-

(۱) مرکزی مبلّغین جو مختلف سٹیٹوں کے انچارج ہیں۔

(۲) دیگر مبلّغین جو مرکزی مبلّغین کے ماتحت ہیں۔

مرکزی مبلّغین

(۱) مکرم مولوی عبد اللہ صاحب فاضل انچارج کیرالہ

(۲) " " محمد سلیم صاحب " " دہلی

(۳) " " شریف احمد صاحب امینی " " مدراس

(۴) " " بشیر احمد صاحب " " کلکتہ

(۵) " " عبد الحق صاحب " " بہار

(۶) " حکیم محمد دین صاحب " " شموگہ

(۷) " مولوی مبارک علی صاحب " " حیدر آباد

(۸) " " ابو الوفا صاحب " " کیرالہ

(۹) " " سمیع اللہ صاحب " " بمبئی

(۱۰) " " محمد علوی صاحب " " کیرالہ

(۱۱) " " ولی الدین صاحب " " آندھرا

(۱۲) " " منظور احمد صاحب گھنوکے " " لکھنؤ

(۱۳) " " محمد عمر صاحب مالاباری " " آندھرا

(۱۴) " " حکیم محمد سعید صاحب " " کشمیر

(۱۵) " سید بشیر الدین صاحب سونگڑوی " " آندھرا

دیگر مبلّغین کی فہرست درج ذیل ہے:-

(۱) مکرم مولوی فیض احمد صاحب یادگیر

(۲) " " محسن خان صاحب بہار

(۳) " " سید فضل عمر صاحب کٹکی اڑیسہ

(۴) " " سید محمد موسیٰ صاحب کیرنگ

(۵) " " عبید الرحمٰن صاحب فانی بنگال

(۶) " " عبد المطلب صاحب مغربی بنگال

(۷) " " شیخ حمید اللہ صاحب کشمیر

(۸)	مکرم مولوی بشیر احمد صاحب بانگروی	یو.پی
(۹)	" " فتح محمد صاحب اسلم	"
(۱۰)	" " محمد ایوب صاحب	کشمیر
(۱۱)	" " غلام مہدی صاحب ناصر	اڑیسہ
(۱۲)	" " غلام احمد شاہ صاحب	کشمیر
(۱۳)	" " عبد الرحیم صاحب	"

(۲) نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان کا تبلیغی لٹریچر

خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ ہندوستان کے مخلص احباب محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے لٹریچر کی اشاعت میں قربانی اور اخلاص سے امداد دے رہے ہیں۔ جو سالانہ بجٹ مشروط بآمد صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے رکھا جاتا ہے اس کے علاوہ بھی کئی مخلصین ایک یا زیادہ کتب یا رسالہ جات کی اشاعت کی ذمہ داری اٹھاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر بخشے۔ آمین

اس تعلق میں حضرت سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب آف سکندر آباد کا نام نامی سرفہرست ہے۔ انہوں نے جس خلوص، ہمت اور قربانی سے اشاعتِ لٹریچر کے لئے گرانقدر خدمات سرانجام دیں اور ہندوستان اور دیگر ملکوں میں جس کثرت سے اسلام اور احمدیت کا لٹریچر پھیلایا وہ یقیناً بے نظیر ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن کی رُوح کو اپنے جوار میں اعلیٰ علیین پر فائز فرمائے اور اُن کی اولاد و احفاد کو بھی اس والہانہ خدمت میں اپنے مقدس باپ کے نقشِ قدم پر چلائے۔ آمین!

تقسیم ملک کے بعد مندرجہ ذیل کتب و رسائل اور ٹریکٹ نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان کے زیر اہتمام اشاعت پذیر ہوا ہے۔

نام کتب	تعداد
(۱) اسلامی اصول کی فلاسفی (اُردو)	۱۰۰۰
(۲) رسالہ پیغام صلح (اُردو)	۱،۵۰۰
(۳) " " (انگریزی)	۱۰،۰۰۰
(۴) " " (ہندی)	۱۰،۰۰۰
(۵) سیرۃ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (ہندی)	۲۰۰۰
(۶) اسلام — موجودہ حالات کا تقاضا	۵۰۰۰
(۷) تحقیقاتی عدالت کے پانچ سوالوں کے جواب	۱۰۰۰
(۸) مسئلہ قادیانیت کا جواب	۱۰۰۰
(۹) What is Ahmadiyyat	۲۰۰۰
(۱۰) خصوصیاتِ قرآن (انگریزی)	۵۰۰۰
(۱۱) ضرورتِ مذہب	۵،۵۰۰
(۱۲) ختمِ نبوت کی حقیقت	۲۰۰۰
(۱۳) کشتی نوح	۲۰۰۰
(۱۴) الاسراء والمعراج	۱۰۰۰
(۱۵) جماعتِ احمدیہ کا عملی نمونہ	۴۰۰۰
(۱۶) محامد خاتم النبیین	۱۰،۰۰۰
(۱۷) سیرۃ و سوانح حضرت مسیح موعود علیہ السلام	۵۰۰۰
(۱۸) مولانا مودودی کے بیان پر صدر انجمن احمدیہ کا تبصرہ	۳۰۰۰
(۱۹) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کارنامے	۵۰۰۰
(۲۰) اس زمانہ کے امام کو ماننا ایمانیات میں سے ہے	۵۰۰۰
(۲۱) تاریخ قادیان	۵۰۰۰

(۲۲) عالمگیر امنِ عامہ (انگریزی) ۳۰۰۰
(۲۳) الرحمت 〃 ۵۰۰۰
(۲۴) اسلام کا شیریں پھل ۲۰۰۰
(۲۵) مسئلہ حیات وممات مسیح۔ عدل وانصاف کے ترازو میں ۲۰۰۰
(۲۶) کرشن اوتار کا پیغام ہندوستانی بھائیوں کے نام (اردو) ۳۰۰۰
(۲۷) 〃 〃 〃 〃 (ہندی) ۱۰٫۰۰۰
(۲۸) احمدی مسلمان ہیں ۳۰۰۰
(۲۹) زمانے کی پکار (انگریزی) ۱۰۰۰
(۳۰) ہمارا عقیدہ 〃 ۱۰۰۰
(۳۱) قادیان اور جماعت احمدیہ 〃 ۵۰۰۰
(۳۲) 〃 〃 〃 (اُردو) ۵۰۰۰
(۳۳) امن وسلامتی کا راستہ ۵۰۰۰
(۳۴) اسلام میں اقتصادی سماجی مشکلات کا حل (انگریزی) ۷۰۰۰
(۳۵) مسئلہ تناسخ و آواگون عقل کے ترازو میں (اردو) ۴۰۰۰
(۳۶) 〃 〃 〃 (ہندی) ۵۰۰۰
(۳۷) اس زمانہ کے خلیفہ امام اور مجدد کو پہچانو ۵۰۰۰
(۳۸) الھدیٰ ۶۰۰۰
(۳۹) خاتم النبیین کے بہترین معنے ۱۰٫۰۰۰
(۴۰) سچائی کا پیغام (ہندی) ۵۰۰۰
(۴۱) پوپ کو دعوۃ اسلام (انگریزی) ۱۰۰۰
(۴۲) یسوع دسمبر میں پیدا نہیں ہوئے (انگریزی) ۱۰۰۰
(۴۳) انسانیت کا ہمدرد۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ۱۰۰۰
(۴۴) اسلام میں عالمی مسائل کا حل ۱۰۰۰
(۴۵) آزادی بھارت اور ہندو مسلم اتحاد ۵۰۰۰
(۴۶) احمدیت کا پیغام (چوہدری ظفراللہ خاں) ۴۰۰۰
(۴۷) پیغامِ احمدیت (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ) ۱۲٫۰۰۰
(۴۸) 〃 〃 〃 〃 گجراتی ۲۰۰۰
(۴۹) قادیان ۵۰۰۰
(۵۰) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقِ فاضلہ ۱۰۰۰
(۵۱) اسلام کا پُر امید روشن مستقبل ۲۰۰۰
(۵۲) زندہ اسلام ۲۰۰۰
(۵۳) مائی فیتھ (انگریزی) ۱۰٫۰۰۰
(۵۴) اشاعتِ اسلام ۱۰۰۰
(۵۵) تبلیغی جدوجہد کے شاندار کارنامے ۱۰۰۰
(۵۶) رفعِ عیسیٰ علیہ السلام ۵۰۰۰
(۵۷) خلافتِ ثانیہ کا قیام ۱۰۰۰
(۵۸) حکومتِ وقت اور جماعت احمدیہ ۱۲٫۲۰۰
(۵۹) اسلام اور اشتراکیت (اُردو) ۸۰۰۰
(۶۰) 〃 〃 (انگریزی) ۶۰۰۰
(۶۱) علماء مصر کا فتویٰ ۱۰٫۰۰۰
(۶۲) الفتاویٰ ۵۰۰۰
(۶۳) بھولی دنیا سمجھے ۵۰۰۰
(۶۴) سیرتِ طیبہ ۱۰۰۰
(۶۵) دورُخی وفاداری کا سوال ۵۰۰۰
(۶۶) مساوات انسانی، اتحادِ مذاہب اور روحانی ومادی ترقی کا واحد ذریعہ ۱۲۰۰
(۶۷) موجودہ عالمگیر مصائب کے اسباب اور اُن سے نجات کا طریق ۵۰۰۰
(۶۸) سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (انگریزی) ۵۰۰۰
(۶۹) احمدیت یعنی حقیقی اسلام (انگریزی) ۱۰۰۰

کتاب	تعداد
(۷۰) حقیقی اسلام (حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ)	۲۰۰۰
(۷۱) آسمانی تحفہ (اُردو)	۷۰,۰۰۰
(۷۲) " (ہندی)	۲۵,۰۰۰
(۷۳) " (گورمکھی)	۲۳,۰۰۰
(۷۴) آسمانی پیغام (اُردو)	۱۵,۰۰۰
(۷۵) " (ہندی)	۱۰,۰۰۰
(۷۶) " (انگریزی)	۷۰۰۰
(۷۷) سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (انگریزی)	۱۰,۰۰۰
(۷۸) احمدیہ موومنٹ اِن انڈیا "	۱۵,۰۰۰
(۷۹) تحریکِ احمدیت بھارت واسیوں کی نظر میں (اُردو)	۱۴,۰۰۰
(۸۰) تبلیغِ اسلام زمین کے کناروں تک	۵۰۰۰
(۸۱) قادیان ۱۹۴۷ء کے بعد (انگریزی)	۵۰۰۰
(۸۲) ہندو مسلم اتحاد کا گلدستہ (اُردو)	۳۰۰۰
(۸۳) سوفنیا پھل (گورمکھی)	۱۰,۰۰۰
(۸۴) عقائد و تعلیمات	۲۰۰۰
(۸۵) حقیقی اسلام (مولانا محمد سلیم صاحب فاضل)	۱۵,۰۰۰
(۸۶) احمدیہ جماعت کے مختصر حالات (گورمکھی)	۵۰۰۰
(۸۷) وہی ہمارا کرشن (ہندی)	۲۵,۰۰۰
(۸۸) اسلامی نماز (گورمکھی)	۵۰۰۰
(۸۹) مَیں اسلام کو کیوں مانتا ہوں (انگریزی)	۱۵,۰۰۰
(۹۰) " " " (ہندی)	۵۰۰۰
(۹۱) " " " (گورمکھی)	۵۰۰۰
(۹۲) " " " (اُڑیہ)	۱۰۰۰
(۹۳) پیدائشِ عالم	۱۰۰۰
(۹۴) ضرورتِ مذہب (حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ)	۱۰۰۰
(۹۵) ضرورتِ مذہب (مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مناّیا دگیر)	۱۰۰۰
(۹۶) شانِ خاتم النبیّین	۱۰۰۰
(۹۷) وفاتِ مسیح	۱۰۰۰
(۹۸) کیا فرماتے ہیں علماء دین ان بزرگوں کے بارے میں جو امکانِ نبوّت کے قائل ہیں؟	۱۰۰۰
(۹۹) نبی اور رسول اور محدّث میں کیا فرق ہے	۱۰۰۰
(۱۰۰) گالیوں کا جھوٹا الزام	۱۰۰۰
(۱۰۱) حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام قادیانی نے کس قسم کی نبوّت کا دعویٰ کیا۔	۱۰۰۰
(۱۰۲) اہلِ بہار سے دس ضروری سوال	۱۰۰۰
(۱۰۳) خدا سے ایمان قبر کے عذاب سے بچو اِس زمانے کا مجدّد شرائطِ بیعت سلسلہ عالیہ احمدیہ	۳۰۰۰
(۱۰۴) خدا کی قسم	۱۰۰۰
(۱۰۵) خاتم النبیّین صلعم	۱۰۰۰
(۱۰۶) خوش قسمت انسان	۱۰۰۰
(۱۰۷) عقائدِ احمدیہ	۱۰۰۰
(۱۰۸) مسلمانوں کے لئے لمحہ فکریہ	۱۰۰۰
(۱۰۹) ماہِ محرم الحرام اور مسلمانوں کے لئے لمحہ فکریہ	۱۰۰۰
(۱۱۰) جماعتِ احمدیہ کی بین الاقوامی حیثیت	۱۰۰۰
(۱۱۱) موعود اقوامِ عالم	۱۰۰۰
(۱۱۲) پیشوایانِ مذاہب کا احترام	۱۰۰۰
(۱۱۳) ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صدقِ دل سے خاتم النبیّین یقین کرتے ہیں۔	۱۰۰۰

(۱۱۴) مذہب کسے کہتے ہیں اور کامل مذہب کی علامات ۱۰۰۰

(۱۱۵) ظہور مہدی علیہ السلام اور علماء کے کفر کے فتوے ۱۰۰۰

(۱۱۶) توبہ کرنے والے امان پائیں گے ۱۰۰۰

(۱۱۷) زندہ نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ۱۰۰۰

(۱۱۸) محاسن اسلام ۱۰۰۰

(۱۱۹) آخری زمانہ کی علامات کا ظہور ۱۰۰۰

(۱۲۰) اسلام اور بانیٔ اسلام کے متعلق غیر مسلم مہاپرشوں کی آراء ۱۰۰۰

(۱۲۱) عیسائیوں سے چند سوال (اُردو) ۱۰۰۰

(۱۲۲) ایک عجیب واقعہ ۱۰۰۰

(۱۲۳) آنحضرت صلعم کے احسانات اور عملی زندگی میں آپ کا تعلق غیر مذاہب سے ۔ ۱۰۰۰

(۱۲۴) ندائے ایمان ۱۰۰۰

(۱۲۵) الہام اور وحی کی حقیقت ۱۰۰۰

(۱۲۶) شری کرشن جی مہاراج کا اوتار ۱۰۰۰

(۱۲۷) سچے خیر خواہوں سے ہمیشہ کیا سلوک ہوا ؟ ۲۰۰۰

(۱۲۸) بہائی مذہب کے عقائد ۱۰۰۰

(۱۲۹) ہمارا رسول غیروں میں مقبول ۱۰۰۰

(۱۳۰) ۱۹۵۷ء کا سب سے بڑا انسان ۱۰۰۰

(۱۳۱) ظہور مسیح و مہدی کا ذکر قرآن مجید و احادیث میں ۱۰۰۰

(۱۳۲) خصوصیاتِ اسلام ۱۰۰۰

(۱۳۳) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک لرزہ خیز خطبہ ۱۰۰۰

(۱۳۴) واقعۂ صبر ایوبؑ ۱۰۰۰

(۱۳۵) غیر مذاہب کے بارے میں آنحضرت صلعم کی تعلیم ۱۰۰۰

(۱۳۶) احمدیت کوئی نیا مذہب نہیں ۱۰۰۰

(۱۳۷) غریبوں کا محسن محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۰۰۰

(۱۳۸) پانچ سوالوں کے جواب ۱۰۰۰

(۱۳۹) لیلۃ القدر مسلمانوں کے لئے عہد کی یادگار ہے ۱۰۰۰

(۱۴۰) روزہ سے تقویٰ کیسے حاصل ہو سکتا ہے ۱۰۰۰

(۱۴۱) احمدی غیر احمدی کے پیچھے نماز کیوں نہیں پڑھتے ؟ ۱۰۰۰

(۱۴۲) احمدی رشتہ و ناطہ غیر احمدی احباب سے کیوں نہیں کرتا ؟ ۱۰۰۰

(۱۴۳) جو خاتم النبیین کا منکر ہے وہ اسلام سے خارج ہے ۱۰۰۰

(۱۴۴) کیا ہم مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں ؟ ۱۰۰۰

(۱۴۵) ہمارا مذہب ۱۰۰۰

(۱۴۶) آنحضرت صلعم کی زندگی کا مکمل چارٹ ۱۰۰۰

(۱۴۷) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کا مکمل چارٹ ۱۰۰۰

(۱۴۸) تبلیغِ اسلام دنیا کے کناروں تک ۲۰۰۰

(۱۴۹) مسئلہ ختم نبوت از افادات حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ ۔ ۱۰۰۰

(۱۵۰) فتویٰ تکفیر کے متعلق علماء سلف کی احتیاط ۱۰۰۰

(۱۵۱) آنحضرت صلعم کا خاتم النبیین ہونا معجزہ ہے ۱۰۰۰

(۱۵۲) مسلمانوں کا اپنے محسنوں سے بُرا سلوک ۱۰۰۰

(۱۵۳) کاذب مدعیٔ نبوت کے متعلق قانونِ الٰہی ۱۰۰۰

(۱۵۴) اسلام ہی مساوات و اتحاد کا سبق دیتا ہے ۱۰۰۰

(۱۵۵) مسیح موعود علیہ السلام کی کتابیں پڑھیئے ۱۰۰۰

(۱۵۶) کیا مہدی اور مسیح دو شخص ہیں ؟ ۱۰۰۰

(۱۵۷) سچے مذہب کی شناخت ۱۰۰۰

(۱۵۸) اِس صدی کا مجدد کون ہے ۱۰۰۰

(۱۵۹) احمدیت کیا ہے اور اختلافی مسائل پر مختصر تبصرہ ۱۰۰۰

(۱۶۰) حضرت عیسیٰ علیہ السلام دیگر انبیاء کی طرح وفات پا گئے ۱۰۰۰

دفتر زیارتِ مقاماتِ مقدسہ قادیان کی مختصر رپورٹ

(از مکرم بھائی الدین صاحب انچارج دفتر زیارت)

۱۹۴۷ء کے پُرآشوب زمانہ میں اور اس کے ایک سال بعد تک جو غیر مسلم احباب سلسلہ کے ذمہ دار احباب سے ملنے اور مقاماتِ مقدسہ کی زیارت کے لئے آتے اُن سے مکرم ناظر صاحب امورِ عامہ اور سلسلہ کے دیگر ذمہ دار افراد خود مل کر ان کو ضروری جماعتی حالات سے آگاہ کرتے رہے۔ لیکن حالات کے کسی قدر سازگار ہونے پر جب ہندوستانی جماعتوں سے رابطہ پیدا ہوا اور دفاتر کا کام بڑھ گیا تو مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۴۸ء کو تحریکِ جدید کے پُرانے دفتر (نزد قصرِ خلافت) میں دفتر زیارت قائم کیا گیا۔ جو غیر مسلم دوست اس دفتر میں آتے ہیں ان کے نام بھی دفتر میں درج کئے جاتے ہیں۔ نومبر ۱۹۴۸ء سے ستمبر ۱۹۶۱ء تک جو افراد دفتر میں آئے (اس کے علاوہ ہزاروں افراد وہ بھی ہیں جو براہِ راست سلسلہ کے معززین سے ملنے کے لئے آتے رہے ہیں اور ان کے اسماء دفتر زیارت میں نہیں لکھے جاتے) ان کی تعداد ۱۴۰۹۸ ہے۔* ان سب کو اسلام اور احمدیت کا لٹریچر دیا گیا اور زبانی تبلیغی حالات بھی بتائے گئے۔ جن احباب نے سلسلہ کا ضخیم لٹریچر طلب کیا ان کو قیمتاً بھی لٹریچر دیا گیا۔

بہت سے زائرین جماعت کے متعلق اپنی قابلِ قدر آراء بھی تحریر میں لاتے ہیں جس کے لئے ایک رجسٹر دفتر میں رکھا گیا ہے۔ ان آراء میں سے بعض کے اقتباسات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:-

۱- "احمدیوں کو یہ فخر حاصل ہے کہ ان کے بانی نے سب مذاہب کا یکساں عزت و احترام کیا ہے اور منتشر انسانی دلوں کو یکجا کرنے کی کوشش کی ہے۔ احمدیوں سے مل کر یہ ثابت ہوتا ہے کہ ان میں مجموعی طور پر انسان سے پیار اور محبت کا جذبہ موجود ہے۔ یہ آثار قومی ترقی و یکجہتی کے لئے بہت خوشکن ہیں۔ جس مذہب میں یہ باتیں ہوں اور خالص عملی زندگی میں ڈھل چکی ہوں وہ مذہب دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کرتا ہے۔"

(پروفیسر شیر سنگھ ایم۔ایس سی)

۲- "میں نے جماعت احمدیہ کے بارے میں جو کچھ سُنا تھا کہ اس کے بانی مرزا صاحب خدا کا رستہ بتانے والے اور خدا کے پیارے ہیں اور ان سے خدا نے وعدے کئے ہیں یہ سب ٹھیک ہے۔ جماعت احمدیہ ایک ایسی جماعت ہے جو انسانوں کی سیوا کرنے والی اور انسانوں میں باہمی ملاپ کرانے والی

* آخری اطلاع کے مطابق آج مورخہ ۱۲/۱ تک یہ تعداد ڈیڑھ لاکھ تک پہنچ چکی ہے۔ (ایڈیٹر)

ہے۔ یہ ایک فقیرانہ جماعت ہے جو خدا پر سچا بھروسہ اور یقین رکھتی ہے۔"

(سنت سنگھ کانگریس سوشل ورکر)

۳۔ "آج خوش نصیبی سے ہمیں احمدیہ جماعت کے پوتر مرکز قادیان اور اس کے مقدس مقامات کے درشن کا موقعہ ملا حقیقتاً عوام الناس کو خدائے قادر مطلق کا بہت بہت شکریہ ادا کرنا چاہیئے کہ اس نے اپنا کلام اس مقدس جماعت کے بانی کی معرفت نازل کیا تاکہ وہ دنیا میں امن وسلامتی پھیلائے۔ خدا ان کو ہر طرح کی قوت اور برکت دے تا وہ اتحاد و اتفاق کو قائم کر سکیں۔"

(چونی لال طبوترہ ایڈووکیٹ کرنالی)

۴۔ "مجھے قصبۂ قادیان ایک مشنری سوسائٹی کے ہیڈ کوارٹر ہونے کی وجہ سے دیکھنے کا بے حد شوق تھا۔ خوش قسمتی سے ایک پنجابک کام کی وجہ سے مجھے یہاں آنا پڑا۔ ایک پرچارک ہونے کی وجہ سے مجھے یہ معلوم کر کے بہت خوشی ہوئی کہ جماعت احمدیہ مختلف قوموں میں باہمی اتحاد پیدا کرتی ہے اور خدائے واحد کا پیغام دنیا کے کونے کونے میں پھیلاتی ہے اور دنیا میں انسانیت کی بھلائی چاہتی ہے۔ میری دلی خواہش ہے کہ خدا ان کو اپنے مشن میں کامیاب کرے تا لوگوں میں ایشور بھگتی اور پریم پیار کا دور دورہ ہو۔"

(سردار پیارا سنگھ سکھ مشنری امرتسر)

۵۔ "میں آج کسی دوست کی ملاقات کے لئے قادیان آیا۔ میرا یہ خیال ہے کہ اگر ہر مذہب کے ماننے والوں کے یہی خیالات ہوں جو احمدیہ جماعت کے ہیں تو انسانوں کے دل سے وہ چیز یقیناً نکل جاتی جو ۱۹۴۷ء کے فسادات کا باعث بنی۔"

(سردار بدھا سنگھ گوردوارہ ننگل ٹاؤن شپ ضلع ہوشیارپور)

میرے علاوہ مندرجہ ذیل احباب بھی دفتر زیارت سے منسلک ہیں:۔

۱۔ سید محمد شریف صاحب سیالکوٹی۔
۲۔ حضرت حاجی محمد الدین صاحب۔
۳۔ گیانی عبد اللطیف صاحب۔
۴۔ مولوی محمد صادق صاحب عارف۔
۵۔ مولوی غلام نبی صاحب۔
۶۔ خواجہ عبد الستار صاحب۔

ابتداء میں دفتر زیارت کے نگران محترم مولوی برکات احمد صاحب راجیکی تھے۔ آجکل اس دفتر کا تعلق محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان سے ہے جلسہ سالانہ پر اس کا عملہ جلسہ گاہ میں منتقل ہو جاتا ہے اور جلسہ میں آنے والے احباب کا استقبال کرنے اور ان میں تبلیغی لٹریچر تقسیم کرنے کا کام اس کے سپرد ہوتا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو زیادہ سے زیادہ خدمتِ دین کی توفیق دے اور احمدیت کی نورانی شعاعیں جلد از جلد دنیا کے اندھیروں کو اُجالے میں تبدیل کر دیں۔ ✦

جماعتِ احمدیہ کے متعلق غیر مسلم معززین کے قیمتی تأثرات

خوبی وہ ہے جس کا غیر بھی اعتراف کرے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ۱۹۴۷ء کے بعد اگر ایک طرف صدر انجمن احمدیہ کی مالی تنگی، قلتِ وسائل اور درویشوں کی کم مائیگی کو دیکھا جائے اور دوسری طرف انہی محدود وسائل سے کی جانے والی ملک گیر وسیع تبلیغِ اسلام، خدمتِ خلق اور اشاعتِ لٹریچر کا اندازہ کیا جائے تو یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ یہ کام خدائے ذوالمنن کے غیر معمولی فضلوں اور جماعتِ احمدیہ کی سرفروشانہ کوششوں کی وجہ سے ہی ممکن ہوا ہے۔ تقسیم ملک کے بعد سے ہمیشہ ہی منصف مزاج غیر مسلم معززین جماعتِ احمدیہ کی ان کوششوں کو سراہتے چلے آئے ہیں۔ نمونہ کے طور پر ہم ذیل میں بعض اہم آراء درج کرتے ہیں:۔

(۱)

ڈیرہ دون کے اخبار "فرنٹیئر میل" (The Frontier Mail) مورخہ ۱۲ دسمبر ۱۹۴۷ء نے لکھا ہے:۔

"احمدیہ جماعت مسلمانوں میں ایک ترقی پسند جماعت ہے۔ جملہ مذاہب کے ساتھ رواداری اس کی بنیادی تعلیم میں شامل ہے۔ تمام پیشوایانِ مذاہب کی عزت و تکریم کرتے ہوئے احمدیوں نے ان کی تعلیمات کو اپنی مذہبی کتب میں شامل کیا ہے۔ چالیس سال پیشتر یعنی اس وقت جبکہ مہاتما گاندھی ابھی ہندوستان کے اُفقِ سیاست پر نمودار نہ ہوئے تھے (حضرت) مرزا غلام احمد (صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے ۱۸۹۱ء میں دعویٰ مسیحیت فرما کر اپنی تجاویز رسالہ "پیغامِ صلح" کی شکل میں ظاہر فرمائیں جن پر عمل کرنے سے ملک کی مختلف قوموں کے درمیان اتحاد و اتفاق اور محبت و مفاہمت پیدا ہوتی ہے۔ آپ کی یہ شدید خواہش تھی کہ لوگوں میں رواداری، اخوت اور محبت کی روح پیدا ہو۔ بے شک آپ کی شخصیت لائقِ تحسین اور قابلِ قدر ہے کہ آپ کی نگاہ نے مستقبل بعید کے کثیف پردہ میں سے دیکھا اور (صحیح) رستہ کی طرف رہنمائی فرمائی۔ اگر لوگ اپنی خود غرضی اور غلط لیڈر شپ کی وجہ سے اس سیدھے رستہ کو نہ دیکھ سکے تو یہ ان کی اپنی غلطی تھی۔ اور نفرت و حقارت کے جو کھیت انہوں نے بوئے تھے ان کی فصل کاٹنے کے وہ اب

ضرور مستحق ہیں۔"

(۲)

اخبار سٹیٹسمین دہلی مورخہ ۱۲ رفروری ۱۹۴۹ء لکھتا ہے:-

"قادیان کے مقدس شہر میں ایک ہندوستانی پیغمبر پیدا ہوا جس نے اپنے گردوپیش کو نیکی اور بلند اخلاق سے بھر دیا۔ یہ اچھی صفات اس کے لاکھوں ماننے والوں کی زندگی میں بھی منعکس ہیں۔ احمدیہ جماعت کا نقطۂ نظر تعمیری اور اس کا رویہ پابندِ قانون ہے۔ یہی ایک واحد جماعت ہے جو عدالتی ریکارڈ کی رُو سے جُرم سے پاک ثابت ہوتی ہے۔ گزشتہ فرقہ وارانہ فسادات (فسادات ۱۹۴۷ء) میں بھی احمدیوں نے اپنے ہاتھ (قتل وغارت اور لوٹ کھسوٹ سے) صاف رکھے۔ یہ سب کچھ ان کے روحانی پیشوا کی عمدہ تعلیم کے بغیر وقوع میں نہیں آسکتا۔ قادیان کے موجودہ خلیفہ (حضرت) مرزا بشیرالدین محمود احمد (صاحب) محبت و خلوص کا مجسمہ ہیں۔ بہت کم شخصیتوں نے اہلِ اسلام پر ایسا اثر ڈالا ہے جیسا (حضرت) مرزا غلام احمد (صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے۔ آپ کی عظمت کا اندازہ آپ کی شخصیت، عقیدہ اور تعلیم کے خلاف پراپیگنڈا کی شدت سے کیا جا سکتا ہے کیونکہ دیگر عقائد کے مسلمانوں کو اس بات کا ڈر تھا کہ ان کے ہم خیال (احمدیت میں داخل ہو کر) کم ہوتے جائیں گے۔ حکومتِ ہند کو چاہیئے کہ امن اور انسانیت کے مفاد کے پیشِ نظر اس مخلص ملکی اور ہندوستانی جماعت کو نظر انداز نہ کرے۔ کیونکہ مناسب وقت میں احمدیہ جماعت ہمارے ملک کے تعلقات اسلامی دنیا سے مضبوط کرنے اور ہندوستان کو عظمت اور بڑائی حاصل کرانے میں ایک اہم پارٹ ادا کرے گی۔"

(۳)

جناب سردار پرتاپ سنگھ کیروں وزیر اعلیٰ حکومتِ پنجاب مورخہ ۱۰ر اکتوبر ۱۹۵۶ء کو اپنے خط بنام جناب ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ قادیان میں تحریر فرماتے ہیں:-

"احمدیہ جماعت محبت، سچائی، اخوت اور لوگوں میں رواداری کی تعلیم دیتی ہے۔"
(بدر ۲۰ر اکتوبر ۱۹۵۶ء)

(۴)

جناب لالہ جگت نرائن وزیر تعلیم حکومتِ پنجاب اپنے خط بنام ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ میں لکھتے

ہیں :-

"احمدیہ فرقہ اگرچہ تعداد میں ہندوستان کے دوسرے مذاہب سے چھوٹا ہے لیکن اس کی عظیم روایات ہیں۔ اور اس کے نام لیواؤں نے دنیا بھر میں شہرت و عزت پائی ہے۔ اس لئے ہندوستان کو آپ پر فخر ہے۔" (ہفت روزہ "بدر" مورخہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۵۶ء)

(۵)

مشہور اخبار "ہندوستان ٹائمز" (کلکتہ) مورخہ ۲۵ دسمبر ۱۹۵۱ء نے لکھا کہ :-

"قادیان جو احمدی فرقہ کے مسلمانوں کا مقدس مذہبی مرکز ہے آئندہ کرسمس کے ہفتہ میں مذہبی تقاریر سے گونجے گا۔ اس موقعہ پر تقریباً آٹھ سو زائرین جن میں ایک صد کے قریب پاکستانی ہونگے اور بقیہ ہندوستان کے تمام حصوں سے آئیں گے جلسہ سالانہ میں شرکت کیلئے قادیان میں جمع ہوں گے۔ اس قسم کا جلسہ آج سے ساٹھ سال پیشتر ہوا جس کی ابتداء (حضرت) مرزا غلام احمد (صاحب) بانی سلسلہ احمدیہ نے کی۔ ملک کی تقسیم سے پہلے اس مقام میں دنیا کے تمام علاقوں سے زائرین جمع ہوتے تھے۔ لیکن تقسیم کے بعد ان کی تعداد چند سو رہ گئی

...... احمدیہ جماعت بین الاقوامی حیثیت رکھتی ہے کیونکہ اس کی شاخیں یورپ اور ایشیا کے مختلف ممالک، افریقہ اور شمالی اور جنوبی امریکہ کے مشرقی حصوں اور آسٹریلیا میں پھیلی ہوئی ہیں۔ ہر جگہ اس کے ماننے والے اپنی مخصوص تعلیم اور تبلیغی سرگرمی کے لئے ممتاز اور نمایاں ہیں۔ احمدیوں کی تعداد کا اندازہ دس لاکھ کے قریب ہے۔

پرانے خیالات کے مسلمانوں کے عقیدے کے خلاف مسلمانوں کی یہ جماعت ان اختلافات کو جو مختلف قوموں اور مذاہب میں پائے جاتے ہیں تسلیم کر کے یہ مناسب سمجھتی ہے کہ ان اختلافات کو جبر اور طاقت سے نہ مٹایا جائے بلکہ وعظ اور نصیحت اور باہمی مفاہمت سے دور کیا جائے۔ احمدیہ جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ تمام مذاہب جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہونے کے مدعی ہیں اور ایک لمبے عرصہ سے دنیا میں قائم ہیں وہ یقیناً سچے اور خدا کی طرف سے ہیں۔ گو یہ ہو سکتا ہے کہ لمبا زمانہ گزرنے کی وجہ سے ان کی تعلیم میں بگاڑ پیدا ہو گیا ہو۔ اور ان کی روحانی طاقت کمزور ہو گئی ہو۔

احمدیت کی تعلیم کی رو سے یہ ناجائز ہے کہ مذہبی معاملات میں طاقت اور جبر

کا استعمال کیا جائے۔ عقیدہ ضمیر اور عمل کی آزادی احمدیوں کے نزدیک ہر مذہب کا بنیادی حق ہے اور جہاد کا خیال جس رنگ میں پرانے خیالات کے دوسرے مسلمانوں میں رائج ہے جس کے رُو سے مذہب کے نام پر جبر اور طاقت کا استعمال جائز ہے احمدیت اس کو نہیں مانتی۔

سیاسی لحاظ سے احمدیہ جماعت کا یہ اصول اور طریق ہے کہ احمدی جس ملک یا علاقہ میں بھی رہتے ہیں وہاں کی قائم شدہ حکومت کے وفادار ہوتے ہیں اور ہر رنگ میں ملک کے قانون اور دستور کی اطاعت کرتے ہیں۔ یہ بات ان کے بنیادی اصولوں اور مذہبی عقائد میں شامل ہے کہ وہ حکومت کے ساتھ تعاون کریں اور کسی صورت میں بھی سٹرائیک (ہڑتال)، تحریکِ عدم تعاون یا کسی بغاوت یا غیر قانونی کارروائی میں شامل نہ ہوں ۱۹۴۷ء کے فسادات کے دوران میں (حضرت) مرزا بشیر الدین محمود احمد (صاحب) اپنے ایک ہزار سے زائد پیروؤں کے ساتھ پاکستان ہجرت کر گئے۔ آپ اپنے پیچھے تین صد کے قریب اپنے مخلص پیرو مذہبی مرکز کی حفاظت کے لئے چھوڑ گئے۔ پاکستان میں آپ نے عارضی مرکز پہلے لاہور میں قائم کیا اور پھر ربوہ میں۔ اب تک بھی قادیان اہم مرکز ہے اور یہیں سے صدر انجمن احمدیہ قادیان اپنی ۱۲۵ شاخوں کی جو ہندوستان کے مختلف حصوں میں پھیلی ہوئی ہیں دیکھ بھال اور نگرانی کرتی ہے ...... موعود نبی کی ایک پیشگوئی کے مطابق احمدیہ جماعت اس بات پر پورا یقین رکھتی ہے کہ قادیان دوبارہ جماعت کا ایک زندہ، فعال اور معمور مرکز بن جائے گا۔"

(۶)

مسٹر ایچ۔ آر وہرا (Mr. H. R. Wohra)

نمائندہ خصوصی مشہور اخبار سٹیٹسمین نئی دہلی مورخہ ۱۷، ۱۸ نومبر ۱۹۴۸ء میں لکھتے ہیں:-

"قادیان (حضرت مرزا) غلام احمد (صاحب) کی جائے پیدائش ہے جنہوں نے ۱۸۹۱ء میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ آپ نے اس بات کا اظہار کیا کہ آپ حضرت مسیح علیہ السلام کی صفات اور خو بو لے کر آئے ہیں۔ قادیان لاکھوں مسلمانوں کا جو احمدیہ جماعت سے تعلق رکھتے ہیں مقدس مقام ہے۔ اس کی چپہ چپہ زمین احمدیوں کو محبوب ہے۔ یہ قصبہ احمدیہ جماعت

کا مرکز رہا ہے اور اس میں مسیح موعود علیہ السلام کے خلفاء کی رہائش رہی ہے۔

قادیان میں مقیم ۳۱۳ مومنین باوجود سرکاری افسران کی ابتدائی مخالفت اور غیر مسلم پناہ گزینوں کی عداوت کے قادیان میں قائم رہے۔ اس کی وجہ اپنی جماعت کے اصولوں میں ان کا غیر متزلزل ایمان، حکومتِ وقت کے ساتھ وفاداری اور تمام مذاہب کے ساتھ ان کی رواداری کی تعلیم ہے۔

احمدیہ جماعت کے افراد کا یہ عقیدہ ہے کہ جملہ مذاہب سے یکساں سلوک کیا جائے۔ اسی اصول کی بنا پر وہ قادیان کے ہندو اور سکھ یتیموں کی مدد کرتے رہے ہیں۔ اور اب بھی جب کہ جماعت کی مالی حالت بہت کمزور ہو چکی ہے ان یتیموں کی ایک تعداد اپنے وظائف احمدیہ جماعت سے حاصل کر رہی ہے۔"

(۷)

حکومتِ ہند نے جو معلومات اپنے سفیر مقیم ماریشس کو احمدیہ جماعت کے متعلق بھجوائیں وہ ماریشس کے اخبار Le Progres Islamique مورخہ ۵۸-۱۵ میں شائع ہوئیں۔ ان کا ایک حصہ درج ذیل ہے:-

"جماعتِ احمدیہ قادیان ایک مستعد اور باعمل جماعت ہے اور دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی کر رہی ہے۔ اس کی تنظیم بہت مضبوط اور متحد ہے..... جماعت احمدیہ کے مرد سو فیصدی تعلیم یافتہ ہیں اور ان کی عورتیں پچھتر فیصدی پڑھی ہوئی ہیں جو پردہ دار سکولوں میں تعلیم حاصل کرتی ہیں۔ جماعت میں باہمی تعاون اور یکجہتی کا بے پناہ جذبہ پایا جاتا ہے۔ قادیان کے احمدیوں کے سامنے ایک پروگرام ہے جس پر ان کی طاقتیں خرچ ہوتی ہیں۔ باوجود اسکے کہ سماجی طور پر ان کے اصول پرانے ہیں لیکن وہ جدید طریقوں کو بھی اپنائے ہوئے ہیں۔ اور وہ قادیان میں پرانی یادگاروں کو اب بھی زندگی کے احساس سے دیکھتے ہیں۔ سب احمدی پُرجوش مبلغ ہیں۔

سیاسی لحاظ سے قادیان کے احمدی خالص طور پر غیر جانبدار اور غیر فرقہ وارانہ ہیں۔ اور وہ ہر ایسی گورنمنٹ کی امداد اور اس سے تعاون کرتے ہیں جس کے ماتحت وہ رہیں۔"

(۸)

اخبار دی سینٹینل (The Sentinel) (رانچی) مورخہ ۱۲ جولائی ۱۹۵۸ء لکھتا ہے:-

"قادیان کے نور و برکت کی حد بندی

کرنے کی ضرورت نہیں۔ تمام دنیا اس
کو براہِ راست یا بالواسطہ جانتی ہے۔
کچھ عرصہ پیشتر یہ مقام زاویۂ گمنامی میں
پڑا ہوا تھا لیکن اکسٹھ سال پہلے ایک
روحانی کیفیت اس تہذیب کے لحاظ سے
پسماندہ جگہ میں ظاہر ہوئی۔ اس کا ظہور
(حضرت) مرزا غلام احمد (صاحب علیہ الصلوٰۃ
والسلام) کے وجود میں ہوا۔ کاؤنٹ
ٹالسٹائے (روسی مفکر) بھی ان لوگوں
میں سے تھے جو آپ کے افکارِ عالیہ سے
سیراب ہوئے۔ انہوں نے اس بات کا
اظہار کیا کہ جو شخص قادیان سے کلام کر رہا
ہے وہ کوئی معمولی فانی انسان نہیں۔
فی الحقیقت دنیا کے تمام مفکرین نے جن کو
آپ کی کتب و تعلیم کے پڑھنے کا موقعہ ملا
آپ میں معجزہ کا ظہور اور حقیقی راحت و
اطمینان پایا۔ آپ نے دنیا پر ظاہر کیا کہ
وہ خلیج جو خالق اور مخلوق کے درمیان
وسیع ہو گئی ہے اس کو پاٹنا آپ کی زندگی
اور بعثت کا مقصد ہے۔ یہی وجہ ہے
کہ دنیا کے تمام گوشوں سے لوگ آپ
کے گرد و پیش جمع ہو گئے۔ اور آپ
کی ذات میں انہوں نے مسیح موعود کی
بعثت کو پورا ہوتے دیکھا۔ آجکل آپ
کے ماننے والے تمام ملکوں میں اور تمام
حکومتوں کے ماتحت ترقی کر رہے ہیں۔
تقسیمِ ملک کے وقت قادیان میں ایک
بہت بڑی تعداد علماء، سائنس دانوں
اور بزرگوں کی تھی۔

اس پس منظر کے ساتھ ہمیں چاہیئے
کہ ہم موجودہ قادیان کا نظارہ کریں۔
تاکہ ہمیں اس میں رہنے والے احمدیوں
کے صبر و استقلال، ایمان اور انجام
کا علم ہو سکے (ہندوستان کے)
احمدیوں کی پورے طور پر جانچ پڑتال
کی گئی ہے ان کی حکومت کے ساتھ
وفاداری کسی طرح مشتبہ نہیں اور نہ ہی
کوئی کدورت یا غیر مخلصانہ رنگ ان
میں پایا جاتا ہے۔

یہ نہیں ہو سکتا کہ ان کے دل میں کچھ
ہو اور زبان پر کچھ ہو۔ حکومتِ ہند کے
وہ وفادار ہیں، دل کی گہرائیوں سے،
اپنی انگلیوں کی پوروں تک۔ بلکہ سچ تو
یہ ہے کہ وہ تمام دنیا میں جس جس حکومت
کے ماتحت رہتے ہیں اس کے وفادار ہیں
اور جملہ پیشوایانِ مذاہب کا احترام عزت
کرنا ان کے بنیادی اصولوں میں داخل ہے۔"

(۹)

اخبار شیر پنجاب دہلی مورخہ ۲۳ر مارچ ۱۹۵۵ء لکھتا ہے:۔
"احمدیہ جماعت قادیان کی طرف سے

گوردوارہ (بڑی صاحب) کے لئے
دو ہزار اینٹوں کی پیش کش کی گئی جھیلا
ہزارہ سنگھ اور سردار پریتم سنگھ
نے جماعت احمدیہ کی اس پیشکش کی
بہت تعریف اور سراہنا کی اور بیان
کیا کہ احمدیہ جماعت سکھوں کے ساتھ
ہمیشہ محبت، پیار اور رواداری سے
پیش آتی رہی ہے۔ ابھی چند دن پہلے
قادیان کے اکھنڈ پاٹھوں میں بہت سی
رقوم گردوارے کے لنگر کے لئے دے چکی ہے۔
بہت سی بیڑیں گورو گرنتھ صاحب کی
پاکستان سے منگوا کر بھینٹ کر چکی ہے۔
اور اپنے ایک جلسہ پر نکانہ صاحب سے
جل صاحب اور چرن دُھوڑ بھی اکالی سنگھ
سبھا کو پیش کر چکی ہے۔ ہم سب سنگھ
جماعت احمدیہ کے شکرگزار ہیں اور
اس محبت بھری کوشش کو قدر کی نگاہ
سے دیکھتے ہیں۔"

—(۱۰)—

شری بلدیو متر صاحب ایڈیٹر "راہی" دہلی کے تاثرات :-

"دنیائے جہان میں کچھ شخصیتیں ایسی
اُترتی ہیں جو ہمیشہ ہمیش کے لئے اپنے نقش
عوام کی راہنمائی کے لئے چھوڑ جاتی
ہیں۔ چنانچہ قادیان بھی ایسی ہی ایک
شخصیت کا نقش ہے جس سے لوگ ایسا
درس حاصل کر سکتے ہیں جو انہیں اس حقیقی
منزل کی طرف لے جا سکے جہاں محبت،
اخوت اور رواداری ہے۔ کاش میرے
ملک کے لوگ اس منارہ سے جو آسمان کی
بلندیوں تک پہنچ کر ان کو سچی روشنی عطا
کرتا ہے وہ روشنی حاصل کرتے جس سے
اُن کی دلی کدورتیں مٹ جائیں اور وہ
باہم مل جل کر زندگی بسر کرنا سیکھتے۔ پھر!
میرا یقین ہے کہ قادیان میں تعمیر شدہ
منار صلح و آشتی کا پیغام دیتا رہے گا۔
میری یہاں آمد بالکل اتفاقیہ ہے۔ کافی
برسوں سے اس مقام کی زیارت کا شوق
رہا لیکن وقت کا انتظار لازمی ہے۔ مدت
کے بعد یہ آرزو بر آئی .... میری تمنا
ہے کہ اس خزاں رسیدہ چمن میں پھر پہلی
سی بہار و شگفتگی جلد آئے۔" (اخبار بدر
قادیان مورخہ ۲۲ مارچ ۱۹۵۵ء)

—(۱۱)—

✖ محترم جناب سردار دیوان سنگھ صاحب مفتون

ایڈیٹر ریاست دہلی تحریر کرتے ہیں :-

"جو لوگ احمدیوں کے مذہبی کیریکٹر
اور ان کے بلند شعار سے واقف ہیں
وہ جانتے ہیں کہ اگر دنیا کے تمام احمدی
ہلاک ہو جائیں، ان کی تمام جائداد لوٹ

لی جائے۔ صرف ایک احمدی زندہ بچ جائے اور اس احمدی سے یہ کہا جائے کہ اگر تم بھی اپنا مذہبی شعار تبدیل نہ کرو گے تو تمہارا بھی یہی حشر ہوگا تو یقیناً دنیا میں زندہ رہنے والا یہ واحد احمدی بھی اپنے شعار کو نہیں چھوڑ سکتا مرنا اور تباہ ہونا قبول کرے گا۔" (اخبار "ریاست" ۱۲ مارچ ۱۹۵۳ء)

اسی طرح آپ اپنے مؤقر اخبار کے ۱۳ نومبر ۱۹۵۲ء کے پرچے میں لکھتے ہیں:-

"ہم کہہ سکتے ہیں کہ جہاں تک اسلامی شعار کا تعلق ہے ایک معمولی احمدی کا دوسرے مسلمانوں کا بڑے سے بڑا مذہبی لیڈر بھی مقابلہ نہیں کر سکتا کیونکہ احمدی ہونے کے لئے یہ لازمی ہے کہ وہ نماز، روزہ، زکوٰۃ اور دوسرے اسلامی احکام کا عملی طور پر پابند ہو۔ چنانچہ ایڈیٹر "ریاست" کو اپنی زندگی میں سینکڑوں احمدیوں سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ اور ان سینکڑوں میں سے ایک بھی ایسا نہیں دیکھا گیا جو کہ اسلامی شعار کا پابند اور دیانت دار نہ ہو۔ اور ہمارا تجربہ یہ ہے کہ ایک احمدی کے لئے بددیانت ہونا ممکن ہی نہیں۔ کیونکہ یہ لوگ خدا سے ڈرتے ہی نہیں بلکہ خدا سے بدکتے ہیں۔"

اور ان کے مبلغین کو دیکھ کر تو عیسائیوں کے بلند کیریکٹر کے وہ پادری یاد آجاتے ہیں جن کے اسوۂ حسنہ کو دیکھ کر ہندوستان کے لاکھوں انسانوں نے عیسائیت کو قبول کیا۔"

(۱۲)

روزنامہ "اجیت" جالندھر مورخہ ۲۱ مئی ۱۹۵۳ء میں گیانی لابھ سنگھ صاحب نے گورو نانک صاحب اور رائے بلار کے محبت اور اخلاص کا تذکرہ کرتے ہوئے بیان کیا کہ:-

"ہمیں خوشی ہے کہ اس وقت جماعت احمدیہ قادیان کے معزز افراد ان تعلقات محبت کو مضبوط کرنے کے لئے اپنے پڑوسی سکھ بھائیوں کے ساتھ ہمدردی اور تعاون کا سلوک کر رہے ہیں اس سے پہلے بھی انہوں نے کئی دفعہ اپنے تعاون اور محبت کا ہاتھ بڑھایا ہے۔ ان کے اچھے سلوک سے ہم ان تلخ باتوں کو جو تقسیم ملک کے وقت ہمارے سامنے آئیں بھولتے جاتے ہیں۔

کچھ عرصہ پیشتر چند شرارت پسند لوگوں نے ہمیں احمدیہ جماعت کی طرف سے بدظن کرنے کی کوشش کی تھی اور ہم حقیقتاً اس رواداری اور صلح کُل جماعت سے بدظن رہے لیکن اب اس

جماعت کو قریب سے دیکھنے سے اور اس
سے میل جول بڑھانے سے معلوم ہوتا ہے
کہ اس جماعت کے لوگ بہت ہی با اخلاق
اور وضعدار ہیں اور بہت بلند خیالات
کے مالک ہیں۔ امید ہے کہ ایسے لوگوں
سے ہی دوبارہ محبت اور سلوک پیدا
ہوگا اور آپس میں جھگڑا اور فساد
مٹ جائے گا۔"

—— (۱۳) ——

جناب ایڈیٹر صاحب اخبار "ریاست" لکھتے ہیں:-
"یہ واقعہ انتہائی دلچسپ ہے
کہ جب مشرقی پنجاب میں خونریزی کا بازار
گرم تھا مسلمانوں کا مسلمان ہونا ہی
ناقابل معافی جرم تھا۔ مشرقی پنجاب
کے کسی ضلع کے کسی مقام پر بھی کوئی
مسلمان باقی نہ رہا اور یا تو پاکستان
چلے گئے اور یا قتل کر دیئے گئے تو
..... قادیان میں چند درویش
صفت احمدی تھے ..... جنہوں
نے اپنے مقدس مذہبی مقامات کو
چھوڑنے سے انکار کر دیا اور انہوں
نے ننگِ شرافت لوگوں کے ننگِ انسانیت
مظالم برداشت کئے اور جن کو بلا خوف
تردید مردِ مجاہد قرار دیا جا سکتا ہے۔
اور جن پر آئندہ کی تاریخ فخر کریگی۔
کیونکہ امن اور آرام کے زمانہ میں تو
ساتھ دینے والی تمام دنیا ہوا
کرتی ہے۔
ان لوگوں کو انسان نہیں فرشتہ
قرار دیا جانا چاہیئے جو اپنی جان کو ہتھیلی
پر رکھ کر اپنے شعار پر قائم رہیں اور
موت کی پرواہ نہ کریں۔ اب بھی ...
..... قادیان کے درویشوں کے
اُسوۂ حسنہ کا خیال آتا ہے تو
عزت اور احترام کے جذبات کے ساتھ
گردن جُھک جاتی ہے اور ہمارا
ایمان ہے کہ یہ ایسی شخصیتیں ہیں جن
کو آسمان سے نازل ہونے والے
فرشتے قرار دینا چاہیئے۔"
(اخبار ریاست ۱۲ دسمبر ۱۹۵۷ء)

خاص شکریہ

صدر انجمن احمدیہ قادیان بالخصوص محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان اور محترم جناب مولوی برکات احمد صاحب راجیکی قادیان دلی شکریہ کے مستحق ہیں جن کے تعاون اور خاص توجہ اور پوری محنت کے نتیجہ میں یہ نمبر مرتب ہوا ہے۔ جزاھم اللہ خیراً۔

(ایڈیٹر)

نظارت بیت المال قادیان پر ایک سرسری نظر

(از جناب شیخ عبدالحمید صاحب عاجز بی۔ اے ناظر بیت المال قادیان)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لائے ہوئے مشن کو کامیاب کرنے کے لئے جماعت احمدیہ کم و بیش پون صدی سے جو عظیم الشان تبلیغی اور تربیتی خدمات سرانجام دے رہی ہے اس کے نتائج کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ یہ دنیا دار الاسباب ہے اور یہاں کے کام اسباب سے ہی چلائے جاتے ہیں اسلئے ہر کام کی انجام دہی کے لئے مال و اسباب کی ضرورت ہے چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی زندگی میں سلسلہ کی ضروریات کے لئے صدر انجمن احمدیہ قادیان کے ماتحت ایک مالی نظام قائم فرمایا اور جماعت احمدیہ میں شامل ہونے والے ہر فرد کے لئے لازمی قرار دیا کہ وہ اپنی ماہوار آمد کا ایک حصہ مرکزی نظام کے ماتحت مذہبی اور غیر اشتہی کاموں کیلئے باقاعدگی سے ادا کرتا رہے۔ نظارت بیت المال حضور اقدس کے قائم کردہ مرکزی نظام کی ایک اہم کڑی ہے جس کے سپرد ہر قسم کے چندہ جات کی تحریک، تشخیص اور تحصیل کا کام ہے۔ خواہ یہ چندہ نظام وصیت کے ماتحت حصہ آمد کا ہو یا چندہ عام ہو یا جلسہ سالانہ ہو یا صدقات اور زکوٰۃ ہو یا درویش فنڈ وغیرہ ہو۔

تقسیم ملک کے بعد غیر معمولی اور ناسازگار حالات کے باعث کچھ عرصہ کے لئے صدر انجمن احمدیہ قادیان کے بعض کاموں میں عملی تعطل رہا۔ اور ہمارے بعض کاموں میں ایک ایسا وقتی خلا پیدا ہو گیا جسے دیکھ کر ظاہر بین نگاہیں یہ قیاس کر رہی تھیں کہ شاید جماعت احمدیہ کا دائمی مرکز اس قیامت خیز زلزلہ کی زد میں آکر ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا۔ زندگی اور موت کی کشمکش کے اس نازک دور میں جہاں بیسیوں خطرناک، کٹھن اور دشوار وادیوں سے ہمیں گزرنا پڑا ہے وہاں سینکڑوں ایسے ایمان افروز واقعات بھی ہمارے سامنے آئے ہیں جو ہمارا [illegible] یقینی نصرت و تائید کے اَن مٹ نشان ہیں۔ اور [illegible] ولا ھم یحزنون" کا نظارہ پیش کرتے ہیں۔

ان ابتدائی ایام میں جہاں ہندوستانی جماعتوں کے چندہ جات بوجہ غیر معمولی حالات اور ذرائع آمد و رفت [illegible] ہونے کے بند تھے وہاں ہمارے اخراجات بھی صرف [illegible] سے درویشوں کے کھانے اور معمولی الاؤنس تک محدود تھے۔ سنہ ۱۹۴۹ء کی ابتداء میں صدر انجمن احمدیہ قادیان کے ادارہ جات کی فعال طریق پر نئی تشکیل اور باقاعدہ تنظیم کا کام شروع ہوا۔ جماعت ہائے احمدیہ ہند کے بجٹ، چندہ جات کی تشخیص اور وصولی چندہ جات اور پڑتال حسابات کا کام نظارت بیت المال کی نگرانی میں درست کیا گیا۔ چونکہ فسادات سنہ ۱۹۴۷ء کے اثرات باقی تھے اور متعدد مقامات سے نقل مکانی بھی بدستور ہو رہی تھی اس لئے چندوں کی پوزیشن بھی کمزور رہی لیکن آہستہ آہستہ حالات سازگار ہونے پر جماعتوں کا رابطہ مرکز سے قائم ہوتا گیا۔ مرکزی چندہ جات کی حالت بھی بفضلہ تعالیٰ بہتر ہونے لگی اور ابتدائی سالوں میں قریباً ایک لاکھ کی آمد

لازمی چندہ جات کے مقابل پر گزشتہ مالی سال ۶۲-۱۹۶۱ء میں ایک لاکھ چالیس ہزار روپے تک جا پہنچی ہے ۔ اور اس آمد میں ہر سال بفضلہ تعالیٰ اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے ۔ موجودہ مالی سال کا متوقع بجٹ لازمی چندہ جات ۱,۴۲,۵۰۰ روپے ہے ۔ گزشتہ چار سالوں کی آمد لازمی چندہ جات کا نقشہ درج ذیل ہے :-

سال		آمد
سنہ ۵۹-۱۹۵۸ء	—	۱,۰۸,۰۰۰
سنہ ۶۰-۱۹۵۹ء	—	۱,۱۵,۰۰۰
سنہ ۶۱-۱۹۶۰ء	—	۱,۲۸,۰۰۰
سنہ ۶۲-۱۹۶۱ء	—	۱,۴۰,۰۰۰

لازمی چندہ جات کے علاوہ مرکزی تحریکات کے نتیجہ میں متعدد دیگر چندہ جات کی مدات میں خاطر خواہ آمد ہو رہی ہے جس میں سے آمد درویش فنڈ، تعمیر چار دیواری بہشتی مقبرہ، آمد حصہ جائداد اور چندہ جات تحریک جدید خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں ۔ مجموعی طور پر موجودہ مالی سال کا بجٹ ۶۸۰۲۲ روپے ہے اور صدر انجمن احمدیہ کی کل آمد بشمول چندہ جات جس پر اخراجات کا انحصار ہے ۲۹۰۸۲۱ روپے ہے ۔

آمد میں اضافہ کی مستقل گنجائش نکالنے کے لئے **ریزرو فنڈ برائے درویشاں** کی تحریک جاری کی گئی جس میں شامل ہونے کے لئے جماعت کے صاحب حیثیت اور مخیر احباب کو دعوت دی گئی ہے تا **ڈیڑھ دو لاکھ** روپے کا ایک مستقل ریزرو فنڈ قائم ہو جائے ۔ اس رقم سے زرعی زمین یا کوئی اور جائیداد خریدی جائے گی جس کی آمد سے زیادتی گزارہ درویشان وغیرہ کے اخراجات پورے ہو سکیں گے ۔

مجھے یقین ہے کہ جس طرح گزشتہ چودہ سالوں میں باوجود ناموافق حالات کے جماعت کے مخلصین ہر نئی مالی تحریک بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے ہیں اسی طرح ریزرو فنڈ کی تحریک بھی بفضلہ تعالیٰ کامیاب ہو جائے گی ۔ انشاء اللہ

درویش بھائیوں پر خدا کی رحمت اور سلام

(بقیہ ص۳ ؎)

سلسلہ کی عظیم روایات کا قدیم سے حامل ہے پھر جاری ہو گیا اور پوری آب و تاب سے شائع ہونے لگا۔ مجلس خدام الاحمدیہ نے پورے جوش سے کام شروع کر دیا اور مجلس انصار اللہ اور لجنہ اماء اللہ کا قیام بھی ہو گیا۔ دوسرے تعلیمی اور تبلیغی ادارے بھی پوری طرح کام کرنے لگ گئے۔ نظارتیں پوری مستعدی اور پورے جوش کے ساتھ ہمہ تن مصروف ہو گئیں۔ دعاؤں کا سلسلہ اب بھی جاری ہے۔ تہجد کی نماز کے لئے اگر پہلے ایک بزرگ درویش میاں مولا بخش صاحب مرحوم اپنی سریلی اور رقت بھری آواز میں ہر گلی کوچے میں اشعار پڑھ کر منادی کیا کرتے تھے تو آج بھی محترم سید محمد شریف صاحب سیالکوٹی اپنے بڑھاپے کے باوجود، نیز بعض نوجوان درویش بھی تہجد کے لئے لوگوں کو مسجد میں آنے کی دعوت دیتے رہتے ہیں۔ اور روزانہ نہایت عاجزی اور اضطرار کے ساتھ غلبۂ اسلام کے لئے دعائیں کی جا رہی ہیں۔

پہلے ایک دو سالوں کے بعد درویشوں کی بیویاں اور ان کے خاندانوں کے دوسرے افراد بھی قادیان میں واپس آ گئے اور بھارت سے بھی بعض خاندان ہجرت کر کے قادیان میں رہائش پذیر ہو گئے اور اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک ہزار کے لگ بھگ درویش بھائی قادیان میں اقامت پذیر ہیں۔ انکی ساری زندگی دین کے سیکھنے اور اس کی اشاعت کے لئے سعی و جہد میں گزر رہی ہے اور باقاعدہ پروگرام کے مطابق روحانی لوگوں کا یہ گروہ اپنی زندگی کے ایام بسر کر رہا ہے صحت کے قیام کیلئے کھیلوں وغیرہ کے بعض تفریحی پروگرام بھی زیر عمل لائے جا رہے ہیں۔ درویشوں کا ایک بڑا حصہ مختلف پیشے اختیار کر کے اور تجارتی طور پر کاروبار چلا کر اپنی روزی کما رہا ہے اور سلسلہ پر کسی قسم کا بار نہیں ہے مگر یہ سب لوگ بھی اپنے جملہ اوقات کے لحاظ سے سلسلہ کے فدائی ہیں۔

اس وقت تک ایک سو سے زائد درویشان نکاح در درویشی میں ہو چکی ہیں۔ سب سے پہلا نکاح مکرم مولوی عبد القادر صاحب دہلوی کا ۱۰ مارچ ۱۹۵۰ء کو مسجد اقصیٰ قادیان میں پڑھا گیا۔ اور ۱۰ اپریل ۱۹۵۰ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے ربوہ میں چوہدری سعید احمد صاحب بی۔اے کے نکاح کا اعلان فرمایا (الفضل ۱۵؍۴؍۵۰) اور اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ سلسلہ جاری ہے۔

اس وقت قادیان کا "احمدیہ حلقہ" مشرقی پنجاب کے کفرستان میں ایک جزیرہ کی حیثیت رکھتا ہے یا اسے ایسا قلعہ قرار دیا جا سکتا ہے جہاں سے اسلام کے سپاہی روحانی ہتھیاروں سے مسلح ہو کر کفر کے مقابلہ کے لئے چاروں طرف پھیل رہے ہیں۔

قادیان ایک روحانی مرکز ہے وہاں کا سالانہ جلسہ قریباً ستر برس سے ایک آسمانی مائدہ کی حیثیت میں روحانی تشنگی بجھا رہا ہے اور پیاسی روحوں کے لئے آب حیات پیش کر رہا ہے ۱۹۴۷ء کے بعد بھی یہ سلسلہ بلا انقطاع جاری ہے۔ سینکڑوں ہزاروں انسان اس اجتماع میں شریک ہو کر لذت اندوز ہو رہے ہیں۔ ہندو، سکھ، عیسائی اور مسلمان سبھی شریک ہوتے ہیں۔ نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان اس بارے میں خاص اہتمام کرتی ہے اور ہر طالب حق کو دعوت دیتی ہے۔

یہ ایک مختصر سا خاکہ ہے۔ ان حالات میں کونسا دل ہے جو درویش بھائیوں کی قربانیوں اور ایثار پر انہیں ہدیۂ تبریک پیش نہ کرے اور کونسی زبان ہے جو بے ساختہ پکار نہ اٹھے کہ :-

درویش بھائیوں پر خدا کی رحمت اور سلام!

۱۹۴۷ء کے بعد بھارت میں احمدی خواتین کی خدماتِ دینیہ کا خاکہ

رپورٹ کارگزاری لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان (بھارت)

(از محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ سلمہا اللہ تعالیٰ)

تقسیم ملک کے چار سال بعد جب مستورات کو قادیان آنے اور رہنے کی اجازت ملی اور قادیان میں کچھ عورتوں نے مستقل رہائش اختیار کر لی تو اُس وقت یعنی ۱۹۵۱ء میں محترمہ مبارکہ بیگم صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر بشیر احمد صاحب انچارج احمدیہ ہسپتال قادیان نے لجنہ اماء اللہ کے کام کی طرف توجہ دی اور نہ صرف قادیان میں بلکہ ہندوستان کے دوسرے شہروں اور مختلف مقامات پر جہاں بھی احمدی مستورات تھیں لجنہ کے کام کو عملی طور پر باقاعدگی سے شروع کر دیا۔ چنانچہ ان کی کوشش کے نتیجہ میں ۱۹۵۳ء تک چند مقامات پر مثلاً حیدر آباد، سکندر آباد (دکن)، بنگلور، مدراس، بھاگلپور، بھرت پور اور چنتہ کنٹہ میں لجنات کا کام شروع ہو گیا اور ان کی طرف سے مرکز میں چند سال کے تعطل کے بعد رپورٹ آنی شروع ہو گئی۔

مَیں جب ۱۹۵۵ء کے شروع میں قادیان آئی تو مجھے جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ مرکزیہ منتخب کیا گیا اور مَیں نے صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے ساتھ مل کر جون ۱۹۵۳ء سے ۱۹۵۵ء تک حسب توفیق لجنہ اماء اللہ کا کام کیا۔ چنانچہ ۱۹۵۵ء کے آخر تک سولہ مقامات پر لجنہ اماء اللہ کے کام کا اجراء ہو گیا۔

اوائل ۱۹۵۵ء میں محترمہ مبارکہ بیگم صاحبہ صدر لجنہ مرکزیہ مستقل طور پر پاکستان چلی گئیں اور مئی ۱۹۵۵ء میں میرا انتخاب بطور صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ و مقامی قادیان عمل میں آیا۔ میرے علاوہ مندرجہ ذیل عہدیداران کا انتخاب بھی ہوا:۔

نائب صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ۔ مکرمہ صادقہ خاتون صاحبہ اہلیہ مولوی عبدالرحمٰن صاحب امیر جماعت قادیان

جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ مرکزیہ۔ مکرمہ معراج سلطانہ صاحبہ اہلیہ بدرالدین صاحب عامل۔

سیکرٹری مال لجنہ اماء اللہ مرکزیہ۔ خورشید بیگم صاحبہ اہلیہ ٹھیکیدار بشیر احمد صاحب۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے ان عہدیداران نے میرے ساتھ پورا پورا تعاون کیا۔

سب سے پہلے مرکزی کام کے پیشِ نظر احاطہ مرزا گل محمد صاحب میں (جہاں بچیوں کا مڈل سکول ہے) ایک کمرہ لے کر لجنہ اماء اللہ کا دفتر کھولا گیا جہاں ہفتہ میں تین دن باقاعدگی سے کام ہوتا ہے اور مرکزی عہدیدار مل کر کام کرتی ہیں۔

جہاں تک قادیان کی مقامی لجنہ کا تعلق تھا اس کا

کام خدا تعالیٰ کے فضل سے بڑی باقاعدگی سے ہو رہا ہے۔ لجنہ کے ہفتہ وار اجلاس باقاعدگی سے ہوتے ہیں۔ جلسہ سیرۃ النبیؐ، جلسہ یوم مصلح موعود اور یوم خلافت باقاعدہ کئے جاتے رہے ہیں۔ جلسہ سالانہ میں غیر مسلم خواتین مدعو کی جاتی ہیں۔ خدمتِ خلق کا کام اور ناصرات الاحمدیہ کا کام بھی باقاعدہ ہوتا رہا ہے۔ اسلام کی کتابوں کے امتحان لئے گئے جن میں قادیان کے علاوہ بھارت کی تمام ناصرات نے حصہ لیا۔ ناصرات کے تقریری انعامی مقابلے ہوتے رہے۔ چونکہ مقامی لجنہ کا کام تسلی بخش طور پر ہو رہا تھا نیز مرکزی کام کے لئے زیادہ توجہ اور وقت درکار تھا اسلئے مقامی لجنہ کا علیحدہ انتخاب کروا کر محترمہ صادقہ خاتون صاحبہ کے سپرد کر دیا گیا۔ وہ ۱۹۶۰ء سے باقاعدہ صدر لجنہ اماء اللہ قادیان کے طور پر کام کر رہی ہیں۔

۱۹۵۶ء کے آخر تک لجنات بھارت کی تعداد سولہ سے بڑھ کر ۲۴ تک اور ۱۹۶۱ء میں ۲۶ تک ہو گئی ہے۔ اس وقت مندرجہ ذیل مقامات پر لجنات قائم ہیں:۔

قادیان، سکندر آباد دکن، حیدر آباد، بنگلور، مدراس، شموگہ، یادگیر، چنتہ کنٹہ، کوسمبی (اڑیسہ)، گوہالیپوز (اڑیسہ)، محی الدین پورہ (اڑیسہ) دھوان پاسی (اڑیسہ)، پینگال (اڑیسہ)، جمشید پور حلقہ ۱، جمشید پور حلقہ ۲، کنانور (کیرالہ)، کوڈالی (کیرالہ)، بھدرک (اڑیسہ) کندراپارا، کیرنگ، کرڈاپلی (اڑیسہ)، بیک ابرڈھ (کشمیر) ٹائیں منکوٹ (پونچھ)، چارکوٹ (پونچھ)، شاہجہانپور (یوپی) ابراہیم پور (بنگال)

بھارت کی تمام لجنات مقامی طور پر جلسہ ہائے سیرۃ النبیؐ، سیرت حضرت مسیح موعودؑ، یوم پیشوایانِ مذاہب، یوم مصلح موعود، یوم خلافت وغیرہ منعقد کرتی ہیں اور اپنی رپورٹیں مرکز کو بھجواتی ہیں جن کا خلاصہ اخبار بدر میں شائع کروایا جاتا ہے۔

تمام لجنات کی طرف سے چندہ ممبری موصول ہوتا رہا ہے چنانچہ

۱۹۵۶-۵۷ء	میں	مبلغ	۲۲۲—۲۲
۱۹۵۷-۵۸ء	"	"	۴۸۴—۱۹
۱۹۵۸-۵۹ء	"	"	۴۳۶—۲۵
۱۹۵۹-۶۰ء	"	"	۴۷۹—۱۹
اور ۱۹۶۰-۶۱ء	"	"	۷۷۵—۴۷ روپے

چندہ ممبری وصول ہوا۔

نوٹ:۔ مذکورہ بالا سال اکتوبر تا ستمبر شمار ہوتے ہیں۔

علاوہ ازیں سلسلہ کی بعض تحریکوں میں لجنات نے نہایت مخلصانہ طور پر حصہ لیا۔ چنانچہ تحریک جدید کے چندہ کے علاوہ جب مسجد ہالینڈ کا بقایا چندہ پورا کرنے کے لئے بھارت کی لجنات کے ذمہ پانچ ہزار کی رقم لگائی گئی تو گو ہم نے اس کو پورا کرنے کا وعدہ کر لیا تھا لیکن حقیقتاً یہاں کی لجنات کے حالات کے پیشِ نظر یہ ایک بڑی رقم تھی لیکن خدا تعالیٰ کے فضل سے انہوں نے یہ رقم پوری کر دی۔ اس سلسلہ میں یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ اس مد میں ہماری ایک بہن نے ایک ہزار روپیہ کا گراں قدر عطیہ دیا اور تیرہ بہنوں نے ڈیڑھ ڈیڑھ سو کا عطیہ دیا۔ اس کے علاوہ ہر لجنہ کی ممبرات نے اپنی حیثیت سے بڑھ کر حصہ لیا۔ اللہ تعالیٰ

سب کو جزائے خیر دے اور ان کے اخلاص میں برکت دے آمین۔

تحریک خاص مسجد ہالینڈ میں ڈیڑھ سو روپیہ ادا کرنے والیوں کے نام یہ ہیں:-

نام	رقم
۱- محترمہ زبیدہ بیگم صاحبہ۔ کلکتہ	۱۰۰۰ — ۰۰
۲- ″ رسول بی بی صاحبہ۔ یادگیر	۱۵۰ — ۰۰
۳- ″ فاطمہ بیگم صاحبہ۔ موڑال (کیرالہ)	۱۵۰ — ۰۰
۴- ″ اصغری بیگم صاحبہ۔ بھاگلپور (رانچی)	۱۵۰ — ۰۰
۵- ″ خواجہ بی صاحبہ۔ یادگیر	۱۵۰ — ۰۰
۶- ″ بلقیس بیگم صاحبہ۔ مدراس	۱۵۰ — ۰۰
۷- ″ زاہدہ بیگم صاحبہ۔ حیدرآباد دکن	۱۵۰ — ۰۰
۸- ″ محمودہ بیگم صاحبہ ″ ″	۱۵۰ — ۰۰
۹- ″ احمدی بیگم صاحبہ چنتہ کنٹہ (حیدرآباد)	۱۵۰ — ۰۰
۱۰- ″ اعظم النساء صاحبہ۔ حیدرآباد	۱۵۰ — ۰۰
۱۱- ″ ذکیہ بیگم صاحبہ ″	۱۵۰ — ۰۰
۱۲- ″ صادقہ خاتون صاحبہ قادیان	۱۵۰ — ۰۰
۱۳- امۃ القدوس بیگم ″	۱۵۰ — ۰۰

اس کے علاوہ سکنڈے نیویئن مشن (سویڈن۔ ناروے) کے لئے ۲۷۲۔۳۰ روپے چندہ جمع ہوا۔ دوسرے چندہ جات تحریک جدید، وقف جدید، حصہ آمد، چندہ مستورات، زکوٰۃ، درویش فنڈ اور صدقات وغیرہ بھی مختلف اوقات میں وصول ہوتے رہتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے لجنات تمام مرکزی تحریکوں میں حصہ لیتی ہیں۔

مندرجہ بالا چندہ جات کے علاوہ مرکزی ضرورت کے پیشِ نظر عام جلسوں اور جلسہ سالانہ کے لئے ایک لاؤڈ سپیکر کی ضرورت سنہ ۶۰ء میں محسوس کی گئی جس کیلئے لجنات کو تحریک کی گئی۔ الحمد للہ کہ اس غرض کے لئے مبلغ ۱۱۱۶/- روپے جمع ہوئے اور لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے لئے نیا لاؤڈ سپیکر خرید لیا گیا ہے جو دیگر جلسوں اور جلسہ سالانہ میں کام دے رہا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے کاموں اور ہماری کوششوں میں برکت دے اور ہمیں اس رنگ میں کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے کہ جس سے ہم اس کی رضا حاصل کر سکیں آمین۔

امۃ القدوس صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ

قادیان

نظارت خدمت درویشاں ربوہ

محترم حضرت مرزا عزیز احمد صاحب
قائمقام ناظر خدمت درویشاں

کار کنان دفتر

(بیٹھے ہوئے) دائیں سے بائیں ۔ قریشی عطاءاللہ صاحب ۔ جناب مختار احمد صاحب ہاشمی ۔ اقبال احمد صاحب جالندھری
(کھڑے ہوئے) بشیر احمد صاحب خادم ۔ انور علی صاحب

ماهنامہ الفرقان اور احباب کا فرض

◉ حضرت امام جماعت احمدیہ خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا :-

" میرے نزدیک الفرقان جیسا علمی رسالہ تیس چالیس ہزار بلکہ ایک لاکھ تک چھپنا چاہئیے - اور اس کی بہت وسیع اشاعت ہونی چاہئیے - "

(الفضل ۵ جنوری ۵۶ء)

◉ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نور اللہ مرقدہ نے فرمایا :-

" رسالہ الفرقان بہت عمدہ اور قابل قدر رسالہ ہے اور اس قابل ہے کہ اس کی اشاعت زیادہ سے زیادہ وسیع ہو - کیونکہ اس میں تحقیقی اور علمی مضامین چھپتے ہیں اور قرآن کے فضائل اور اسلام کے محاسن پر بہت عمدہ طریق پر بحث کی جاتی ہے - ایک طرح سے یہ رسالہ اس غرض وغایت کو پورا کر رہا ہے - جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مد نظر رسالہ ریویو اف ریلیجنز کے اردو ایڈیشن کے جاری کرنے میں تھی - حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی یہ خواہش بڑی گہری اور خدا کی پیدا کردہ آرزو پر مبنی ہے کہ اگر ایسے رسالہ کی اشاعت ایک لاکھ بھی ہو تو پھر بھی دنیا کی موجودہ ضرورت کے لحاظ سے کم ہے پس مخیر اورمستطیع احمدی اصحاب کو یہ رسالہ نہ صرف زیادہ سے زیادہ تعداد میں خریدنا چاہئیے بلکہ اپنی طرف سے نیک دل اور سچائی کی تڑپ رکھنے والے غیر احمدی اور غیر مسلم اصحاب کے نام بھی جاری کرانا چاہیئے - تا اس کی غرض و غایت بصورت احسن پوری ہو - اور اسلام کا آفتاب عالمتاب اپنی پوری شان کے ساتھ دنیا کو اپنے نور سے منور کرے "

(الفضل ۱۸ جنوری ۱۹۵۹ء)

◉ اور ابھی حال ہی میں مدیر "لاہور" لاہور نے تحریر فرمایا ہے :

" الفرقان ملک کا ایک بلند پایہ دینی و تہذیبی جریدہ ہے - جس کی تعمیری مساعی ہر گز کسی مزید تقریظ و تعارف کی محتاج نہیں ہیں " لاہور اگست ۶۳ء

آپ سے درخواست ہے کہ رسالہ الفرقان کی توسیع اشاعت میں ہمارے ساتھ تعاون فرمائیں - خود اپنے نام اس رسالہ کو جاری کروائیں - اپنے عزیزوں، رشتہ داروں اور دیگرعلم دوست احباب کو اس کے مطالعہ کا موقع بہم پہنچائیں رسالہ کا سالانہ بدل اشتراک چھ روپے ہے -

(مینجر الفرقان - ربوہ)

انجمن وقفِ جدید کا قیام

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے ماتحت مورخہ یکم مارچ ۱۹۵۸ء کو انجمن وقفِ جدید کا قیام ہندوستان میں کیا گیا۔ اس کے ممبران کے اسماء ذیل میں درج ہیں:-

۱۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ (انچارج وقفِ جدید)
۲۔ محترم مولوی برکات احمد صاحب راجیکی ممبر " "
۳۔ محترم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے ایڈیٹر و ممبر وقفِ جدید
۴۔ محترم پی عبداللہ صاحب فاضل کیرالہ اسٹیٹ " " "
۵۔ " محمد کریم اللہ صاحب آف نوجوان مدراس " " "
۶۔ " شیخ یوسف احمد الدین صاحب سکندرآباد " " "
۷۔ " ڈاکٹر سید اختر احمد صاحب اورینوی پٹنہ ممبر وقفِ جدید

دفتر کا ابتدائی کام چلانے کے لئے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی نگرانی میں محمد شفیع صاحب عابد اور قاضی شاد بخت صاحب نے کام شروع کیا۔ قاضی صاحب کی وفات کے بعد چوہدری عبدالقدیر صاحب واقفِ زندگی کو نگران دفتر مقرر کیا گیا۔

معلمین وقفِ جدید

اس وقت انجمن وقفِ جدید کے ماتحت مندرجہ ذیل معلمین ہندوستان میں تربیتی و تبلیغی خدمات سرانجام دے رہے ہیں:-

(۱) سید بدرالدین احمد صاحب — رانچی
(۲) بابو محمد یوسف صاحب — جموں
(۳) سی۔ پی علی کوٹی صاحب۔ — کیرالہ
(۴) حکیم عبدالرحمٰن صاحب — نندگڑھ (میسور)
(۵) محمد حسین صاحب خادم — علاقہ پونچھ
(۶) گلزار احمد صاحب — " "

اس سے قبل مندرجہ ذیل معلمین بھی کام کرتے رہے ہیں جو اب فارغ کئے جا چکے ہیں۔

(۱) سید محمد محسن صاحب — اڑیسہ
(۲) چوہدری محمد طفیل صاحب — ضلع گورداسپور
(۳) محمد یوسف صاحب ڈار — کشمیر

خداتعالیٰ کے فضل سے معلمین کے ذریعہ تبلیغی و تربیتی اور تعلیمی لحاظ سے کافی اچھا کام ہو رہا ہے۔ چنانچہ اس وقت تک ۱۹۷ افراد احمدیت میں داخل ہو چکے ہیں۔ سونا گلی اور ٹائیں منکوٹ علاقہ پونچھ وغیرہ مقامات میں مدرسے جاری ہیں جن میں کل ۷۷ طلباء تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان کی مختصر رپورٹ

مجلس خدام الاحمدیہ نوجوانوں کی مجلس ہے جس کا قیام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا۔ یہ مجلس نہایت شاندار خدمات سرانجام دیتی رہی ...... تقسیم ملک کے وقت مخدوش حالات کی بنا پر بھارت میں اس کے کام میں ایک عارضی تعطل پیدا ہوگیا لیکن تقسیم ملک کے فوراً بعد ہی مجلس خدام الاحمدیہ بھارت سرگرم عمل ہوگئی اور یہ کام اسی عزم اور ولولہ سے شروع کر دیا گیا۔

ستمبر ۱۹۶۱ء سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھارت کی مجالس کے لئے صدر مرکزیہ کا عہدہ منظور فرمایا:-

۱۔ صدر:- محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب۔
(محترم صاحبزادہ صاحب موصوف کی غیر حاضری میں مولوی برکات احمد صاحب راجیکی بی۔اے قائم مقام صدر ہوتے ہیں)

۲۔ معتمد:- شیخ مسعود احمد صاحب آتش۔ اکتوبر ۱۹۶۱ء سے

ذیل میں مجلس کی سرگرمیوں کا ایک نہایت مختصر سا خاکہ پیش کیا جاتا ہے:-

شعبہ خدمت خلق

۱۔ غرباء و مستحقین کی امداد کے سلسلہ میں احمدی، غیر احمدی مسلم، غیر مسلم مختلف اصحاب کو مختلف اوقات میں سیلاب زدہ ہونے پر برائے لحاف اور تعلیم کی تکمیل کیلئے مبلغ پانچسو روپے بطور امداد تقسیم کئے گئے۔

۲۔ سیلاب زدگان پنجاب اور سیلاب زدگان بنگال کی امداد کے فنڈ میں مختلف اوقات میں مبلغ پانچسو روپے دیئے گئے۔

۳۔ سنہ ۱۹۵۹ء میں گندم کا ڈپو کھولا گیا۔

۴۔ ضرورت مندوں کو تعلیم کی تکمیل کیلئے قرضے بھی دیئے گئے۔

شعبہ تربیت و اصلاح

۱۔ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے تربیتی اجلاس ہوتے رہے۔

۲۔ درس کتب دینیہ بھی باقاعدگی کے ساتھ جاری رہا۔

شعبہ اطفال

آج کے اطفال کل کے خدام اور جماعت کے بوجھ کو اٹھانے والے ہیں ان کی تربیت کی طرف پوری توجہ دی جاتی رہی۔ علمی اور ورزشی مقابلہ جات کروائے گئے۔ اس کام میں مکرم دفعدار محمد عبداللہ صاحب نے خاص طور پر نگرانی فرمائی۔

شعبہ ذہانت و صحت جسمانی

۱۔ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی طرف سے نومبر ۱۹۵۸ء میں اس سے قبل اور اس کے بعد میں چار ٹورنامنٹ کروائے گئے۔

متفرق

۱۔ بھارت میں ساٹھ مجالس خدام الاحمدیہ مقامی قائم ہیں۔

۲۔ سالانہ اجتماع ربوہ ۱۹۵۳ء، ۱۹۵۵ء اور ۱۹۵۶ء میں شمولیت کے لئے نمائندگان کو بھجوایا گیا۔

۳۔ خلافت جوبلی علمی انعامی مجلس خدام الاحمدیہ سکندرآباد دکن حاصل کرتی رہی۔

۴۔ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے ماہانہ جلسے ہوتے رہے۔

مجلس خدام الاحمدیہ کا لٹریچر

تقسیم ملک کے بعد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے اشاعت لٹریچر کی طرف بھی توجہ دی۔ چند اہم مطبوعات کا ذکر کیا جاتا ہے

۱۔ خدام الاحمدیہ کی ذمہ داریاں۔
۲۔ مجالس خدام الاحمدیہ کے قیام کا طریق۔
۳۔ نظام اطفال الاحمدیہ۔
۴۔ ذرائع اصلاح خدام الاحمدیہ
۵۔ مشعل راہ خدام الاحمدیہ۔
۶۔ دستور اساسی مجلس خدام الاحمدیہ۔
۷۔ خلافت حقہ اسلامیہ۔
۸۔ نظام آسمانی کی مخالفت اور اس کا پس منظر۔
۹۔ سیرت طیبہ (مع ضمیمہ) و درمنثور

مجلس خدام الاحمدیہ مقامی قادیان

مجلس خدام الاحمدیہ مقامی کے قائدین کے جو مختلف اوقات میں کام کرتے رہے اسماء یہ ہیں:۔

چوہدری محمود احمد صاحب عارف ۱۹۵۰ء سے ۱۹۶۰ء تک
شیخ مسعود احمد صاحب انیس ۱۹۶۰-۶۱ء
چوہدری بدرالدین صاحب عامل ۱۹۶۱-۶۲ء

یہ مجلس بھی اپنے دائرہ عمل میں بڑی مستعدی سے کام کر رہی ہے۔

اخبار بدر قادیان کا اجراء

اخبار "البدر" کا اجراء سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ستمبر ۱۹۰۲ء میں ہوا تھا۔ حضرت بابو محمد افضل صاحب مارچ ۱۹۰۵ء تک اس کے ایڈیٹر رہے۔ ان کی وفات کے بعد ۳۰ مارچ ۱۹۰۵ء کو اس اخبار کی ادارت حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ نے سنبھالی۔ اس وقت اخبار کا نام "البدر" کی بجائے "بدر" کر دیا گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس اخبار کی اعلیٰ خدمات کی بناء پر اسکو اپنا ایک بازو قرار دیا۔

اس اخبار کا دوبارہ اجراء زمانہ درویشی میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے حکم سے ۲۰ دسمبر ۱۹۵۱ء کو کیا گیا۔ اس دور میں پہلے ایڈیٹر مکرم مولوی برکات احمد صاحب بی۔اے راجیکی (ناظر امور عامہ) مقرر ہوئے۔ اپریل ۱۹۵۲ء سے جناب مولوی صاحب کی بیماری کی وجہ سے اخبار کی ادارت مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔اے کے سپرد ہوئی۔ آپ یہ کام ماہ ستمبر ۱۹۵۵ء تک سرانجام دیتے رہے۔ بعد ازاں مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب بقاپوری مولوی فاضل نے جو اس سے پہلے معاون ایڈیٹر تھے ادارت کا کام سنبھالا اور آج تک علاوہ مدرسہ احمدیہ کی مدرسی کے اس کی ادارت کر رہے ہیں۔ نائب ایڈیٹر مکرم چوہدری فیض احمد صاحب گجراتی ہیں۔

جب ہندوستان کے بعض رسائل و اخبارات کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بے ادبی کی گئی تو اخبار "بدر" نے اس موقعہ پر موثر احتجاج کیا اور ناموس رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے تحفظ کی خاطر سیرت نبویؐ پر مضامین کا ایک سلسلہ شروع کیا جس کا خاطر خواہ اثر ہوا۔

اے کہ زندہ تجھ سے ہے اسلامیوں کی داستاں

(یہ نظم ۱۹۳۲ء میں قیامِ فلسطین کے دوران لکھی گئی تھی ـــــ ایڈیٹر)

سرزمینِ معرفت، اے جلوہ گاہِ قدسیاں ۔۔۔ اے نشانِ ذاتِ حق، اے مہبطِ کرّوبیاں

اے کہ تیرے نام پر سو بار جان و دل فدا ۔۔۔ اے کہ زندہ تجھ سے ہے اسلامیوں کی داستاں

اے کہ تو ہے منبعِ علم و ہدیٰ، فہم و ذکاء ۔۔۔ اے کہ تو ہے اس جہاں میں درسگاہِ عارفاں

برتر از چرخِ چہارم تیرا رتبہ کیوں نہ ہو ۔۔۔ جبکہ ہے نازل ہوا تجھ میں مسیحائے زماں

وہ جری، باطل شکن، مامورِ حق، احمدؑ نبی ۔۔۔ جس کی تقریروں سے گونجے بارہا ہفت آسماں

ہاں وہی تو جس نے باطل کر دیا پیوندِ خاک ۔۔۔ جس نے قُم کہہ کر کئے زندہ ہزاروں نیم جاں

مردہ روحوں کے لئے لایا جو پیغامِ حیات ۔۔۔ چشمۂ کوثر بنا ہے جو برائے تشنگاں

دشتِ ظلمت میں بھٹکتے تھے جہاں کے فلسفی ۔۔۔ آفتابِ حق سے مغرب ہو گیا اب نکتہ داں

پاسبانِ اُمتِ احمدؑ، ہوا محمودِ حق ۔۔۔ حُسن و احساں میں جو ہے مثلِ مسیحائے زماں

یاد ہے وہ درسِ قرآں روح پرور، دلربا ۔۔۔ مسجدِ اقصیٰ میں ہاں وہ مجمعِ پیر و جواں

فلسفیٔ غرب دیکھا، منطقیٔ مشرق بھی ۔۔۔ پر نہ پایا اپنے آقا سا کوئی شیریں بیاں

"چھوٹی بستی" لوگ کہتے ہیں حقارت سے تجھے ۔۔۔ پر سمجھتا ہوں تجھے میں اس زمیں کا کہکشاں

یاد آیا میکہ تو تھی جب ہماری درسگاہ ۔۔۔ اور ہمارا مسکن و ماویٰ تھی، اے جنت نشاں

ایک مدت کے لئے گو ہم جدا تجھ سے ہوئے ۔۔۔ ہر دلِ مضطر میں ہیں انوار تیرے ضوفشاں

"آہ کیسی خوش گھڑی ہو گی کہ با نیلِ مرام
باندھیں گے رختِ سفر کو ہم برائے قادیاں"

(ابوالعطاء جالندھری (حیفا فلسطین)

دارالمسیح قادیان کا ایک منظر

(دوسرا منظر پشت پر ملاحظہ فرمایں -)
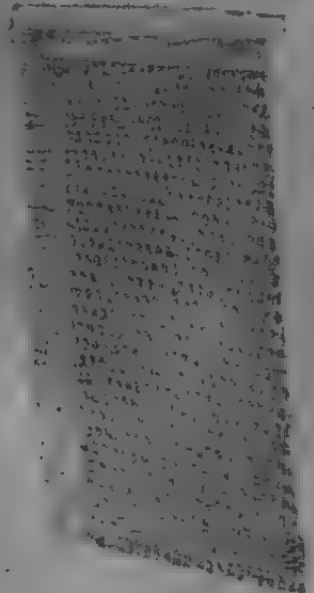
یہ فوٹو باہر کوچہ کی طرف سے لیا گیا۔

قادیان کی یاد میں

(ہجرت کے بعد نامعلوم الاسم شاعر کے قلم سے)

میرا بچپن جہاں گزرا وہ بستی چھن گئی کیونکر
مری بستی، مری خوابوں کی بستی بن گئی کیونکر
وہ بستی جس کے ذرّوں نے مسیحا کے قدم چُومے
اور اس بستی کے کُوچوں نے وہ پاؤں دم بدم چُومے
زمینِ قادیاں کے واسطے آنکھیں ترستی ہیں
امیدیں تلملاتی ہیں، تمنّائیں تڑپتی ہیں
زمینِ قادیاں! تُو ہم سے چھوڑی جا نہیں سکتی
قسم اِک بار کھائی ہے جو توڑی جا نہیں سکتی
یہ سچ ہے مَیں نے چھوڑا تھا تجھے، تُو نے نہیں چھوڑا
مگر پھر لَوٹ کر آنے کا وعدہ بھی نہیں توڑا
تری تاریخ کو قومیں ہمیشہ یاد رکھیں گی
تجھے شاداب رکھیں گی تجھے آباد رکھیں گی

خدا کے امنِ حفظ و اماں میں رہتے ہو

(جناب ظفر احسن صاحب آصف سیالکوٹی)

حریمِ مہدیٔ خلد آشیاں میں رہتے ہو
خوشا نصیب کہ دار الاماں میں رہتے ہو

ہوں جام بادۂ عرفاں سے کس لئے خالی
کہ تم تو مسکنِ پیرِ مغاں میں رہتے ہو

نگاہِ اہلِ وطن سے تو دُور ہو لیکن
نگاہِ خالقِ کون و مکاں میں رہتے ہو

ہے بادشاہی سے بڑھ کر تمہاری درویشی
خدا کے دامنِ حفظ و اماں میں رہتے ہو

جہاں پہ بادِ خزاں کا گزر نہیں ہوتا
بہار بن کے تم اِس گلستاں میں رہتے ہو

یہ اور بات کہ آنکھوں سے دُور ہو لیکن
خیالِ آصفِ شیریں بیاں میں رہتے ہو

الٰہی عشق کی کلیاں ہی پھول ہو جائیں
مسافروں کی دعائیں قبول ہو جائیں

قادیاں کا چاند

(از مکرم محمد ابراہیم صاحب شاد شیخوپورہ)

کیوں کر نہ جچے نظر میں بھلا آسماں کا چاند
اُترا ہوا ہے دل میں مرے قادیاں کا چاند

مہرِ عرب سے اُس نے کیا اکتسابِ نُور
زیبا ہے گر کہوں اُسے سارے جہاں کا چاند

دنیا و دیں کی ظلمتیں معدوم ہو گئیں
جب سے ہُوا ہے جلوہ نما قادیاں کا چاند

محمود کون ہے تجھے کیا کیا بتاؤں دوست!
میرا حبیب، مہدیٔ آخر زماں کا چاند

ہر دم دعا ہے شاد ہے با عجز و انکسار
جلوہ فگن مدام رہے قادیاں کا چاند

درویشان کے متعلق عام معلومات

• ۱۶؍ نومبر ۱۹۴۷ء سے زمانۂ درویشی شروع ہوا۔

• آخری قافلہ ۱۶؍ نومبر ۱۹۴۷ء کو چلے جانے کے بعد ۳۱۳ احباب قادیان میں ٹھہرے رہے۔

• دیارِ حبیبؑ کی آبادی اور شعائر اللہ و مقاماتِ مقدسہ کی نگہداشت اور حفاظت کی خاطر ۱۶؍ نومبر ۱۹۴۷ء کو قادیان میں ٹھہرنے والے "درویشوں" کے نام سے موسوم ہوئے۔

• ۱۶؍ نومبر ۱۹۴۷ء کو قادیان میں ٹھہرنے والے درویشوں میں ۲۲۱ نوجوان، ۵۷ درمیانی عمر کے اور ۳۵ بوڑھے احباب تھے۔

• ۱۶؍ نومبر ۱۹۴۷ء کو قادیان میں ٹھہرنے والے درویشوں میں ۱۱ صحابہ تھے۔ بعد میں مزید ۳ صحابہ تشریف لائے جس سے صحابہ کی تعداد ۱۴ ہو گئی۔

• قادیان میں احمدی آبادی اب قریباً ایک ہزار نفوس پر مشتمل ہے جن میں سے ۲۵۰ کے قریب مرد، ۱۷۵ کے قریب عورتیں اور باقی بچے ہیں۔

• خدا تعالیٰ کے فضل سے درویشوں کی ضروریات کا خیال رکھنے کا جذبہ بہت سے مخلصین جماعت میں ہے لیکن مواخات کا حق ادا کرنے کی توفیق اللہ تعالیٰ نے مکرم سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی کلکتہ اور ان کی اہلیہ محترمہ زینب خاتون صاحبہ کو عطا فرمائی ہے جو درویشوں کی جملہ ضروریات کا خیال رکھتے ہیں اور درویشوں کے سکون و اطمینان کے لئے نت نئے رنگ میں اپنے اموال درویشوں پر بے دریغ خرچ فرماتے رہتے ہیں۔ جن کی تفصیلات تاریخ زمانۂ درویشی میں سنہری الفاظ میں لکھی جائیں گی۔ اور آئندہ آنے والی نسلیں بھی ان کی خدمات کو عزت سے یاد کریں گی۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

• درویشوں اور ان کے اہل و عیال کے علاج معالجہ کے لئے صدر انجمن احمدیہ ہر سال کثیر اخراجات برداشت کرتی ہے۔ باقاعدہ ہسپتال قائم ہے جس میں کوالیفائڈ ڈاکٹر، نرس وغیرہ موجود رہتے ہیں اور پوری توجہ سے علاج کیا جاتا ہے۔

• درویش بچوں و بچیوں کے لئے سکول قائم ہیں جن میں ان کی تعلیم کا خاطر خواہ انتظام ہے۔

• زیادہ تر درویش دار المسیح اور اس کے نواحی علاقہ (حلقہ مسجد اقصیٰ، حلقہ مسجد مبارک، حلقہ مسجد فضل، ناصر آباد) میں آباد ہیں اور اب کالج کی پرلی طرف کوٹھی نواب محمد علی خان صاحبؓ واپس مل جانے پر اس میں بھی کچھ گھرانے آباد کروائے گئے ہیں۔

• تعلیم یافتہ درویش دفاتر میں کام کرتے ہیں اور بعض درویش اپنے کاروبار کرتے ہیں۔ باقی درویش صیغہ تعمیرات، بہشتی مقبرہ کی صفائی، حلقہ کا پہرہ، لنگر خانہ و مہمان خانہ کے انتظام اور اسی طرح دوسرے ضروری امور سرانجام دیتے ہیں۔

• درویشوں، مستورات اور بچوں کی سیر و تفریح

اور کھلی و تازہ ہوا سے لطف اندوز ہونے کے لئے چوہدری فیض احمد صاحب سیکرٹری بہشتی مقبرہ نے باغ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور اسکے ساتھ وسیع زمین کو صاف کرکے باقاعدہ سڑک اور پانگ بنا کر ان کے دو رویہ پھلواڑی کا بہت عمدہ انتظام کیا ہے جس سے اس جگہ کی زینت دوبالا ہو گئی ہے۔

• مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب اور بیگم سیدہ امۃ القدوس صاحبہ کی موجودگی دارالمسیح کی رونق اور درویشوں کی تسلی و تشفی کا باعث ہے۔ یہ درویشوں کے آرام و سکون کا خیال رکھتے، ان کی خوشی و غمی میں شریک ہوتے اور سب سے محبت سے پیش آتے ہیں۔ اور سب درویش بھی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے درخشندہ گوہر پوتے کو دیکھ کر فرحت و انبساط محسوس کرتے ہیں ✤

(نامہ نگار)

خریدار حضرات کیلئے ضروری نوٹ

یہ نمبر اپنے غیر معمولی حجم کے باعث تین ماہ کا رسالہ ہے یعنی اگست، ستمبر اور اکتوبر کا۔ اس لئے دس اکتوبر کو رسالہ شائع نہ ہوگا۔ آئندہ نمبر دس نومبر ۱۹۶۳ء کو پوسٹ ہوگا۔ احباب مطلع رہیں۔

(مینجر الفرقان ربوہ)

الفرقان کے خاص معاونین

مندرجہ ذیل بزرگوں اور احباب نے ہماری دس سالہ خریداری منظور فرما کر خاص اعانت فرمائی ہے ایسے یاران کو رسالہ بھی باقاعدہ بھیجا جاتا ہے اور ان کے لئے ہر ماہ تحریک دعا بھی شائع کی جاتی ہے۔ یہ سلسلہ انشاء اللہ العزیز دسمبر ۱۹۷۰ء تک جاری رہے گا۔

اب جو دوست اس تحریک میں شامل ہونا چاہیں وہ آٹھ سال کا چندہ پیشگی ارسال فرما کر شمولیت اختیار کر سکتے ہیں۔ (مینیجر الفرقان ربوہ)

ربوہ دار الہجرت

- سیدی حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ
- حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب
- حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی
- حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب
- جناب چوہدری محمد شریف صاحب خالد ایم۔ اے
- جناب رفیق احمد صاحب ثاقب ایم۔ ایس سی
- جناب چوہدری محمد لطیف صاحب ایم۔ اے غانا۔
- حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری
- حضرت قاضی محمد عبد اللہ صاحب بھٹی
- جناب چوہدری یحییٰ حسن صاحب باجوہ
- جناب ڈاکٹر محمد جی صاحب ہیلتھ آفیسر دار الرحمت
- جناب قریشی عبد الرشید صاحب ایل۔ ایل بی۔

قادیان دار الامان

- حضرت مولوی عبد الرحمٰن صاحب امیر جماعت
- جناب صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب
- جناب مولوی برکات احمد صاحب راجیکی
- جناب چوہدری سعید احمد صاحب بی۔ اے
- جناب چوہدری محمد عبد اللہ صاحب
- جناب ماسٹر محمد ابراہیم صاحب ٹیلر ماسٹر
- جناب سید شہامت علی صاحب سابقہ رتن
- جناب حافظ سخاوت علی صاحب شاہجہانپوری
- جناب مسعود احمد صاحب انیس
- جناب ڈاکٹر بشیر احمد صاحب آئی سپیشلسٹ
- جناب ڈاکٹر عطر دین صاحب
- جناب حکیم چوہدری بدر الدین صاحب عامل
- جناب چوہدری منور علی صاحب فوٹوگرافر
- جناب عبید اللہ صاحب فانی
- جناب چوہدری عبد القدیر صاحب

ضلع جھنگ

- جناب میاں بشیر احمد صاحب امیر جماعت
- جناب ملک محمد حیات صاحب نسوآنہ
- جناب چوہدری عبد الحلیم خان صاحب مولوی فاضل
- جناب حافظ مبارک علی خان صاحب

دلدار احمد علی خان صاحب چنیوٹ

ضلع سرگودھا

- جناب مرزا عبد الحق صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت
- جناب حافظ ڈاکٹر مسعود احمد صاحب
- جناب چوہدری جلال الدین صاحب چک ۳۵ جنوبی
- جناب شیخ محمد اقبال صاحب پراچہ
- جناب شیخ عبد الرحمٰن صاحب آرٹسٹ
- جناب میجر شمیم احمد صاحب جوہر آباد

ضلع لاہور

- جناب چوہدری اسد اللہ خان صاحب امیر جماعت
- جناب شیخ بشیر احمد صاحب سابق جج ہائیکورٹ
- جناب چوہدری محمد شفیع صاحب کمیشن ایجنٹ چونگی
- جناب خواجہ محمد شریف صاحب برانڈرتھ روڈ
- جناب امیر الدین صاحب رتن باغ
- جناب ڈاکٹر اعجاز الحق صاحب لاہور
- جناب چوہدری فتح محمد صاحب لاہور بریج ٹرانسپورٹ
- جناب محمد ابراہیم صاحب ریاض ٹریڈ سروس
- جناب چوہدری اعجاز نصر اللہ خان صاحب ایڈووکیٹ
- جناب چوہدری نور احمد خان صاحب گوالمنڈی
- جناب سراج الدین صاحب نسبت روڈ
- جناب چوہدری عبد الحکیم خان صاحب میکلوڈ روڈ
- جناب مسعود ارشد احمد صاحب ایس ڈی او
- جناب قریشی محمود احمد صاحب ایڈووکیٹ
- جناب چوہدری عبد الحمید صاحب ماڈل ٹاؤن
- جناب ڈاکٹر محمد عبد الحق صاحب ایم۔ بی۔ بی۔ ایس
- جناب ملک عبد اللطیف صاحب ستکوہی
- جناب حافظ عبد الکریم صاحب [illegible]
- جناب محمد عثمان صاحب لکشمی مینشن
- جناب ایس۔ یو شیخ صاحب کوثر
  مینیجنگ ڈائریکٹر کوثر کمپنی لمیٹڈ
- جناب حکیم سراج الدین صاحب بھاٹی گیٹ
- جناب ڈاکٹر احسان علی صاحب میکلوڈ روڈ
- جناب مسٹر اے۔ ڈی بھٹی صاحب مال روڈ
- جناب شیخ فضل احمد بشیر احمد صاحبان سمن آباد
- جناب رشید احمد صاحب ملک
- جناب صاحبزادہ مرزا منیر احمد صاحب
- جناب خان صاحب میاں محمد یوسف صاحب
- جناب مرزا عبد الرحمٰن صاحب ناصر مرحوم
- جناب شیخ محمد شریف صاحب سمن آباد
- جناب ماسٹر حسن دین صاحب وادی پارک
- جناب چوہدری فضل الرحمٰن صاحب مال روڈ
- جناب شیخ بشیر احمد صاحب ٹھیکیدار
- جناب میجر چوہدری عزیز احمد صاحب
  لاہور چھاؤنی۔
- جناب عبد الرشید صاحب افریقی جسونت بلڈنگ
- جناب چوہدری محمود لطف اللہ صاحب ایڈووکیٹ سمن آباد

• جناب حضرت اشرف پاشا صاحب ایم۔ اے
• جناب خواجہ امیر بخش صاحب آف آسٹریلیا

راولپنڈی

• جناب سیٹھ محمد اسمٰعیل صاحب چھاؤنی
• جناب شیخ غلام حیدر صاحب کالج روڈ
• جناب صوفی محمد شفیع صاحب صدر
• جناب چوہدری میجر عزیز احمد صاحب
• محترمہ بیگم صاحبہ جناب میاں حیات محمد صاحب
• جناب کیپٹن محمد اسحٰق صاحب مری روڈ
• جناب محمد یونس صاحب فاروق سٹیلائٹ ٹاؤن
• جناب رفیق احمد صاحب دہلوی نیا محلہ
• جناب محی الدین صاحب [illegible] روڈ
• جناب سید مقبول احمد صاحب ڈلہوزی روڈ
• جناب کیپٹن اے یو زید احمد صاحب
• جناب سید منظور علی صاحب سٹیلائٹ ٹاؤن
• جناب ملک مظفر احمد صاحب کالج روڈ
• جناب ایم۔ اے غنی صاحب بی۔ اے
• جناب مسٹر عبدالرحمٰن صاحب خاکی بی۔ اے
• جناب قاضی بشیر احمد صاحب بھٹی
• جناب قاضی عبدالسلام صاحب بھٹی آف نیروبی
• جناب چوہدری بشیر احمد صاحب موٹر موڈرن لمیٹڈ
• جناب صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب

ضلع ملتان

• جناب ملک عمر علی صاحب امیر جماعتہا احمدیہ ضلع ملتان
• جناب ڈاکٹر عبدالکریم صاحب
• جناب پیر نصیر احمد صاحب ریڈیو فورمین
• جناب چوہدری عبدالحفیظ صاحب ایڈووکیٹ
• جناب ڈاکٹر رفیق احمد صاحب
ایم۔ بی بی۔ ایس بورے والا
• جناب ماسٹر نواب الدین صاحب ایم۔ اے
• جناب شیخ محمد اسلم محمد سلیم صاحبان
کمیشن ایجنٹ دنیا پور۔
• جناب چوہدری منور احمد خان صاحب حرم گیٹ
• جناب چوہدری محمد اکرام اللہ صاحب
اومیگا ریڈیو کمپنی۔
• جناب شیخ محمد بشیر صاحب احمدی دنیا پور
• جناب حکیم انور حسین محمود احمد صاحبان
دواخانہ دارالشفاء خانیوال۔
• جناب سیٹھ اللہ جوایا صاحب حسین آگاہی
• جناب چوہدری عبداللطیف صاحب
• جناب بشارت احمد صاحب باجوہ اوورسیر بیراج سائٹ
• جناب شیخ عبدالغفور صاحب پٹواری نہر
ماہنی سیال۔

ضلع شیخوپورہ

• جناب چوہدری انور حسین صاحب ایڈووکیٹ
• جناب شیخ محمد بشیر صاحب آزاد [illegible]
منڈی مریدکے۔
• جناب ڈاکٹر قمر الدین صاحب ڈسٹرکٹ ملیریا آفیسر
• جناب حافظ عبدالواحد صاحب
ایم۔ اے۔ بی ٹی۔

ضلع گوجرانوالہ

• جناب عبدالرحمٰن صاحب مینیجر سنگر مشین کمپنی
• جناب میاں برکت علی غلام احمد صاحبان
وزیرآباد۔
• جناب چوہدری محمد شریف صاحب فیروز والہ
• جناب میاں محمد شریف صاحب باغبانپورہ
• جناب چوہدری عبدالحمید صاحب تھانہ بازار
• جناب ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب ناگرا
وزیرآباد۔
• جناب چوہدری مقبول احمد صاحب انسپکٹر ریلوے
• جناب سجاد حیدر صاحب [illegible]
ضلع گوجرانوالہ (ربوہ)
• جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب اینڈ برادرز
وزیرآباد۔
• جناب میاں محمد خان اکبر علی صاحبان وزیرآباد۔
• جناب میاں عنایت اللہ صاحب فاروق
نظام آباد۔
• جناب ملک منظور احمد صاحب
لاہوری گیٹ وزیرآباد۔
• جناب میاں قمرالدین صاحب کھوکھر مرحوم گوجرانوالہ
• جناب چوہدری پیر محمد صاحب ہیڈ کلرک
• جناب چوہدری عزیز اللہ خان صاحب

ضلع جہلم

• جناب سیٹھی خلیل الرحمٰن صاحب مشین محلہ
• جناب سیٹھی عبدالحق صاحب مین بازار

ضلع گجرات

• جناب چوہدری عبدالمالک صاحب کھاریاں
• جناب چوہدری بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ
امیر جماعت احمدیہ گجرات۔
• محترمہ بیگم صاحبہ جناب سید عبدالعزیز صاحب
منڈی بہاؤالدین۔
• جناب مرزا صفدر جنگ ہمایوں صاحب ملکوال
• جناب چوہدری مبارک احمد صاحب کھاریاں

ضلع سیالکوٹ

• جناب چوہدری نذیر احمد صاحب باجوہ
نائب امیر جماعت احمدیہ۔
• جناب حکیم سید پیر احمد شاہ صاحب
• جناب چوہدری عبدالستار صاحب درگانوالی
• جناب محمد علی صاحب ڈسپنسر کوٹ نیناں
• جناب میاں سلطان احمد خان صاحب
منڈیکی گورائیہ۔
• جناب چوہدری غلام حسین صاحب گوہد پور
• جناب چوہدری خالد سیف اللہ خان صاحب
• جناب میجر چوہدری شریف احمد صاحب باجوہ
• جناب رانا عبدالحمید خان صاحب کنجروڑ
• جناب خواجہ عبدالرحمٰن صاحب ٹھیکیدار

کوئٹہ

• جناب شیخ محمد حنیف صاحب امیر جماعت احمدیہ
• جناب شیخ کریم بخش صاحب مرحوم
• جناب شیخ محمد اقبال صاحب جناح روڈ

- جناب شیخ عبدالاحد صاحب تاجر
- مجلس خدام الاحمدیہ شارع فاطمہ جناح
- جناب خلیفہ عبدالرحمٰن صاحب
- جناب ماسٹر عبدالکریم صاحب
- جناب محمد عبدالحق صاحب نیجو عمر میڈیکل ہال
- احمدیہ پبلک لائبریری شارع فاطمہ جناح
- جناب خان عبدالوحید خان صاحب
- جناب ڈاکٹر عبدالسمیع صاحب ڈی۔پی۔ایچ
- جناب ڈاکٹر میجر سراج الحق خان صاحب
- جناب سید قربان حسین شاہ صاحب
- جناب چوہدری محمود احمد صاحب
- جناب عطاء الرحمٰن خان صاحب منصفی روڈ

اضلاع سابق صوبہ سندھ

- جناب چوہدری سلطان علی صاحب محراب پور
- جناب نصیر احمد خان صاحب ناصر فارم چھور
- جناب حاجی عبدالرحمٰن صاحب رئیس باندھی
- جناب محمد عبداللہ صاحب " "
- جناب علاؤ الدین صاحب گوٹھ علاؤ الدین
- جناب چوہدری عطاء محمد صاحب گوٹھ امام بخش
- جناب چوہدری محمد عبداللہ صاحب
- جناب چوہدری غلام نبی صاحب
- جناب چوہدری برکت علی صاحب گوٹھ سردار محمد ٹیپی۔
- جناب حاجی کریم بخش صاحب گوٹھ قمر آباد
- جناب ڈاکٹر فقیر محمد صاحب
- جناب رئیس عبدالحمید صاحب باندھی
- جناب چوہدری صادق احمد صاحب دیا خان
- جناب ڈاکٹر عبدالقدوس صاحب نواب شاہ
- جناب سیٹھ محمد دین صاحب مرحوم
- جناب چوہدری ظفر اللہ خان صاحب
- پریذیڈنٹ نواب شاہ
- جناب چوہدری نتھے خان صاحب گوٹھ نتھے خان۔
- جناب چوہدری غلام رسول صاحب گوٹھ غلام رسول۔
- جناب ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب صدیقی امیر جماعت احمدیہ میرپور خاص۔
- جناب ابو عبدالشفاء صاحب رسالہ روڈ حیدر آباد۔
- مجلس خدام الاحمدیہ گوٹھ جمال پور
- جناب چوہدری شاہ دین صاحب گوٹھ شاہ دین۔
- جناب فضل الرحمٰن خان صاحب زیل پاک سیمنٹ فیکٹری حیدر آباد۔
- جناب ڈاکٹر عبدالرحیم صاحب رحیم آباد
- جناب چوہدری فضل احمد صاحب پریذیڈنٹ جماعت رحیم یار خان۔
- جناب حاجی نور الدین صاحب گوٹھ قمر آباد
- جناب چوہدری شریف احمد صاحب کروندی
- جناب مولوی عبدالحق صاحب
- جناب چوہدری رحمت اللہ صاحب ڈیرہ نواب شاہ۔

بہاولپور شہر

- جناب عزیز محمد خان صاحب بہاولپور
- جناب مولوی غلام نبی صاحب ایاز
- جناب چوہدری غلام احمد صاحب اشرف

کراچی

- جناب شیخ رحمت اللہ صاحب امیر جماعت احمدیہ
- جناب مرزا محمد بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ
- جناب ملک مبارک احمد صاحب
- جناب ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب کشتی والے
- جناب چوہدری غلام محمد صاحب قدوسی کالونی
- جناب چوہدری بشیر احمد صاحب منیر
- جناب میاں عطاء الرحمٰن صاحب طاہر
- والدہ صاحبہ شیخ محمد رفیق صاحب الیشوا تریڈنگ کمپنی کراچی۔
- جناب حافظ عبدالغفور صاحب ناصر
- جناب چوہدری محمد خالد صاحب
- جناب چوہدری مسعود احمد صاحب خورشید
- جناب شیخ عبدالحفیظ صاحب باجوہ مارکیٹ روڈ
- جناب محمد شریف صاحب چغتائی
- محترمہ انور سلطانہ صاحبہ بیگم ایم۔اے ارشاد صاحب
- جناب عبدالرزاق صاحب مہتہ پیر الٰہی بخش کالونی۔
- جناب قاضی محمد اسلم صاحب ایم۔اے لاہور
- جناب مولوی صدر الدین احمد صاحب
- محترمہ حمیدہ بیگم اہلیہ مولوی صدر الدین احمد صاحب
- جناب میجر محمد عبداللہ صاحب مہار
- جناب ملک رشید احمد صاحب بندر روڈ
- جناب چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب
- جناب چوہدری شاہنواز خان صاحب شاہنواز لمیٹڈ
- جناب چوہدری احمد مختار صاحب المختار لمیٹڈ۔
- جناب چوہدری احمد جان صاحب اکبر منزل
- جناب میجر عبداللطیف صاحب ڈیکلنڈ۔
- جناب چوہدری شریف احمد صاحب ...
- جناب عبدالرحیم صاحب ... ہارٹن روڈ
- جناب بشیر احمد صاحب ڈرائیور
- جناب مولوی عبدالمجید صاحب دہلوی

بہاولنگر

- جناب چوہدری غلام مصطفیٰ احمد الدین صاحب ... چک $\frac{184}{7.R}$۔
- جناب چوہدری غلام نبی صاحب گرداور بہاولنگر

بہاولپور علاقہ

- جناب چوہدری غلام قادر صاحب کمیشن ایجنٹ
- جناب چوہدری علم الدین صاحب کمیشن ایجنٹ ہارون آباد۔
- جناب مولوی محمد شفیع صاحب ... چک $\frac{145}{10R}$

پیپر کارنر گنپت روڈ لاہور
فون نمبر ۶۳۵۲۳
تار کا پتہ "PEPCORN"
ہر قسم کا کاغذ۔ بورڈ۔ گتہ۔ سیاہیوں اور ایمبوسنگ پوڈر سلوفین سفید و
رنگین۔ آرٹ پیپر۔ نیوز پرنٹ پیپر و دیگر سامان پرنٹنگ نہایت ارزاں
نرخوں پر خرید کرنے کے لئے ہمیشہ اپنی دکان پیپر کارنر گنپت روڈ لاہور کو
یاد رکھیں۔
خادم
ملک عبد اللطیف ستکوہی۔ پارٹنر پیپر کارنر گنپت روڈ لاہور

مفید اور مؤثر دوائیں
— نورکاجل —
آنکھوں کے لئے مفید ترین متعدد جڑی بوٹیوں کا مجموعہ جو پچاس سال سے زائد استعمال و تجربہ کے بعد تیار کیا گیا ہے۔ بچوں، عورتوں اور مردوں سب کی آنکھوں کے لئے بہت مفید ہے۔ خارش، پانی بہنا، بھینگاپن، ضعفِ نظر کا بہترین علاج ہے۔ ہر طرف سے تعریفی خطوط موصول ہو رہے ہیں۔ قیمت دس آنہ ۔۔۔ سوا روپیہ۔
- شفا اٹھراء (گولیاں) -
علاج اٹھراء اور محافظت جنین کے لئے حضرت اقدس خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہترین تجویز۔
قیمت کورس سولہ روپے
— اکسیر معدہ —
پیٹ درد۔ نفخ۔ ضعف ہضم۔ کمی بھوک۔ دائمی قبض۔ کھٹے ڈکار اور ہیضہ کے لئے مفید دوا ہے۔
قیمت چھوٹی شیشی دس آنہ۔ بڑی شیشی ایک روپیہ
نوٹ:- ہر قسم کے خالص اور عمدہ عرق، شربت اور معجونات وغیرہ کے لئے ہمارے ہاں تشریف لائیں۔ !
المشتہر: خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ

(طابع و ناشر:- ابو العطاء جالندھری ٭ مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ ٭ مقام اشاعت دفتر الفرقان ربوہ ضلع جھنگ) تاریخ اشا

Monthly "AL-FURQAN" Rabwah

August, September, October, 1963

Registered No. L. 5708

DARWAISHAN-E-QADIAN NUMBER

ٹائیٹل نصرت آرٹ پریس گولبازار ربوہ میں چھپا ۔